

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَخْرَجْتَنِي
أَوْ أَنْ جَاءَنِي مِنْ مَا لَمْ يَرَهُ عَيْنٌ
أَوْ أَنْ جَاءَنِي مِنْ أَنْفُسِ الْإِنْسَانِ



مؤلف مفتی ڈاکٹر صاحبزادہ ابو الحسن محمد زیر

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَنَلَّا هُوَ حَنْدُ الْفَصَنْدِلِ عَلَيْهِ سَلَامٌ
كَرَجِي



امام العارفین حضرت نوچا جیسا موصوم (افغانی) رحمۃ اللہ علیہ ان کے
آبا و اجداد اور آپ کی اولاد امجاد کی زندگی کے ایمان افرز حالاً واقعہ

بَيْلَىٰ صَنَاعَ مَعْصُومٌ

اللَّهُمَّ رَحْمَةُ عَلَيْهِ مَغْفِرَةٌ لِلْأَذْنَافِ
(جَنِيَّةُ الْأَرْضِ)

مؤلف

مُفْتَى دَاكْرُ صَاحِبِ زَادَةِ بُوْخَارِيِّ مُحَمَّدِ بَرِّ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ كَلْمَاتُ الْفَقِيلِ كَرْجَانِ



نام کتاب	تجلیات ضایاۓ معصوم
مولف	ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر
ائیش	اول
سن اشاعت	۱۴۹۶ھ / ۲۰۰۷ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کپوزنگ	رکن الاسلام کمپیوٹر کپوزنگ سینٹر، حیدر آباد
طبع	انتخاب جدید پریس رائل پارک لاہور
قیمت	۵۰ روپے
تصویر سرورق	مزار پر انوار حضرت خواجہ ضایاۓ معصوم مجددی، چهار باغ صفا (کابل)، افغانستان
تصویر پشت کتاب	مزار پر انوار حضرت خواجہ غلام محمد مجددی ماڈل ٹاؤن ملیر کراچی

○ ===== ملنے کے پتے ===== ○

- ادارہ معارف مجدد الف ثانی (علیہ الرحمۃ) اے/۲۶۰۶۔ بی آئی بی کالونی کراچی
- آستانہ عالیہ مجددیہ ضیائیہ، گلستان محمدیہ مجددیہ، ۵/۱۲، صراط مستقیم ماڈل کالونی کراچی
- ادارہ مسعودیہ، بالمقابل عید گاہ کلا تھہ مارکیٹ، محمد بن قاسم، کراچی
- رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، آزاد میدان، ہیر آباد، حیدر آباد
- مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ، سیال کوٹ

انتساب

پیشوائے سالکین عمدۃ الواصلین

حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن کو غوث وقت حضرت خواجہ شاہ ضیائے معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے حرم شریف
میں یہ فرمایا کہ اپنے تمام روحانی کمالات سے سرفراز فرمایا تھا کہ مولانا....! ہمیں اس
خانہ کعبہ سے اشارہ ہوا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ سب ہم آپ کو عطا کر دیں
اللہ اسلامہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ کی اجازت کے علاوہ حضرت امام رباني مجدد
الف ثانی کے روضہ انور سے جو خاص "نسبت اویسی" ہم نے حاصل کی تھی وہ بھی
ہم آپ کو عطا کرتے ہیں۔

سجا کے لخت دل کو کشی چشم تمنا میں
چلا ہوں بارگاہِ عشق میں لے کے یہ نذرانہ

۳ فہرست عنوانات

۳۱	ختم حضرت خواجہ نقشبندی	پیش لفظ از حضرت پیر فضل الرحمن مجددی
۳۲	ختم حضرت خواجہ باقی بالله	مقدمہ
۳۲	ختم حضرت امام ربانی	حالات حضرت ضیائے معصوم
۳۲	ختم حضرت خواجہ محمد معصوم	اسم گرامی
۳۲	ختم خواجہ گانچشتیہ	سلسلہ نسب
۳۲	اسماے الٰی	آباؤ اجداد
۳۳	دعائیہ اشعار	حضرت امام ربانی
۳۴	سلسلہ کی اشاعت	خواجہ محمد معصوم
۳۵	اعتراف خدمات	خواجہ محمد صبغۃ اللہ
۳۶	خواجہ محمد حسن جان کی نظریں	خواجہ محمد اسماعیل
۳۶	پیر مقصود احمد کی نظریں	خواجہ غلام محمد معصوم
۳۸	پیر غلام رسول مجددی کی نظریں	خواجہ محمد صفی اللہ
۳۸	حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی کی نظریں	خواجہ میاں ظہور اللہ
۴۰	قاضی سلیمان منصور پوری کی نظریں	خواجہ عطاء معصوم
۴۱	شیخ سنوی کی نظریں	حضرت شاہ ضیائے معصوم
۴۱	ملا نجم الدین آخوندزادہ کی نظریں	ولادت
۴۳	حضرت عبدالحمید جان کی نظریں	تعلیم و تربیت
۴۳	اشارہ غیبی	بیعت و خلافت
۴۴	شزادہ کی بیعت	سلسلہ طریقت
۴۴	غاصی محمد شاہ خان کی بیعت	شاہ عبدالباقي
۴۷	بادشاہ کی عقیدت	شجرہ طریقت
۴۸	تقویم بادشاہت	ختم خواجہ گان
۵۰	رضائے مرشد	ختم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

امیر عبدالرحمن کی عقیدت	اد	تصریفات بعد وفات	نمبر
صلہ ادب	۵۲	مدحیہ قصائد	۸۶
ادب حرمین شریفین	۵۳	کلام مرتضی عبدالرحیم رحیمی	۸۹
محبوب بارگاہ نبوت	۵۴	کلام شیراحمد	۹۲
منظور نگاہ مجدد پاک	۵۵	کلام طاطوی	۹۴
تاشریح مجتب	۵۶	دیگر شعراء کا کلام	۹۹
شفاء امراض	۵۷	خلفاء	۹۹
نگاہ ولایت	۶۰	۱۔ حضرت شاہ محمد رکن الدین الوری	۱۰۰
زبان ولایت	۶۳	۲۔ حضرت مولانا غلام حیدر شاہ	۱۰۵
دست گیری	۶۴	۳۔ عزیزیہ کمہ	۱۰۹
باطنی توجہات	۶۵	۴۔ حاجی محمد سرور خاں	۱۰۹
استغفار و بے نیازی	۶۶	۵۔ حاجی غلام نقشبند خاں	۱۰۹
سادگی	۶۷	۶۔ حاجی محمد زادہ صاحب	۱۰۹
غرباء پروری	۶۸	۷۔ طار حیم دادا خوند	۱۰۹
مظلوم کی فریادری	۶۹	۸۔ محمد حسن الیمنی	۱۰۹
مہمان نوازی	۷۰	۹۔ مولانا غلام قادر	۱۱۰
آداب طریقت	۷۱	۱۰۔ وہ طا صاحب تالقان	۱۱۰
تریبت شہنشاہ	۷۲	برادران حضرت ضیائے معصوم	۱۱۰
مشهور مخلصین	۷۳	اولاد امجاد	۱۱۱
کتب	۷۴	حضرت شاہ غلام قادر	۱۱۲
متعلقین کا مجاہدانہ کردار	۷۵	قطعہ وفات	۱۱۵
وصال مبارک	۸۳	کلام عاصی	۱۱۵
مزار شریف	۸۴	اولاد حضرت شاہ غلام قادر	۱۲۲
لوح مزار	۸۵	پیر غلام محمد مجددی	۱۲۳

۱۳۳	گورنر جزل غلام محمد کی عقیدت	۱۲۳	آباؤ اجداد
۱۳۴	اسلامی نظام کے لئے دعا	۱۲۴	ولادت
۱۳۵	والدگرائی کی نگاہ	۱۲۵	بشارت
۱۳۶	نبی کریم کی نگاہ کرم	۱۲۶	بشارت عظیمی
۱۳۷	کشف تام	۱۲۷	تعلیم
۱۳۸	کشف قبور	۱۲۸	بیعت
۱۳۹	آداب طریقت	۱۲۹	خلافت
۱۴۰	مرشدہ وصال	۱۲۵	فاروق اعظم کی نگاہ کرم
۱۴۱	وصال مبارک	۱۲۶	معمولات
۱۴۲	عاشق کا جنازہ	۱۲۷	آمنی کی تقسیم
۱۴۳	قطعہ تاریخ وصال	۱۲۷	درسہ
۱۴۴	خلفاء	۱۲۸	بیت حق
۱۴۵	اولاد امجاد	۱۲۸	جہاد آزادی
۱۴۶	حضرت شاہ آغا جان مجددی	۱۲۸	ہجرت
۱۴۷	حضرت نور احمد مجددی	۱۲۹	والد کا ارشاد
۱۴۸	حضرت عبد اللہ آغا مجددی	۱۲۹	ہم عصر علماء و مفکرین
۱۴۹	حضرت فضل محمود مجددی	۱۳۰	مولانا بدر عالم کی نظر میں
۱۵۰	حضرت فضل ربی مجددی	۱۳۰	مفتی محمد شفیع کی شادت
۱۵۱	حضرت فضل الرحمن مجددی	۱۳۱	حضرت مجدد کی نگاہ کرم
۱۵۲		۱۳۱	سیاست دانوں کی عقیدت
		۱۳۲	پاکستان کا مرشدہ
		۱۳۴	قائد اعظم کی پکڑی
		۱۳۲	پاکستان آمد
		۱۳۳	پاکستان کی مدد

پیش لفظ

از ——

قدوة السالكين زبدة العارفين بدر المشائخ حضرت قبلہ پیر فضل الرحمن صاحب کاملی
مجدی دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حمد و شکر کے بعد میرے مرشد معظم قبلہ و کعبہ ام پیر کامل جناب حضرت شاہ غلام احمد
صاحب مجددی نقشبندی فاروقی المعروف بے شاہ آغا جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ایک
بڑی خواہش تھی کہ سالک راہ طریقت، غواس، بحر معرفت، قطب دوران، غوث زمان معدن
اللطائف الروحانیہ مخزن المعارف السبعہ انیسیہ حضرت خواجہ شاہ ضیاء مصصوم رحمۃ اللہ
علیہ اور انکے جانشین عارف باللہ قدۃ الاولیاء مقبول بارگاہ صہیت حضرت خواجہ شاہ غلام محمد
مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات مبارکہ، عبادات، کرامات، واقعات، خرق عادات کے
بارے میں ایک کتاب لکھی جائے جو تمام مسلمانوں، خصوصاً برادران طریقت کے لئے مشعل
راہ بنے۔ اس کام کو بہت پہلے ہونا چاہیئے تھا لیکن ہر کام ایک وقت پر موقوف ہوتا ہے۔ قضا
اللی سے حضرت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب کی پھوپھی صاحبہ مرحومہ مغفورہ کا حیدر آباد
میں انتقال ہو گیا تھا۔ جس کی عین وقت پر اطلاع نہ ملی۔ فقیر اظہار تعزیت اور اتحاف دعا کے
لئے کراچی میں حضرت صاحب کے دولت کدے پر حاضر ہوا۔ درمیان صحبت میں نے حضرت
خواجہ شاہ ضیاء مصصوم صاحب کے واقعات کا ذکر کیا اہل مجلس بڑے خلوص اور دلچسپی کے
سامنے ان واقعات کو سن رہے تھے کہ، یکایک حضرت علامہ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ کیوں
نہ ان واقعات کو قلمبند کر کے کتابی صورت میں پیش کیا جائے۔ تاکہ دوسرے محبان اولیاء کرام
بھی محفوظ اور مستفید ہوں۔ فقیر کی عرصہ دراز سے یہ ہی آرزو تھی کہ یہ واقعات قلمبند
ہوں۔ لہذا اس پیش نہاد کو بصورت فوری قبول کر لیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے سوچا کہ یہ
جذبہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی اتنی مصروفیات اور ذمہ داریوں کے باوجود بجز فضل رب
العالمین اور کیا ہو سکتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ واللہ ذوالفضل

اين سعادت بزور بازو نيت
تا نبخشند خدائے بخشندہ

یہ بات قابل تذکر ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے جدا مجد شمس العلماء، مصباح العارفین حضرت مولانا شاہ رکن دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ضیاء معصوم صاحب نے پہلی ہی ملاقات میں فرمایا تھا کہ از شما معرفت سابقہ است اور پھر حرم شریف میں ہی تین طریقوں میں خلافت عطا فرمائی تھی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب گرامی اس باغ کے ایک زیبا پھول ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت علامہ مولانا مفتی محمد محمود الوری نے اپنے پند و نصیحت، تبلیغ دین اور اپنے علم و عمل سے جو خدمات دیں حق کے لئے انجام دیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

میں اور میرے برا در ان بزرگوار تمہارے دل سے حضرت صاحبزادہ صاحب کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم خاص سے اس عظیم روحانی ہستی (جسکے فیوض و برکات سے عرب و عجم کے مسلمانوں کے قلوب منور ہوئے) کی زندگی کے وہ واقعات جو سینوں میں پوشیدہ تھے، ان کو بڑے ہی علمنہ و عارفانہ انداز سے تحریر کیا ہے۔ اور آپ کی کوشش سے یہ روحانی کتاب تحریر و تدوین کے مرحلے تک پہنچی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی سمجھی کو شرف مقبولیت عطا فرمائے خیر نصیب فرمائے۔ آمین۔

رب العزت صالحین امت اور اولیاء کاملین کے درجات کو بلند فرمائے دین و دنیا میں ان کی معیت اور دوستی سے نوازے۔ ہمیں اور ہمارے آباء و اجداد اور اخلاف کو اپنی رحمتوں سے نوازے اور حضور اقدس رحمۃ للعالمین، شافع مبشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عظیمی نصیب فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین و علی الہ واصحابہ اجمعین۔

فضل الرحمن مجددی

مقدمہ

فقیر کی نمایت شفیق رضاعی والدہ اور عمهٗ محترمہ کا انتقال ہو گیا تھا جس کی تعزیت کے لئے فخر الشانخ حضرت قبلہ پیرفضل الرحمن صاحب مجددی کابلی دامت برکاتہم العالیہ خصوصی کرم فرماتے ہوئے فقیر کی دلجمی اور ولداری کی خاطر غریب خانے پر تشریف لائے اثنائے گفتگو حضرت کے جد امجد غوث زماں حضرت خواجہ شاہ محمد ضیائے معصوم کا حسین و دلربا تذکرہ چھڑ گیا۔ حضرت نے جب آپ کے حالات و صفات، مقامات و کرامات کو بیان فرمایا تو محفل پر وہ نسبت طاری ہوئی کہ اہل محفل مسحور و بے خود ہو گئے۔ دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس اللہ کے محبوب ولی کے محبوب اور پیارے تذکرے کو کتابی شکل میں محفوظ کر کے عام کرویا جائے تاکہ دوسرے اہل نسبت بھی اس سے فیض یاب ہو سکیں اور اپنے قلب کو سکون و راحت اور قوت و طہانیت جیسی بیش بہا دولت سے سرفراز کر سکیں۔ کیونکہ حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ اولیاء اللہ کی حکایات و روایات اور ان کے واقعات سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی باتیں خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس سے شکست اور پریشان حال دلوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس پر دلیل یہ ارشاد رب العزت ہے:-

”وَكَلَّا لِنَفْسٍ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبِيَاءِ الرَّسُولِ مَا نَسِيْتَ بِهِ فَوَادِكَ“

(سورہ ہود، آیت ۱۲۰)

”اے محبوب یہ سب جو ہم بیان کرتے ہیں آپ سے پیغمبروں کی سرگزشتیں یہ اس لئے کرتے ہیں تاکہ آپ کے دل کو تقویت اور آرام پہنچائیں۔“

ثابت یہ ہوا کہ اس دور میں جب کہ ہر شخص ڈپریشن کا شکار ہے ہر آدمی بے چینی و بے اطمینانی، گھبراہٹ و پریشانی کی شکایت کرتا نظر آتا ہے۔ ان کا علاج ان ہی اولیاء اللہ کے تذکروں میں ہے اور ان کے دلوں کی طہانیت اور قرار کا راز ان ہی کے اندر مضمرا ہے حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ نے اس کے مزید اہم فوائد کو جامع الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ”اولیاء اللہ کا ذکر دنیا اور اہل دنیا کی محبت کو سرد

کرتا ہے قلب میں آخرت کی یاد کو تازہ کرتا ہے دل میں اللہ کی دوستی اور محبت کو پیدا کرتا ہے اور آخرت کے مشکل ترین سفر کے لئے زاد راہ مہیا کرتا ہے۔ یہی وہ ذکر ہے جو آدمی کو مرد، مرد کو فرد اور فرد کو عین درد بنا رتا ہے۔” (تذکرۃ الاولیاء)

بہرحال یہ ان ہی حضرات کی نسبتوں کا فیضان تھا کہ اس محفل کے اندر فقیر کے دل میں یہ خیال آیا اور اسی وقت حضرت قبلہ پیر فضل الرحمن مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ چھوٹے چھوٹے لوگوں کے حالات پر موئی موئی کتابیں چھپ کر منظر عام پر آجاتی ہیں جب کہ حضرت ضیائے معصوم ”جیسی عظیم روحانی ہستی کے حالات کمیں موجود نہیں جب کہ یہ وہ ذات ہے جس کے اصلاحی و تبلیغی کارناموں نے زمانے میں ایک انقلاب برپا کیا۔

جس نے ارباب اقتدار اور شاہان وقت کی اصلاح کر کے شجر اسلام کو نئی تازگی عطا کر دی، جس نے بوریے پر بیٹھ کر سلطنتیں اور بادشاہیں تقسیم کیں۔

جس کے نقش پاکی خاک کو چھرے پر ملنے کے لئے وقت کے شہنشاہ بھی مضطرب اور منتظر رہا کرتے تھے۔

جس کے انوار ولایت کی تابانیوں سے صرف عجم ہی نہیں بلکہ عرب کا خطہ بھی جگمگا رہا تھا، جس کے چشمہ معرفت سے فیض یاب ہونے والوں میں عوام ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اور مشائخ بھی شامل تھے۔

جس کے فیوضات کا گھر بار بادل صرف افغانستان پر ہی مصروف بارش نہیں رہا بلکہ سمرقند و بخارا، تاجکستان و ہندوستان اور ماوراء النهر تک کے علاقوں پر ابر نیسا بن کے برسا اور ان اقالیم کے دامن کو لعل و گوہر سے مالا مال کر گیا۔

میں نے حضرت سے گزارش کی کہ ایسی نادر روزگار شخصیت کے حالات آج کمیں موجود نہیں صرف آپ حضرات کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ تھوڑا سا وقت عنایت فرمائ کر دیں تاکہ پھر اس کو کتابی مشکل میں محفوظ کروا کے بندگان خدا کے استفادہ کے لئے شائع کر دیا جائے حضرت نے کمال عنایت فرماتے ہوئے اس فقیر کی گزارش کو شرف قبولیت عطا کیا اور فرمایا کہ میرے برادر گرامی قدر میرے مرشد و

میں اس آستانہ کے سجادہ نشیں حضرت پیر آغا جان صاحب کی بھی یہی آرزو تھی کہ حضرت کے حالات جمع کر کے منظر عام پر لائے جائیں اور حالات جمع کرنے کا کام انہوں نے میرے سپرد فرمایا تھا چنانچہ میں نے مختلف علاقوں کے دورے کر کے اس زمانے کے لوگوں سے آپ کے مصدقہ چشم دید واقعات و حالات حاصل کئے لیکن افسوس افغانستان کے پر آشوب حالات کے باعث یہ کام پایہ تکمیل کونہ پہنچ سکا لیکن شاید یہ تأخیر اس لیے ہوئی کہ یہ سعادت آپ کی قسم میں لکھی ہوئی تھی لہذا آپ کسی بھی وقت آگر مجھ سے حالات سن لیں الور ٹیپ کر کے محفوظ کر لیں کیونکہ میرے بعد اب کوئی ان کا بتانے والا بھی نہیں ہو گا۔ حضرت قبلہ پیر صاحب کے اس ارشاد نے فقیر کو مزید حوصلہ اور ولہ عطا کیا اور میرے اس شوق کو نئی مہیز عطا کی۔ وقت کا تعین کر کے یہ فقیر میر میں آپ کے آستانے پر حاضر ہو گیا ہمارے خاص مخلصین و محبوین میں سے جناب حاجی منصور اللہ صاحب، جناب ڈاکٹر اسد اللہ خان صاحب اور جناب صبور احمد صاحب بھی ٹیپ ریکارڈر ساتھ لئے فقیر کے ہمراہ تھے، عزیزم عزیر محمود اور عزیزم فائز محمود بھی محفل کی برکتیں لوٹنے کے لئے حاضر تھے ادھر وہاں حضرت کے ساتھ آپ کے تمام برادران گرامی قدر یعنی جناب حضرت قبلہ پیر نور احمد صاحب، حضرت قبلہ پیر عبد اللہ آغا صاحب، حضرت قبلہ پیر فضل ربی صاحب (دامت برکاتہم) اور آپ کے خاندان کے ایک پرانے بزرگ حضرت قبلہ خلیل جان آغا مجددی بھی موجود تھے جو ان حالات و واقعات میں حضرت قبلہ پیر فضل الرحمن صاحب مجددی کی تائید و نصرت فرمائے تھے تقریباً چھ سات گھنٹے یہ پر کیف اور نسبتوں سے بھری محفل جاری رہی جس میں حضرت قبلہ پیر صاحب نے اپنے جد امجد کے حالات و واقعات سنائے جماں ہمارے لئے لذت قلب و جگر کا انتظام فرمایا وہاں ساتھ ہی ساتھ ایک دعوت شیراز کے ذریعے ہمارے لئے لذت کام و وہن کا اہتمام بھی فرمایا۔ الغرض یہ حالات اس وقت ٹیپ میں محفوظ کرنے گئے اور اس کے بعد ٹیپ سے فقیر نے اپنے انداز کے اندر اس کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر لیا جو اس وقت کتابی شکل میں آپ کے سامنے موجود ہے۔

میں اس عظیم انعام و اکرام پر اپنے رب کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا کہ جہاں
حضرت ضایعے موصوم رحمتہ اللہ علیہ کے لاکھوں چاہنے والے، ارادتمند اور خدام
موجود ہوں جن میں سینکڑوں ایک سے ایک اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل، علم و فضل کے
شہسوار، علماء و فضلاء، محققین و مدققین آپ کے غلاموں کی، اور خدمت گزاروں کی
صف میں کھڑے نظر آرہے ہوں وہاں مجھے جیسے نکتے نااہل و ناشستہ روکو اس عظیم کام
کے لئے منتخب کر کے اس سعادت ازیٰ سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے لئے میں تو یہی
کہوں گا.....

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں ایسی بات نہیں
شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ضایعے موصوم ”کو اپنے تمام مریدین اور
خلفاء میں میرے جد امجد قطب وقت حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوری ”بست
عزیز اور محبوب تھے ان کی محبوبیت کا یہ عالم تھا کہ جب وہ حضرت کی خدمت میں
حرمین شریفین کے اندر ان کے دولت کده پر حاضر ہوا کرتے تھے تو آپ اس وقت
محفل کے تمام حاضرین کو اٹھا دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے ہمیں ثنائی اور خلوت میں
مولانا رکن الدین سے کچھ راز و نیاز کی باتیں کرنی ہیں۔ چونکہ اس نگ اسلاف کو
حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوری ” سے ادنیٰ سی نسبت حاصل ہے اس لئے اس
محبوب نسبت کے باعث یہ فقیر بھی حضرت خواجہ ضایعے موصوم ” کے خصوصی کرم کا
مستحق بن گیا اور ان کی خصوصی نگاہ میں آکر اس سعادت سے بہرہ در کر دیا گیا۔

بہر حال آج سے تقریباً سو سال قبل حضرت ضایعے موصوم ” نے حرمین
شریفین میں الور سے آئے ہوئے جس جوہر قابل حضرت خواجہ محمد رکن الدین ” کو منتخب
فرما کر اپنی عنایتوں سے نوازا تھا آج انہی کی نسل کا یہ ادنیٰ سا حقیر نالائق فرد اس
آستانہ ذی شان کی خدمت کی سعادت حاصل ہونے پر فخر و ناز کرتے ہوئے بڑی عجز و
نیاز کے ساتھ یہ امید رکھتا ہے کہ کل قیامت کے دن حضرت خواجہ ضایعے موصوم ”
جب حضرت خواجہ محمد رکن الدین ” جیسے اپنے چیتوں اور پیاروں کو اپنے جھنڈے کے

سایہ تلے جنت میں لے جا رہے ہوں گے تو اس وقت یقیناً اس کمیسہ ادنیٰ خادم اور اس کے ساتھیوں کو ہرگز فراموش نہیں فرمائیں گے۔

یہ فقیر سندھ کے صوفیائے نقشبند پرپی ایچ ڈی کرہا تھا اس وقت حضرت ضیائے معصومؐ کے صاحبزادے حضرت خواجہ غلام محمد صاحبؐ کے احوال حضرت قبلہ پیر فضل الرحمن سے حاصل کر کے اس فقیر نے اپنے اس مقالہ میں تحریر کئے تھے وہ بھی اس کتاب کے آخر میں شامل کیے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فقیر کی اس کوشش کو اپنی اور اپنے پیاروں کی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے اور اس کو فقیر کی مغفرت و بخشش کا ذریعہ بنادے اور حضرت ضیائے معصومؐ کے گلشن کے پھول حضرت خواجہ پیر نور احمد صاحب، حضرت خواجہ پیر فضل الرحمن صاحب، حضرت خواجہ پیر عبد اللہ صاحب، حضرت خواجہ پیر فضل ربی صاحب دامت فیوضہم و برکاتہم کو ہمیشہ مہکتا اور مہکاتا رکھے اس گلشن کی رونقوں کو دو بالا فرمائے اور اس آستانہ عالی شان کے فیض کو قیامت تک جاری و ساری رکھے اور اس کتاب کے سلسلے میں حضرت قبلہ پیر فضل الرحمن مجددی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنا قیمتی وقت عنایت فرما کر جن قیمتی حالات و واقعات سے ہمیں مستفید فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو دارین میں اس کی بہترین جزاے خیر عطا فرمائے اور ان کے سایہ عاطفت کو تادری ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔

اس کتاب کی اشاعت میں جن دوست احباب نے مالی تعاون فرمایا اور فارسی اشعار کے ترجمہ کے سلسلہ میں جناب محمد یونس باڑی صاحب نے جو قلمی تعاون فرمایا اس پر میں ان سب حضرات کے لئے بارگاہ اللہ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی دین و دنیا میں بہترین جزا عطاء فرمائے۔

امن بعجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

ابو الخیر محمد زبیر

تاریخ : ۱۸ اپریل ۱۹۹۶ء

آزاد میدان، ہیر آباد، حیدر آباد

نَحْمَدُهُ وَنَصْلِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اسم گرامی ○ آپ کا نام ہی اسم گرامی حضرت پیر شاہ ضیائے معصوم ہے۔ ہندو پاک اور اس کے گردو نواح میں آپ اس ہی نام سے مشور ہیں جبکہ افغانستان میں آپ ”حضرت صاحب چمار باغ صفا“ کے لقب سے شہرت رکھتے ہیں۔

سلسلہ نسب ○ آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؑ کی اولاد احجاد میں سے ہونے کے باعث مجددی فاروقی ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب سات واسطوں سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؑ تک اس طرح پہنچتا ہے۔

”حضرت ضیائے معصوم بن حضرت عطاءً معصوم بن حضرت میاں ظہور اللہ بن حضرت شاہ صفی اللہ بن حضرت شاہ غلام محمد معصوم بن حضرت محمد اسماعیل شاہ بن حضرت محمد صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی“۔

آباء و اجداد ○ آپ کا سلسلہ نسب، سلسلہ الذهب ہے۔ اس لڑی کا ہر موتی علم و عرفان کا ایک گوہر آب دار ہے۔ آپ کے والد گرامی سے لے کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؑ تک آپ کے تمام آباء و اجداد اپنے اپنے وقت میں معرفت و حقیقت کے نیر تاباں بن کے چمکے اور ایک عالم کو نور توحید اور ضیائے عشق محمدی سے روشن و منور کر گئے۔ آپ کے اس سلسلہ نسب کے ہر بزرگ کے حالات کے لیے علیحدہ علیحدہ ایک ایک کتاب بھی لکھی جائے تب بھی ان کے محاسن و کمالات کا احصاء نہیں ہو سکتا۔ فی الحال بطور تبرک حضرت امام ربانی سے لے کر آپ کے والد بزرگوار تک آپ کے آباء و اجداد کا مختصر ساتذکہ تحریر کیا جاتا ہے۔

حضرت امام ربانیؒ

حضرت میائے معصومؐ کی آٹھویں پشت میں آپ کے جد اعلیٰ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی ذات گرامی ہے..... یہ وہ شخصیت ہے جس نے ایک زالے طرز تبلیغ کے ذریعے تاریخ کے رخ کو موڑ دیا..... جس کو گرفتار کرنے والا جہانگیر خود اس کی محبت میں گرفتار ہو کر اس کا گرویدہ بن گیا..... جس نے قلعہ گوالیار کے اندر قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کر لیا لیکن باادشاہ وقت کے آگے سرنہ جھکا کر دین اسلام کی عظمت کو پامال ہونے سے بچا لیا.....

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
اس کے نفس گرم سے ہے گری احرار
(اقبال)

جس کی شان میں خود ان کے مرشد، وقت کے هادی عیسیٰ دوران حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے فرمایا کہ ”شیخ احمد وہ آفتاب ہیں جن کی روشنی میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں“.....

جس کو بارگاہ رب العزت سے یہ مژده سنایا گیا (غفرت لک ولمن توسل بک یوسطہ او بغیر واسطہ الی یوم القیامتہ)..... کہ ہم نے آپ کو بھی بخش دیا اور جو بالواسطہ یا بلا واسطہ قیامت تک آپ کا وسیلہ لے کر آئے گا ہم نے اس کو بھی بخش دیا..... جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ بشارت دی گئی کہ کل قیامت کے دن تمہاری شفاعت سے ہزارہا مخلوق خدا جنت میں جائے گی.....

جس کی ہدایت نے لاکھوں ظلمت کردہ قلوب کو نور ایمان اور نور عرفان سے روشن اور منور کر دیا حتیٰ کہ باادشاہ وقت جہانگیر بھی ہدایت پا کر دین اسلام کی ترویج و اشاعت و شعائر اسلامیہ کے تحفظ اور مدد و نصرت میں ہمہ تن مصروف ہو گیا.....

اس عظیم تاریخ ساز شخصیت کی ولادت ۱۹۷ھ میں سرہند شریف کے اندر ہوئی۔ آپ کا سن ولادت لفظ ”خاشع“ سے نکلتا ہے۔ اور آپ کی وفات ۲۸ صفر

المظفر ۱۰۲۳ھ کو سرہند میں ہوئی۔ آپ کا سن وفات ”وارث الرسول“ کے الفاظ سے نکتا ہے۔

وصال کے بعد جب آپ کو غسل کے لئے لٹایا گیا تو آپ کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح رکھا ہوا تھا جس طرح نماز میں قیام کے اندر مستحب طریقے سے ہاتھ باندھے جاتے ہیں غسل دینے والوں نے ہاتھ علیحدہ کر دیے لیکن پھر وہ ہاتھ اسی طرح بندھ گئے جیسے نماز کی حالت میں ہوتے ہیں۔ آخر لوگوں نے آپ کو اسی نماز کی حالت میں دفن کر دیا۔ ایسے ہی مقبولان بارگاہ خداوندی کے لئے ارشاد رب العزت ہے.....

و بهم فی صلوٰتہم دائِ منون

اور وہ ہمیشہ اپنی نماز میں ہوتے ہیں۔

آپ کے یہ صاحب زادے ہیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ خواجہ محمد صادق، ۲۔ خواجہ محمد سعید، ۳۔ خواجہ محمد معصوم، ۴۔ خواجہ محمد عیسیٰ، ۵۔ خواجہ محمد فرخ، ۶۔ خواجہ محمد عیسیٰ۔ خواجہ محمد اشرف

خواجہ محمد معصوم

حضرت ضیائے معصومؒ کی ساتویں پشت میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا نام نامی آتا ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے سات فرزندوں میں سے تیرے فرزند ہیں جو حضرت امام ربانی کے جانشین ہوئے اور منصب قیومیت پر فائز ہوئے آپ کی ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۰۰۰ھ پیر کے دن ہوئی۔ ۱۲ سال کی عمر میں آپ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ سے فارغ ہو گئے۔ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ صرف تین ماہ میں پورا قرآن پاک حفظ کر لیا۔ اپنے والد گرامی کی نگرانی میں مدارج سلوک طے کئے۔ اور انکے بعد یعنی ۱۰۲۳ھ میں مند ارشاد پر جلوہ فُلن ہوئے اور عرب و عجم کو اپنے فیوضات سے مستفیض کیا۔ سلطنت مغالیہ کے تین بڑے بڑے بادشاہ اور فرمان روایتی جہانگیر، شاہ جہاں اور عالم گیر کیے بعد دیگرے آپ سے بیعت ہوئے وہ آپ کے در کی

غلامی کو اپنے لئے لاٹ فخر سمجھتے تھے۔ اس عمد کے بڑے بڑے امراء، روساء اور اراکین سلطنت بھی آپ کے معتقد تھے، آپ کے مریدوں کی تعداد نو لاکھ تھی جبکہ آپ کے خلافاء سات ہزار کے قریب تھے۔ علم منطق کی مشہور کتاب ”میرزاہد“ کے مولف بھی آپ ہی سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ بستر (۷۲) سال کی عمر میں ۹ ربيع الاول ۷۹۰ھ کو ہفتہ کے دن آپ کا وصال ہوا۔ شہنشاہ اور نگ زیب عالم گیرنے آپ کی تاریخ وفات اس طرح لکھی.....

الله	خليفة	جہاں	قیوم
دانندہ	راز	مکتوم	دانندہ
تابود	ہائے	وجود	در
بودش	معہد	مشال	بوجہاں
تاریخ	وصال	او	خرد
رفتہ	ز	اماں	گفت
معصوم			

۵۱۰۷۹

آپ کے چھ صاحبزادے تھے جو سب کے سب باکمال گزرے ہیں۔
 ۱۔ خواجہ محمد صبغۃ اللہ، ۲۔ خواجہ محمد نقشبند (حجۃ اللہ)، ۳۔ خواجہ محمد عبید اللہ (مروج الشیعہ)، ۴۔ خواجہ محمد اشرف، ۵۔ خواجہ سیف الدین، ۶۔ خواجہ محمد صدیق۔

خواجہ محمد صبغۃ اللہ

حضرت ضیائے معصوم کے چھٹے جد امجد حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۰۳۲ھ میں ہوئی۔ جس وقت آپ کی ولادت ہوئی اس وقت آپ کے والد خواجہ محمد معصوم اور آپ کے دادا حضرت امام ربانی دونوں اجمیر شریف کے سفر میں تھے۔ راستہ میں آپ نے یہ خوش خبری سنی جب یہ دونوں حضرات گھر تشریف لائے اور اس بچہ کو دیکھا تو دیکھتے ہی حضرت امام ربانی نے فرمایا ”السلام علیکم ملا صبغۃ

اللہ" پھر اس بچہ کے کان میں کچھ کلمات ارشاد فرمائے جس کی حقیقت کو کوئی نہ سمجھ سکا دراصل یہ علومِ معارف کے وہ اسرار و رموز تھے جو آپ نے اس بچہ میں القاء فرمادئے تھے۔ اور اس کے بعد اس بچہ کے والد خواجہ محمد معصوم کو مخاطب کر کے فرمایا اس بچہ میں ہم نے "اصالت" کا رنگ دیکھا اس لئے اس کا نام "صبغۃ اللہ" رکھ دیا۔ آپ نے ۹ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ بروز جمعہ بوقت عصر اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

آپ کے چار صاحزادے تھے، ۱۔ خواجہ ابوالقاسم، ۲۔ خواجہ محمد اسماعیل، ۳۔ خواجہ اہل اللہ، ۴۔ خواجہ میر۔

ان میں سے شیخ ابوالاقاسم کی کوئی اولاد نہیں ہوئی جبکہ شیخ اہل اللہ اور شیخ میر کے ایک ایک صاحزادی ہوئیں جبکہ آپ کے تیرے صاحزادے شیخ محمد اسماعیل کے چار صاحزادے ہوئے۔

خواجہ محمد اسماعیل

آپ حضرت ضیائے معصومؑ کی پانچویں پشت میں ان کے جد امجد ہیں۔ آپ حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہؑ کے دوسرے بڑے فرزند میں جو اپنے جد امجد حضرت خواجہ محمد معصومؑ کی فیضِ صحبت سے مستفیض ہو کر علمی اور روحانی کمالات سے بہرہ ور ہوئے۔ جد امجد کے وصال کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی کی صحبت اختیار کی اور ان کے فیوضات سے بھی اپنے سینہ کو روشن کیا۔ اور ایسے کامل بنے کہ وقت کے بڑے بڑے علماء اور عرفاء آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلوک کی منزلیں طے کرتے تھے اسی لئے آپ "امام العارفین" کے لقب سے مشہور ہوئے آپ کے والد آپ سے بہت پیار کرتے تھے اور اپنی زندگی میں بھی اپنے مریدوں کو آپ کی طرف بھیجا کرتے تھے اور ان کو تربیت کے لئے آپ کے حوالے کیا کرتے تھے۔ آپ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ آپ کے چہرہ پر نور کو دیکھ کر عورتیں آپ پر دل و جان سے فریفہ ہو جاتی تھیں آپ نے ۱۳۲۶ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے چار صاحزادے اور پانچ

صاجزادیاں تھیں صاجزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں.....

- خواجہ صبغۃ اللہ ۲۔ خواجہ غلام محمد معصوم ۳۔ خواجہ محمد اسحاق ۴۔ خواجہ عبدالرزاں ان میں سے خواجہ محمد اسحاق اور خواجہ عبدالرزاں کے کوئی اولاد نہیں ہوئی جب کہ خواجہ صبغۃ اللہ کے ایک صاجزادی ہوئی۔ البتہ آپ کے دوسرے صاجزادے خواجہ غلام محمد معصوم کے یہاں ۵۔ صاجزادے اور چھ صاجزادیاں ہوئیں۔

خواجہ غلام محمد معصوم

حضرت ضیائے معصومؐ کی چوتھی پشت میں آپ کے چوتھے جد امجد حضرت خواجہ غلام محمد معصوم ہیں جو حضرت خواجہ محمد اسماعیلؐ کے دوسرے صاجزادے ہیں آپ اپنے کمالات علمی اور روحانی کے باعث معصوم ثانی کے لقب سے مشہور ہوئے.....

حضرت خواجہ محمد معصومؐ نے آپ کے متعلق حضرت حضرت قیوم زماں خواجہ محمد صبغۃ اللہ کو بشارت دی تھی کہ تمہاری نسل سے ایک بچہ پیدا ہوگا جو نسبت مجددی معصومی کا خاص امین و وارث ہوگا اس کو میرے قائم مقام سمجھنا اور اس کو میرا ہی نام دینا اس کی شان یہ ہوگی کہ اس کے فیوض و برکات قیامت تک اس کی اولاد اور اس کی طرف منسوب لوگوں میں جگلگاتے رہیں گے اور اس کے ذریعہ سلسلہ عالیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوگا۔ خواجہ محمد معصوم کی پیش گوئی حرف بحرف صادق آئی اور آپ کے ہم نام خواجہ غلام محمد معصوم نے اپنے جد امجد حضرت حضرت قیوم زماں خواجہ محمد صبغۃ اللہ کی صحبت میں رہ کر اپنی باقی تکمیل کی اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہو کر ایک عالم کو انوار ہدایت سے روشن و مستہیز فرمایا۔ بادشاہ وقت احمد شاہ درانی اپنے وزیر شاہ ولی خان اور سردار جہاں خان کو آپ کی خدمت میں دعائیں لینے کے لئے بھیجا کرتا تھا۔ اور آپ کی دعاؤں سے فتوحات اور کامیابیاں و کامرانیاں حاصل کرتا تھا۔

۵۔ ذی الحجه ۱۱۶۱ھ کو آپ کا وصال ہوا اور سرہند شریف میں گنبد شریف

کے باہر حضرت خواجہ محمد موصومؒ کے روضہ مبارک میں اپنے والد کے مزار کے دامن میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ کے نو صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں.....

۱- حضرت غلام محمد، ۲- حضرت غلام احمد، ۳- میاں نور الدین، ۴- میاں عبد القدوس، ۵- میاں عزت اللہ، ۶- میاں غلام محمد صادق، ۷- میاں عبدالاحد المعرف میاں کالو، ۸- میاں بشیر اللہ، ۹- حضرت محمد صفی اللہ۔

خواجہ محمد صفی اللہ

حضرت خیائے موصومؒ کی تیسری پشت میں ان کے تیسراں جد امجد ہیں۔ آپ حضرت خواجہ غلام محمد موصومؒ کے نویں اور سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں..... آپ کی ولادت ۲۳ ذی قعده ۱۱۵۶ھ کو ہوئی۔ آپ کی ولادت کی رات آپ کے والد گرامی کو حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور نے فرمایا کہ تمہارے یہاں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو سارے زمانہ سے نرالا ہوگا اور اس کے نور سے ایک عالم روشن و مستنیر ہوگا اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ آں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے آپ کے کان میں اذان کی اور جب انہوں نے اللہ اکبر کہا تو حاضرین یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کلمہ سنکر آپ کے چھوٹے لب ہائے مبارک بھی ہلنے لگے اور اس میں سے اللہ اکبر کی آواز آنے لگی..... جو بچہ مادرزاد ولی ہو وہ بڑے ہو کر کس کمال کی منزل پر پہنچے گا اس کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے..... آپ کی شان یہ تھی کہ بادشاہ وقت تیمور شاہ ایک دفعہ ایسا بیمار ہوا کہ کسی دوا سے اس کو افاقہ نہیں ہو رہا تھا اس نے آپ کی خدمت میں کسی کو بھیجا کر میری صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اس سے کہ دو کہ فلاں دوا کھائے۔ قاصد نے جب بادشاہ کو یہ پیغام دیا تو وہاں موجود اس کے

بڑے بڑے حکماء نے کہا کہ اس مرض میں یہ دوا تو آپ کے لئے زہر قاتل ہے آپ ہرگز یہ دوانہ لیں۔ اس نے وہ دوا حضرت کی خدمت میں بھجوائی اور کھلوایا کہ اس کے متعلق حکماء کی یہ رائے ہے بہر حال آپ اپنے دست اقدس سے اس کے تین حصے فرمادیں تاکہ آپ کے ہاتھوں کی برکت سے یہ دوا مجھے نقصان نہ دے جب آپ تک یہ بات پہنچی تو آپ حکماء کی بات سن کے مسکرا دئے اور اس دوا کے تین حصے اپنے دست مبارک سے کر کے اس خادم کو دئے اور فرمایا کہ اس سے کہنا بے فکر ہو کر تین روز تک یہ دوا پئے کہ اس کی شفا اسی دوا میں لکھی گئی ہے چنانچہ بادشاہ وقت نے ایسا ہی کیا اور شفاء کلی سے سرفراز ہوا۔ پھر اس نے اپنے خاص طبیب اور معالج خاص کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ جا کر آپ سے مرید ہو اور میری طرف سے عرض کرے کہ مجھے جب بھی امور مملکت سے ذرا بھی فرصت ملی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ کی نورانیت سے اکتاب فیض کروں گا..... آپ کی وفات زیقعد کے مہینہ میں پیر کے دن ۱۴۲۲ھ کو ہوئی۔ یمن کی ایک بندرگاہ حدیدہ میں آپ کو دفن کیا گیا لڑکیوں کے علاوہ آپ کے آٹھ صاحزادے تھے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں.....

۱- شاہ ولی اللہ، ۲- میاں قدرت اللہ، ۳- میاں کرامت اللہ، ۴- میاں امین اللہ، ۵- میاں ذکر اللہ، ۶- میاں ظہور اللہ، ۷- میاں مطیع اللہ، ۸- میاں عبدالباقي (قدس اسرار ہم)۔

خواجہ میاں ظہور اللہ

آپ حضرت ضیائے معصومؐ کی دوسری پشت میں ہیں یعنی ان کے حقیقی دادا ہیں۔ آپ حضرت قیوم جہاں خواجہ محمد صفی اللہ کے چھٹے صاحزادے ہیں جو بچپن میں اپنے والد گرامی کو بے حد عزیز اور محبوب تھے اور بڑے ہو کر علم و عرفان کی تجلیات سے بہرہ ور ہوئے۔ ہزاروں خلق خدا آپ کے فیوضات سے مستفید ہوئی آپ کا مزار مبارک چار باغ صفا جلال آباد میں مر جع مخلصان ہے۔

حضرت میاں ظہور اللہ نے اپنے وصال کے بعد چار فرزند چھوڑے جن کے
امائے گرامی یہ ہیں.....

۱۔ حضرت میاں فدائے معصوم، ۲۔ حضرت میاں گدانے معصوم، ۳۔

حضرت میاں عطائے معصوم اللہ، ۴۔ حضرت میاں سید احمد۔

خواجہ عطائے معصوم

حضرت خواجہ عطائے معصوم حضرت میاں ظہور اللہ کے تیرے صاجزادے
ہیں اور حضرت ضیائے معصوم کے والد گرامی ہیں۔ آپ بڑے عالم و عارف اور
نہایت متقد و پرہیزگار تھے، اپنے آباؤ اجداد کی علمی اور روحانی امانتوں کے صحیح امین اور
وارث تھے۔

آپ نے دو شادیاں فرمائیں جن سے چار صاجزادے تولد ہوئے، ۱۔ حضرت
ضیائے معصوم، ۲۔ حضرت میاں محمد امین، ۳۔ حضرت میاں غلام جیلانی، ۴۔ حضرت
میاں محمد سعید۔

حضرت ضیائے معصوم آپ کی پہلی زوجہ محترمہ کے بطن سے تھے ان کے
انتقال کے بعد جب حضرت خواجہ عطائے معصوم نے دوسری شادی فرمائی تو حضرت
ضیائے معصوم نے ان کو بھی حقیقی ماں جیسا مرتبہ دیا اور ان کے ساتھ اس ہی ادب و
احترام کا سلوک کیا جس طرح آپ اپنی حقیقی والدہ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور ان کی
تعظیم و تکریم میں سر موفق نہیں آنے دیا یہ بھی آپ کی روحانی عظمت اور کمال کی
ایک روشن مثال ہے۔

حضرت خواجہ عطائے معصوم کے دوسرے صاجزادے میاں محمد امین لاولد
فوت ہوئے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی جبکہ تیرے صاجزادے میاں غلام جیلانی کے
دو صاجزادے میاں غلام رباني اور میاں عبد اللہ تولد ہوئے۔ جبکہ چوتھے صاجزادے
حضرت میاں محمد سعید سلسلہ عالیہ قادریہ کے بہت کامل بزرگ ہوئے اور ان کو اس
زمانہ کے ایک بڑے باکمال اس ہی سلسلہ قادریہ کے بزرگ حضرت اخوند صاحب

صوات کے خلیفہ جناب ملا نجم الدین صاحب سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

الغرض حضرت خواجہ ضیائے معصومؑ کا یہ سارا گھرانہ اور آپ کے آباء اجداد اور ان کی اولاد امجاد سیمت یہ سارا خاندان مجددیہ علم و عرفان کی نکھتوں سے عنبر فشاں اور فضائل ظاہری اور کمالات باطنی کے انوار و تجلیات سے ضوفشاں تھا۔ کیوں نہ ہو !!! حضرت خواجہ باقی اللہؓ نے حضرت امام ربانیؑ کی اولاد کو اسرارِ الہیؑ اور شجرہ طیبہ قرار دیتے ہوئے دعا دی تھی کہ یہ درختِ خوب اچھی نشونما پائے اور عمدہ برگ و بار لائے چنانچہ اپنے مکتوبات میں آپ نے فرمایا۔

فرزندان آل شیخ اطفال اند اسرارِ الہی اند، بالجملہ شجرہ است
انبیتِ اللہ نباتا حنایی فقراء باب اللہ اند ولماهے عجب دارند..... (مکتب

خواجہ باقی اللہ صفحہ ۶۵)

ایک ولی کامل کے قلم سے نکلی ہوئی یہ دعا مقبول ہوئی اور اس مصروعہ کا مصداق ہو گئی.....

جو شاخ شجر پھوٹ پھولوں سے بھری نکلی

حضرت خواجہ باقی باللہؓ کا یہ شعر جو آپ نے ساقی نامہ میں فرمایا تھا حضرت امام ربانیؑ کی اولاد امجاد پر خوب صادق آتا ہے کہ.....

اين سلسله از طلائے ناب است

اين خانه تمام آقاتب است

حضرت شاہ ضیائے معصوم رحمۃ اللہ علیہ

گلشنِ مجددیت کا وہ حسین و ولربا پھول جس کی رعنائی اور نکتہ نے اس

گلشن کی رونقوں کو دو بالا کرویا۔

میخانہ معرفت کا وہ ساقی جس نے مئے توحید پلا کر ایک عالم کو مست و بے

خود کرویا۔

کشور ولایت کا وہ بے تاج بادشاہ جس نے فقیری میں بادشاہی کرنا سکھا دی،

خاندان فاروقی و مجددی کا وہ در شوار جس نے شاہان وقت اور عوام دین سلطنت کی اصلاح اور روحانی تربیت کے ذریعہ دین اسلام کو فروغ دے کر اپنے آباو اجداد کی سیرت کو پھر سے تازہ کر دیا۔

مئی کے کچے ججرہ میں بیٹھنے والا وہ بوریہ نشیں فقیر جس نے چٹائی پر بیٹھ کر لوگوں کو باڈشاہیں تقسیم کیں۔۔۔۔۔

آسمان معرفت کا وہ نیر تاباں جس کی "ضیاء پاشیوں" پر حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ناز تھا اور حضرت امام ربانی کو بھی فخر تھا.....
اقليم فقر کا وہ عظیم فرمانروا جس کے در کی گدائی کو بڑے بڑے اصفیاء و اولیاء و صلحاء و امراء و فقراء بھی اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔

قیوم ربانی جگر گوشہ امام ربانی حضرت خواجہ محمد معصوم کی روشن کی ہوئی "شمع محبت" کی وہ "ضیائے معصوم" جس نے عرب و عجم کو روشن و منور کر دیا۔

ولادت ○ آپ کی ولادت آپ کے آبائی علاقہ "چهار باغ صفا (افغانستان)" میں ہوئی جو کابل سے تقریباً ایک سو پچاس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

تعلیم و تربیت ○ آپ نے ایک ایسے خاندان میں آنکھ کھولی جو علوم ظاہری و باطنی کی تابانیوں سے جگہ رہا تھا لہذا جس کو ماں کی گود سے لے کر عہد شباب تک علم و عرفان کا گھوارہ ملا ہو پھر اس کے حسن تربیت اور علمی و روحانی کمال کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

بیعت و خلافت ○ علوم ظاہری کی تحریک کے ساتھ ساتھ آپ علوم باطنی کی طرف بھی شروع سے متوجہ رہے اور اپنے والد گرامی حضرت شاہ عطائے معصوم سے شرف بیعت حاصل کر کے انسیں سے مدارج سلوک طے کئے اور انہی سے چاروں سلاسل یعنی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ اوسیمہ میں اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔

سلسلہ طریقت ○ آپ کا شجرہ طریقت جو آپ نے خود اپنے دست مبارک

سے لکھ کر اپنے خاص خلیفہ حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین^ر کو عطا فرمایا وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی^ر تک اس طرح سے ہے.....

☆ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی^ر

☆ حضرت خواجہ محمد معصوم^ر

☆ حضرت خواجہ محمد اسماعیل^ر

☆ حضرت خواجہ حاجی غلام محمد معصوم^ر

☆ حضرت حاجی قیوم جہاں شاہ صفحی اللہ^ر

☆ حضرت حاجی شاہ عبد الباقی^ر

☆ حضرت حاجی شاہ عطائے معصوم^ر

☆ حضرت خواجہ حاجی ضیائے معصوم^ر

آپ کا سلسلہ طریقت تقریباً وہی ہے جو سلسلہ نسب ہے اور آپ کے ان تمام آباؤ اجداد کے مختصر احوال گزشتہ اور اُراق میں ذکر کئے جا چکے ہیں البتہ سلسلہ طریقت میں حضرت عطائے معصوم^ر کے پچھا حضرت خواجہ شاہ عبد الباقی کے نام مبارک کا اضافہ ہے لہذا بطور تیرک آپ کے مختصر احوال ذکر کئے جاتے ہیں۔

شاہ عبد الباقی ○ آپ حضرت خواجہ قیوم جہاں شاہ محمد صفحی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھ صاحب زادوں میں سے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں انساب الانجاب میں حضرت خواجہ محمد حسن جان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے متعلق دو مختلف روایتیں ہیں ایک روایت کے مطابق آپ کی والدہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھیں جبکہ دوسری روایت کے مطابق آپ کی والدہ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھیں اسی طرح آپ کی عمر کیا تھی ایک روایت کے مطابق آپ کی عروس وقت دو (۲) سال تھی جبکہ دوسری روایت کے مطابق آپ کی عمر چودہ سال کی تھی۔ جبکہ آپ والد کی طرف سے فاروقی اور مجدوی ہیں۔ ان ہی نسبتوں کی وجہ سے آپ اپنے والد گرامی کو بچپن سے ہی بہت

محبوب تھے وہ اپنے اس سب سے چھوٹے صاحبزادے پر خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے..... آپ کے تمام برادران گرامی شریعت و طریقت اور علوم ظاہر و باطنی سے آرائتے و پیرائتے اپنے والد گرامی کے صحیح خلف تھے۔ حضرت خواجہ عبد الباقی نے اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد جب ہوش سنھالا تو اپنے ان ہی عالم و عارف برادران گرامی سے علوم ظاہر و باطنی حاصل کئے اور ان ہی سے سلوک کے مراتب طے کر کے معرفت کا اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

انساب الانجیاب کی روایت کے مطابق آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد صلی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انتقال کے وقت اپنے ایک خاص خلیفہ مخدوم محمد ابراہیم سے فرمایا تھا کہ ہماری خاص نسبتوں کا امین ہمارا سب سے چھوٹا بچہ میاں عبد الباقی ہو گا اور ان کے نام کی ایک مرتبی بناؤ کر مخدوم محمد ابراہیم کو دی اور فرمایا کہ تم اس کی بھار نہیں دیکھ سکو گے البتہ تمہارا لڑکا مخدوم محمد ہاشم اس کی صحبت سے ضرور فیض یاب ہو گا لہذا ہماری یہ امانت یعنی مرا اس کے سپرد کرنا تاکہ ہمارے اس جانشین کو پہنچا دے۔ انگوٹھی میں جو مر آپ نے اپنے اس چھوٹے صاحبزادے میاں عبد الباقی کے لئے کندہ کرائی تھی اس میں خود آپ کا کما ہوا یہ شعر تھا.....

بھار در گزر است دشتاب کن ساقی
زگلتان صلی ماند یک گلے باقی

حضرت ضیائے معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے جو شجرہ ائمۂ طریقت ہیں ان میں سے بعض میں صرف حضرت خواجہ عبد الباقی کا نام ہے جبکہ بعض شجروں میں حضرت خواجہ صلی اللہ علیہ کے بعد حضرت خواجہ ظہور اللہ کا اسم گرامی بھی ہے۔ حضرت خواجہ ضیائے معصوم نے خود اپنے دست اقدس سے لکھ کر میرے جد امجد حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جو شجرہ طریقت عطا فرمایا تھا جو آج بھی ایک نایاب اور متبرک دستاویز کی حیثیت سے ہمارے کتب خانہ میں محفوظ ہے اس میں بھی صرف حضرت خواجہ عبد الباقی کا اسم گرامی ہے جبکہ بعض شجروں میں حضرت خواجہ ظہور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بھی ہے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت خواجہ محمد

صَفِيُّ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نَے چونکہ وصیت فرمائے کے اپنی خاص نسبتوں کا امین اور جانشیں حضرت خواجہ عبدالباقي کو فرمایا تھا اور اپنے خادم کو اپنی خاص مربجھی ان ہی کو دینے کی ہدایت کی تھی اس لئے بعض شجروں میں حضرت خواجہ صَفِيُّ اللَّهِ شاہ کے بعد حضرت عبدالباقي کا براہ راست ذکر کروایا گیا ہے۔

جب کہ بعض روایات کے مطابق حضرت خواجہ محمد صَفِيُّ اللَّهِ کا جس وقت وصال ہوا اس وقت آپ کی عمر صرف دو سال کی تھی ظاہر ہے یہ عمر نہ بیعت ہونے کی ہے اور نہ اکتساب فیض کی ہے تو یقیناً جب آپ بڑے ہوئے ہوں گے تو اپنے برادران گرامی سے بیعت حاصل کی ہوگی اور جیسا کہ روایات سے ثابت ہے کہ آپ نے ان سے اکتساب فیض بھی کیا لہذا اس کو دیکھتے ہوئے بعض شجروں میں حضرت خواجہ جناب ظہور اللَّهِ کا اسم گرامی بھی آگیا ہے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے حضرت عطاء مقصوم[ؒ] نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ ظہور اللَّهِ سے بیعت کی ہو اور اپنے پچھا حضرت شاہ عبدالباقي[ؒ] سے خلافت حاصل کی ہو اس لئے بعض شجروں میں صرف ایک نام ہے اور بعضوں میں دونوں نام ذکر کر دئے گئے۔

بہر حال حضرت خواجہ عبدالباقي[ؒ] اپنے والد گرامی کی نسبتوں کے صحیح امین تھے۔ آپ بہترین شاعر بھی تھے اور تخلص باقی رکھتے تھے ربیع الاول کے آخر میں ۱۳۸۴ھ میں کابل میں آپ کا وصال ہو گیا جبکہ انساب الانجابر کی روایت کے مطابق آپ کا ۱۳۸۵ھ میں کابل میں وصال ہوا۔ آپ حضرت شور بازار کابل کے جد امجد ہیں آپ نے اپنے بعد تین صاحبزادے چھوڑے ہیں۔

۱- حضرت غلام حیدر[ؒ] (م ۱۳۰۵ھ)

۲- حضرت غلام صدیق[ؒ] (م ۱۳۰۵ھ)

۳- حضرت غلام عمر مجددی[ؒ] (م ۱۳۹۰ھ)

شور بازار کے مشہور بزرگ ثم الشايخ حضرت فضل محمد مجددی آپ ہی کی اولاد میں حضرت غلام قیوم بن حضرت غلام صدیق کے صاحبزادے ہیں اور حضرت نور الشايخ حضرت فضل عمر مجددی بھی حضرت غلام قیوم بن حضرت غلام صدیق کے

صاحبزادے ہیں۔ یہ دونوں حضرات اور ان کا خاندان علمی و عملی کمالات اور دینی و دنیاوی وجہت و مرتبہ کے لحاظ سے بڑا بلند مقام اور بڑی کثیر شریعت رکھتے ہیں۔

شجرہ طریقت ○ آپ کے خاندان میں جو شجرہ طریقت آج کل مروج ہے
بطور تبرک اس کو نقل کیا جاتا ہے.....

فضل کر یا رب محمد مصطفیٰ کے واسطے
رحمت عالم شہ ہر دو سرا کے واسطے
جان ثار شافع مبشر بنا باصد خلوص
حضرت بو بکر یار با صفا کے واسطے
کر عطا ایمان کامل دل منور کر مرا
حضرت سلمان و قاسم پیشوای کے واسطے
نعمت تقوی سے اے منعم مجھے کر بہرہ در
حضرت جعفر امام الاولیاء کے واسطے
ہو فلاح ہر دو عالم مجھ کو حاصل اے خدا
قطب اکرم بایزید رہنمای کے واسطے
خاتمه ایمان پر ہو اور رہوں ثابت قدم
بواحسن اور بو علی پارسا کے واسطے
عشق میں اپنے مجھے بے خود بنا اے کرد گار
خواجہ یوسف عبد الخالق با خدا کے واسطے
دیدہ دل میں ہو نور معرفت سے روشنی
عارف و محمود علی رہنمای کے واسطے
خواجہ بابا سمائی حضرت میر کلال
قرب دے ان مرد ماہ اہتماء کے واسطے
ذکر کا تیرے ہو میرے دل پہ نقش سرمدی
نقش بند دیگر بے بہا کے واسطے

مشکلیں ہوں دین و دنیا کی سب آسان اے خدا
اس بہاؤ الدین شہ مشکل کشا کے واسطے
مشک رحمت سے مشام جاں معطر ہو میرا
شہ علاؤ الدین شہ مشکل کشا کے واسطے
کر گناہوں سے سبک سار اے خدائے ذو الجلال
حضرت یعقوب چرخی خوش ادا کے واسطے
کر مجھے ممتاز اپنی عبدیت میں اے خدا
اس عبید اللہ شاہ رہنمای کے واسطے
زہد سے دے حصہ کامل مجھے اے کبیرا
خواجہ زاہد محمد پارسا کے واسطے
فقریشی سے دنیا میں مجھے دلشاہ رکھ
خواجہ درویش محمد خوش عطاۓ کے واسطے
پھر فنا فی اللہ بقا باللہ دونوں ہوں نصیب
شاہ امکنگی و باقی با خدا کے واسطے
ہو تجد ہر گھڑی افضل کا تیرے کرم
قطب اکرم مر برج اعتدال کے واسطے
یعنی اس شاہ مجدد الف ثانی قطب وقت
شیخ احمد مخزن سر ولا کے واسطے
اعتصام حق مجھے حامل ہو تیرے فضل سے
حضرت معصوم قطب الاتقیاء کے واسطے
رنگ وحدت ہو نمایاں میرے حال و قال سے
صبغۃ اللہ شاہ با زہد و تقہ کے واسطے
تیری الفت میں بجان و دل فدا ہوتا رہوں
خواجہ اسماعیل عارف بے ریا کے واسطے

پھر اطاعت میں رسول حق کی ہر دم جست رکھ
 حضرت معصوم ثانی با صفا کے واسطے
 ہو زبال پر نام تیرا دل میں ہو تیرا شغف
 اس صفائی اللہ دین کے رہنما کے واسطے
 ظاہر و باطن ہو روشن صدق اور اخلاص سے
 ہاں ظہور اللہ شاہ اب عطا کے واسطے
 غیریت ہو محو باقی دل میں تیری یاد ہو
 عبد باقی صاحب مجد و علا کے واسطے
 میرے حال زار پر یارب عطا کی ہو نگاہ
 اس عطاۓ معصومؐ پیر رہنما کے واسطے
 لطف سے تیرے ہو سینے میں ضیاء ایمان کی
 اس ضیائے معصومؐ میر اہتما کے واسطے
 قادر مطلق ہے تو کر رحم اے مالک مرے
 شہ غلام قادر خوش مقتا کے واسطے
 مشتعل ہے جو غلامی محمد میں مدام
 اس غلام با محمد حق نما کے واسطے
 ہیں غلام احمد مختار مشور انام
 شاہ آغا جان میر الاتقیاء کے واسطے
 دین و دنیا کے مطالب سے مجھے رکھ شاد کام
 ان کے وجود جذب عشق و التجا کے واسطے
 تیرے محبوبوں کا صدقہ التجائیں ہوں قبول
 یا الی ہاتھ انھاتا ہوں دعا کے واسطے
 تیرے در پر ملتجی داؤد بھی ہے اے خدا
 دامن امید پھیلا کر عطا کے واسطے

ختم خواجگان ○ مختلف اولیائے کرام کی طرف منسوب وہ ختم خواجگان جو حضرت خواجہ ضیائے معصوم رحمۃ اللہ علیہ پڑھا کرتے تھے اور آج بھی انکے سلسلہ میں جاری و ساری ہیں وہ نقل کیے جاتے ہیں تاکہ آپ سے محبت اور عقیدت رکھنے والے اسکو اپنا معمول بنائیں اور اس کی برکت سے دنیا و آخرت کے مصائب اور پریشانیوں سے نجات حاصل کر کے دارین کی فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں۔

ان ختم خواجگان کے علاوہ ”دلالِ الخیرات“ بھی حضرت خواجہ ضیائے معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد و وظائف میں شامل تھی۔

ختم خواجگان نقشبندیہ ○ یہ ختم حضرت عبدالخالق عبجد وانی، حضرت خواجہ عارف ریوگری، حضرت خواجہ محمود فغوری حضرت خواجہ علی رامہتنی عزیزان حضرت خواجہ بیانی سماںی حضرت خواجہ نور الدین امیر کلال حضرت خواجہ بیان الدین نقشبند رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف منسوب ہے۔ سورہ فاتحہ مع بسم اللہ کے سات بار۔ درود شریف ایک سو بار، سورہ الہم نشرح اناسی بار (۹۷) سورۃ قل ہو اللہ احد مع بسم اللہ ایک ہزار بار سورۃ فاتحہ سات بار درود شریف ایک سو بار۔

ختم حضرت شیخ عبدالقدور جیلانی ○ سورۃ فاتحہ ایک بار درود شریف ایک سو بار، آیتہ کریمہ حسبنا اللہ پانچ سو بار درود شریف ایک سو بار۔

ختم حضرت خواجہ نقشبند○ سورۃ فاتحہ ایک بار، درود شریف ایک سو بار، یا خفی اللطف اور کنی بلطفک الخفی

پانچ سو بار، درود شریف ایک سو بار۔

ختم حضرت خواجہ باقی باللہ ○ سورۃ فاتحہ ایک بار،
دروود شریف ایک سو بار، اللہم یا باقی انت الباقي پانچ سو بار،
دروود شریف ایک سو بار۔

ختم حضرت امام ربانی ○ سورۃ فاتحہ ایک بار، درود
شریف ایک سو بار، لا حول و لا قوۃ الا باللہ، پانچ سو بار، درود
شریف ایک سو بار۔

ختم حضرت خواجہ محمد معصوم ○ سورۃ فاتحہ ایک
بار، درود شریف ایک سو بار، آیتہ کریمہ لا اله الا انت سبحانک
انی کنت من الطالبین پانچ سو بار، درود شریف ایک سو بار۔

ختم خواجگان چشتیہ ○ فاتحہ ایک سو بار، درود شریف
ایک سو بار، کلمہ توحید لا اله الا الله ایک ہزار بار، درود شریف
ایک سو بار۔

اسماے الٰی ○ مذکورہ ذیل اسماے الٰی ہر ختم کی آخر
میں ایک ایک سو مرتبہ پڑھے جاتے ہیں۔

اللہم یا قاضی الحاجات، اللہم یا مجیب الدعوٰت، اللہم یا دافع
البلیات، اللہم یا رافع الدروجات، اللہم یا شافعی الامراض، اللہم
یا کافی المهمات، اللہم یا احل المشکلات، اللہم یا مسبب
الاسباب، اللہم یا مفتاح الابواب، اللہم یا اکرم الكرمین، اللہم
یا غیاث المستغثین، اللہم یا ہادی المضلین، اللہم یا راحم
العاصین، اللہم یا رجاء السائلین، اللہم یا خیر المسئولین، اللہم
یا خیر الوارثین، اللہم یا خیر الحافظین، اللہم یا خیر الراذقین،

اللهم يا ارحم الراحمين

دعاۓیہ اشعار ○ چند بڑے دل گداز دعاۓیہ اشعار جو آپ کے شجرہ

پاک کے آخر میں چھپے ہوئے ہیں وہ یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

یا رب از بہر جناب نقش بند

بر کشاش کار ہائے بستہ بند

یا شاہ نقش بند بیسی حال زار ما

رحمے ہکن بحالت پر اضطرار ما

باشقاق بالطف و عطا یا

بداؤ ما برس مشکل کشا یا

تو سلطانی و قیوم زمانی

تو ہی مشکل کشائے دو جهانی

از آفات زماں دل تنگ زا رم

مد کن یا مجد الف ثانی

یا پیر دشگیر روشن ضمیر حضرت خواجہ ضیاء معصوم رحمۃ اللہ و برکاتہ اغشا

بازن اللہ سبحانہ و تعالیٰ

حضرت خواجہ ضیاء معصوم مقبول خدا

رہبر راہ ہدی پیر صفا کے واسطے

حضرت خواجہ غلام قادر عالی نزاو

اختر چرخ کمالات ضیاء کے واسطے

مشتغل تھے جو غلامی محمد میں مدام

ان غلام با محمد حق نما کے واسطے

دین و دنیا کے مطالب سے مجھے رکھ شاد کام

ان کے وجود عجز و التجا کے واسطے

شاہ آغا جان غلام احمد طول اللہ عمرہ عالی نسب

یا اللہ ہاتھ اٹھا تا ہوں دعا کے واسطے
 تیرے محبوبوں کا صدقہ عرض ہو میری قبول
 یا اللہ در پہ آیا ہوں، دعا کے واسطے
 اپنے در سے مجھ کو نامید مت چھوڑ اے کرم
 بحق جملہ عاشقانِ مصطفیٰ کے واسطے
 خستہ حالی پر میرے یا رب نگاہ لطف کر
 اولیاء و اصفیاء و انبیاء کے واسطے
 بڑھ گئیں حد سے زیادہ میری بد کرداریاں
 بخش مجھ کو شافع روز جزا کے واسطے
 گرچہ میں عاصی تیرے دربار کے لائق نہیں
 یہ بتا جاؤں کماں التجا کے واسطے
 رویہ شرمندہ و نادم کئے اپنے پہ ہوں
 اگرا در پر تیرے اب میں دعا کے واسطے
 خواجگان نقش بندی کی محبت کر عطاۓ
 قادری سروردی چشتیہ کے واسطے
 ان بزرگوں کی شفاعت کر میرے حق میں قبول
 حشر میں ہوں یہ وسیلہ مجھ گدا کے واسطے
 آسرا دونوں جہاں میں کچھ نہیں ان کے سوا
 بندہ مسکین عاجز پر خطا کے واسطے

سلسلہ کی اشاعت ○ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اکثر بیعت فرمایا کرتے
 تھے۔ آپ کے ذریعہ عرب و عجم اور شرق و غرب میں اس سلسلہ کو بڑا فروغ حاصل
 ہوا۔ یوں تو آپ کے مریدین و معتقدین دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔
 بالخصوص ترکستان، عربستان، ہندوستان، وسط ایشیا کی ریاستیں ازبکستان، تاجکستان، شرق قند
 و بخارا وغیرہ میں آپ کی متولیین بڑی کثیر تعداد میں ہیں جبکہ اس زمانے کے اندر

افغانستان کے حکمران امیر عبد الرحمن خان اور اس کے بعد امیر جبیب اللہ خان چونکہ آپ کے خاص مریدوں میں سے تھے اس لئے وہاں کے عوام دین سلطنت، ارائیں حکومت، امراء و روساء، علماء و سفراء، زعماء و غرباء، عوام و خواص الغرض ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے بے شمار افراد آپ کی دامن عقیدت سے وابستہ تھے اور علاقے کے علاقے، شہر کے شہر، قصبے کے قصبے آپ کے مریدین و متولین سے بھرے پڑے تھے۔ بلکہ اس کے اثرات آج تک افغانستان میں بجا طور پر محسوس کئے جاسکتے ہیں۔

روسیوں اور کیونٹوں کے خلاف جو عظیم جنگ حال ہی میں لڑی گئی اور افغانستان کے مجاہدین نے ایک سپرپاور کو جس طرح سے ہزیمت اور شکست و ریخت سے دوچار کر کے ایک نرالی تاریخ رقم کی ہے اس میں بھی ان ہی مجددی خانقاہوں کے جیالے اور سرکبف مجاہدوں کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔ افغانستان کی سیاست اور معاشرت میں خانوادہ مجددیہ کے علمی اور روحانی اثرات کی اتنی گہری چھاپ ہے کہ کوئی دور کوئی زمانہ اور کوئی تحریک ان اثرات سے کبھی خالی نہیں رہی۔ یہی وجہ سے کہ سپرپاور کے خلاف اس عظیم جہاد میں بھی سب سے پہلے دشمنان اسلام نے آپ ہی کے گھرانے کو نشانہ بنایا، اور حضرت ضیائے معصومؐ کے پوتے حضرت شاہ آغا صاحب جو اس وقت آپ کے جانشین تھے ان کو روسیوں نے گرفتار کر کے نامعلوم مقام منتقل کر دیا۔ اور آج تک آپ کا پتہ نہیں چل سکا۔ الغرض اس جہاد میں بھی اس مجددی خانوادے نے اپنی آبائی روایات کو زندہ رکھتے ہوئے دین اسلام کے خاطر اپنا گھر بار خویش و اقارب الغرض اپنا سب کچھ لٹا کر پرچم اسلام کی لاج رکھ لی اور اپنے جد امجد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؐ کی سنت کو پھر سے تازہ کر کے کفوہ الحاد کے ایوانوں کو زمیں بوس کر دیا۔

اعتراف خدمات ○ حضرت ضیائے معصومؐ کی دینی اور روحانی خدمات اور آپ کی عظمت و شان کا ایک زمانہ معرف تھا وقت کے بڑے بڑے علماء و مشائخ آپ کا نہایت ادب و احترام کرتے تھے اور آپ کی خدمات کا بڑے اچھے الفاظ میں ذکر کرتے تھے۔

چند مقتدر شخصیات کی آراء آپ کے متعلق پیش کی جاتی ہیں جن سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ اپنے وقت کی ان اہم علمی اور روحانی شخصیات کی نظر میں آپ کا کیا مقام تھا اور اس ذات کا کیا مقام ہو گا جن کے لئے یہ اہم شخصیات یہ عظیم رائے رکھتی ہوں۔

خواجہ محمد حسن جان کی نظر میں ○ سندھ کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت ٹڈو سائیں داد کی مجددی نقشبندی خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ پیر محمد حسن صاحب سرہندیؒ نے آپ کی زندگی کا چند الفاظ میں یوں نقشہ کھینچا.....
 حضرت میاں ضیاء معصوم صاحب ارشاد و سالک مسلک سراہ بودند در تواضع و خلق عظیم و قناعت بقلیل و زہد و تقشف لباس حظ عظیم دا شتند اکثر اوقات در جوار بیت اللہ معظم میمانند در رفت و آمد حضرت ایشان بحرین الشریفین محلصانش از شر بمبئی و سارے بلا دہند فیض یاب مے شد ند (انساب الانجواب ص ۱۰۰)

ترجمہ ○ حضرت میاں ضیاء معصوم رشد و ہدایت کرنے والے اور صحیح پچے مسلک کے پیرو کار تھے تواضع، خلق عظیم، تھوڑے پر قناعت، زہد، پیوند لگا لباس، یہ آپ کا شعار تھا۔ اکثر اوقات بیت اللہ شریف کے قرب میں گذارتے تھے، اور حرمین شریفین آتے جاتے بمبئی اور دیگر ہندوستان کے بہت سے شراؤں سے جب آپ کا گذر ہوا تو بہت سے لوگ ان علاقوں میں آپ سے فیض یاب ہوئے۔

پیر مقصود احمد کی نظر میں ○ ہندو پاک کی ایک اور عظیم روحانی خانقاہ حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری مجددی کے سجادہ نشین حضرت مولانا حافظ محمد عنایت اللہ صاحب رام پوری مجددی کے خلیفہ مجاز اور ایک عظیم علمی اور روحانی

شخصیت حضرت مولانا مقصود احمد مجددی رام پوری آپ کی روحانی عظمت کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں.....

حضرت جناب صاحبزادہ شاہ محمد نیائے معصوم صاحب نقشبندی مجددی کابلی قدس اللہ سرہ العزیز نور محفوظ تھے اور صاحب بصیرت اور اور اک حضرت مجددؒ کی روحانیت شریف سے بطور خاص تربیت یافتہ تھے۔

(مقامات ارشادیہ، مقصود احمد عمری، ص ۳۷۲)

پیر غلام رسول مجددی کی نظر میں ○ سندھ کے سب سے اولین اور قدیم مجددی آستانے میاری کے عظیم روحانی بزرگ حضرت پیر غلام مجدد صاحب کے صاحجزادے اور سجادہ نشیں حضرت پیر غلام رسول مجددی سرہنڈی "آپ کے متعلق اپنی قلمی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں....."

"حضرت خواجہ حاجی شاہ ضایع مقصوم جو علاقہ جلال آباد افغانستان میں "حضرت صاحب چمار باغ" کے نام سے مشہور ہیں۔ وقت کے بادشاہ امیر حبیب اللہ خاں ولد امیر عبد الرحمن اور محمد زئی والی کابل آپ کی سچی عقیدت رکھنے والے مرید تھے۔ ہندوستان کے تمام علاقوں میں آپ کے مریدین اور معتقدین کثیر تعداد میں موجود ہیں سورت، بمبئی، جے پور، الور، دہلی، کلکتہ، کاٹھیا واڑ اور دیگر بہت سے علاقوں میں آپ سے شرف بیعت حاصل کی ہوئی ایک خلقت موجود ہے"۔

(انساب ناموں (قلمی))

پیر غلام رسول مجددی جلد دوم، ص ۱۲۹)

حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی کی نظر میں ○ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی مجددی ہندوستان کے ایک عظیم صاحب کشف و کرامت بزرگ گزرے ہیں جن کے ذریعہ سے سلسلہ نقشبندیہ کو اس پورے خطے میں بڑا فروغ حاصل ہوا آپ کی عظمت شان کے لئے یہ کہہ دینا کافی ہے کہ ہمین شریفین کی ایک اہم اور مشہور زمانہ عاشق رسول شخصیت قطب مکہ حضرت سید احمد وحلان کی سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہے اور ان ہی کے پوتے حضرت سید عبد اللہ وحلان کی ۱۳۲۷ھ میں دہلی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ "میں مدینہ منورہ میں جب روضہ رسول اللہ کی زیارت کو گیا تو وہاں خواب میں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارا خادم ابوالخیر عبد اللہ دلی میں ہے تم اس سے جا کر بیعت ہو جاؤ چنانچہ پھر آپ نے ان کو بیعت فرمایا....

(مقامات خیر، زید ابوالحسن فاروقی، ص ۳۶۳)

ایسی عظیم روحانی شخصیت حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلویؒ کی نظر میں حضرت ضیائے مصوصؒ کا کیا مقام ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہو سکتا ہے جو لاہور کے ایک تاجر اور وہاں کی ایک ممتاز شخصیت میاں محمد اسلم نے حضرت پیر فضل الرحمن صاحب مجددی زید مجدہ کو سنایا.....

”وہ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت ضیائے مصوصؒ سے بیعت تھے جبکہ میرے پچھا حضرت شاہ ابوالخیر دہلویؒ سے بیعت تھے۔ ایک روز میرے والد حضرت شاہ ابوالخیرؒ کے پاس دہلی ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اس وقت حضرت گھر کے اندر تشریف فرماتھے، میرے والد نے جب وہاں خدام سے اپنی آمد کا مقصد بیان کر کے حضرت سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا تو ان پڑھان خادموں نے اطلاع دی لیکن اندر سے جواب آیا وہ اس وقت نہیں مل سکتے، انہیں بڑی مایوسی ہوئی، لیکن انہوں نے کوشش بسیار کے بعد کسی نہ کسی طریقے سے حضرت شاہ ابوالخیرؒ تک یہ پیغام بھجوادیا کہ حضرت ضیائے مصوصؒ کا ایک مرید آپ سے ملنے آیا ہے۔ یہ پیغام ملتے ہی آپ نے فوراً ان کو اندر بلوا لیا اور بڑی شفقت و عنایتوں سے نوازا جب یہ رخصت ہونے لگے تو انہوں نے حضرت شاہ ابوالخیرؒ سے دعا کے لئے عرض کیا..... آپ نے فرمایا تیرے لئے کیا دعا کروں تو تو خود مستجاب الدعوات ہے۔ پھر فرمایا...“

نسبت پیر تو بسیار قوی است

کہ تمہارے پیر (حضرت ضیائے مصوصؒ) کی نسبت بڑی قوی ہے دیکھو اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس وقت میرے سامنے کتابیں پھیلی ہوئی ہیں اور میں ایک علمی مسئلہ کی تحقیق کر رہا تھا لیکن وہ مسئلہ کئی دنوں سے حل نہیں ہو رہا تھا لیکن جوں ہی تم جو ضیائے مصوصؒ کے مرید ہو میرے پاس آئے تو میرا مسئلہ حل ہو گیا۔“

اس ہی طرح حضرت ضیائے مصوصؒ کا جب افغانستان میں انتقال ہوا تو آپ بطور کشف اس خبر پر مطلع ہو گئے، اس وقت آپ اپنے مخلصین اور مریدین کے حلقة میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے یک دم فرمایا.....

”حضرت ضیائے معصوم متصرف افغانستان بودا ز جہاں در گزشت“

یعنی حضرت ضیائے معصوم جو افغانستان کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے متصرف تھے وہ اس جہاں سے رخصت ہو گئے۔

قاضی سلیمان منصور پوری کی نظر میں ○ آپ کی عظمت شان کا یہ بھی ایک پہلو ہے کہ ہر مکتبہ فلکر کے لوگ آپ کا یکساں ادب و احترام کرتے تھے اور آپ کی اعلیٰ ترین روحانی عظمتوں کے دل و جان سے معرفت تھے چنانچہ ”کرامات اہل حدیث“ کتاب میں اس کے مصنف نے اپنے مسلک کے ایک بڑے مشور زمانہ مصنف و محقق سیرت کی ایک معروف کتاب ”رحمۃ للعالمین“ کے مصنف قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا ایک واقعہ لکھا ہے جو حضرت ضیائے معصوم کے بلند روحانی مراتب، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؓ کی روحانیت سے آپ کے کب فیض کرنے اور اولیاء کرام کے وصال کے بعد بھی ان کے فیض رسائی ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ کرامات اہل حدیث کتاب کے اپنے الفاظ میں یہ واقعہ کچھ اس طرح سے ہے کہ

.....

”صوفی حبیب الرحمن صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۶۰ء میں جب حضرت ضیائے معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خان تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لئے قاضی جی (قاضی سلیمان منصور پوری جو رحمۃ للعالمین کے مصنف ہیں) کو اپنے ساتھ لیا۔ حضرت ضیائے معصوم“ جب روپہ حضرت مجدد الف ثانیؓ پر مراقبہ کے لئے بیٹھے تو قاضی جی نے دل ہی دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں راز کی بات کہنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہئے ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانیؓ نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا سلیمان بیٹھے رہو ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔ صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض

دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔

(کرامات اہل حدیث، ص ۲۲، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ سیال کوٹ)

ذرا غور فرمائیے کہ جس ذات گرامی کے ساتھ جانے کے باعث قاضی سلیمان منصور پوری پر حضرت امام ربانی کا یہ روحانی کرم ہوا تو پھر خود اس ذات پر حضرت امام ربانی کا کتنا خاص کرم ہو گا اور ان سے کیا کیا راز و نیاز ہوتے ہوں گے اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

شیخ سنوسی کی نظر میں ○ دیار عرب میں دریائے معرفت و حقیقت کی شناور ایک معروف و مشہور اور بڑی باکمال روحانی شخصیت حضرت شیخ سنوسی کے دل میں حضرت ضیائے معصومؐ کا بڑا ادب و احترام تھا اور وہ آپ کو حضور سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص اور چیزیت مقررین میں سمجھا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ واقعہ بنا کہ ایک روز حضرت شیخ سنوسیؐ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روپہ اطہر کے سامنے ادب سے مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں حضرت ضیائے معصومؐ بھی وہاں آگئے اور آپ آکر حضرت شیخ سنوسیؐ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اس ہی عالم مراقبہ میں شیخ سنوسیؐ سے فرمایا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ تمہارے پیچھے ضیائے معصومؐ بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے فوراً سرا اٹھا کر دیکھا تو واقعی حضرت ضیائے معصومؐ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے وہ فوراً آپ کے سامنے سے ہٹ گئے اور اس وقت سے آپ کی عظمت و شان کے معرف ہو گئے کہ جس ذات کی بارگاہ رسالت ماب میں اتنی قدر و منزلت ہے ہونہ ہو وہ ضرور کوئی مقرب بارگاہ شخصیت ہے۔

ملا نجم الدین آخوند زادہؐ کی نظر میں ○ ملا نجم الدین آخوند زادہؐ افغانستان میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے بڑے مشہور اور نہایت باکمال اور بلند پایہ بزرگ

گز رے ہیں انساب الانجاب کی روایت کے مطابق حضرت خیائے معصومؐ کے برادر
کرامی حضرت میاں محمد سعید ان ہی ملا نجم الدین آخوند زادہ سے سلسلہ قادریہ میں
اجازت یافتہ تھے اور مریدین و متولیین کا بڑا وسیع حلقة رکھتے تھے لیکن ان تمام امور
کے باوجود حضرت خیائے معصومؐ کی بڑی توقیر فرماتے تھے اور بہت سے اہم اور پیچیدہ
مسئل کو حل کرانے کے لئے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے چنانچہ اس پر
آپؐ کا یہ واقعہ شاہد ہے کہ آپؐ انگریزوں کے سخت مخالف تھے اس مخالفت کے باعث
انگریزوں نے دباؤ ڈال کر افغانستان کے حکمران امیر جبیب اللہ سے کہ کر آپؐ کو جلال
آباد شہر بر کرادیا اور آپؐ کے لئے اس شر میں داخلہ پر پابندی عائد کرادی اور کابل
میں آپؐ کو نظر بند کر دیا آپؐ کسی نہ کسی طرح چھپ کر حضرت خیائے معصومؐ کی
خدمت اقدس کے اندر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے یہاں آکر آپؐ نے حضرت سے
ساری صورت حال عرض کی اور اس گرفتاری سے رہائی دلانے اور اس مصیبت سے
نجات دلانے کی درخواست کی حضرت نے فرمایا آپؐ اطمینان سے جلال آباد جائیں
انشاء اللہ پچھے نہیں ہو گا ادھر جب امیر جبیب اللہ حاکم افغانستان جو آپؐ کا مرید خاص
تھا جب آپؐ کی خدمت میں کابل کے اندر مسجد ملا محمود میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اس
سے فرمایا کہ ہم نے تمہاری اجازت کے بغیر ایک کام کر لیا ہے، اس نے سوچا کوئی
چھوٹی مولیٰ بات ہو گی عرض کرنے لگا کہ آپؐ نے بہت اچھا کیا آپؐ نے فرمایا میں نے
ملا نجم الدین آخوند زادہ کو جلال آباد جانے کی اجازت دے دی ہے یہ سن کر وہ چونک
گیا اور عرض کرنے لگا کہ یہ آپؐ نے کیا غصب کیا انگریزان سے بہت نالاں ہیں اگر
ان کو پتہ چل گیا تو وہ خفا ہو جائیں گے، آپؐ نے فرمایا.....

تو ہمیشہ آن کارکن کہ انگریز از تو خفه شد

یعنی تجھے ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ان کی رضا اور خوشنودی
حاصل کرنے کی ضرورت ہے بلکہ تو وہ ہی کام کر جس سے وہ ناراض ہوں۔ الغرض
انگریزوں کی ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر اپنے مرشد کے حکم پر اس نے ملا نجم الدین
آخوند زادہ کی رہائی کے احکامات جاری کر دئے۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ یہود و نصاری سے شدید نفرت فرماتے تھے اور ان کا نام سن کر آپ کی رگ فاروقی پھرک اٹھتی تھی اور ان دشمنان اسلام کو ذلیل درسواء کرنے کا کوئی موقعہ آپ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور خدا اور اس کے رسول کی رضا اور خوشنودی کے آگے ان دشمنان خدا و رسول کی ناراضگی کی شمسہ برابر بھی پرواہ نہیں فرماتے تھے اور مسلمان حکمرانوں کو انگریز کی چاپلوی اور خوشامد و کاسہ لیسی سے منع فرمائے ان کو شجاعت و صداقت کا سبق دیا کرتے تھے تاکہ پھر ان سے امت کی امامت کا کام لیا جاسکے.....

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

حضرت عبد الحمید جان کی نظر میں ○ حضرات کوہستان میں سے ایک بڑے صاحب حال اور بڑے باکمال بزرگ آغا عبد الحمید جان آقا گزرے ہیں جو اس علاقہ میں خاندان مجددیہ کی سر بر آور وہ علمی اور روحانی شخصیت مانے جاتے تھے ان کے آباو اجداد سے یہ روحانی اور طریقت کا سلسلہ چلا آرہا تھا وہ خود بھی اپنے والد گرامی سے صاحب اجازت تھے اور سلسلہ عالیہ تقشبندیہ میں بیعت فرمایا کرتے تھے وہ خود فرماتے ہیں کہ جب میں بچہ تھا ایک روز میں حضرت ضیائے معصومؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے اس وقت ایک پوتین اور چغہ زیب تن فرمایا ہوا تھا آپ جب مجھ سے بغل گیر ہوئے تو آپ نے اپنا چغہ مبارک کھولا اور اپنے آغوش میں مجھے لے لیا میں کیا دیکھتا ہوں جیسے ہی آپ نے مجھے اپنی بانہوں میں لیا میرے دل کا عالم یکدم بدل گیا، ایک عجیب روحانی کیفیت میرے اندر پیدا ہو گئی عالم لاہوت کے پردے میرے سامنے سے اٹھ گئے اور انوار الہی سے میرے دل کی دنیا جگمگا اٹھی یہ واقعہ عبد المالک جان آقا نے حضرت پیر فضل الرحمن مجددی کو خود سنایا تھا۔

معلوم ہوا کہ دوسرے سلاسل کے بڑے بڑے اکابرین بھی آپ سے اپنی استعداد کے مطابق روحانی فیض حاصل کرتے تھے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے

اپنے مدارج تکمیل طے کیا کرتے تھے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اشارة غیبی ○ اس وقت کا بادشاہ اور افغانستان کا حکمران امیر حبیب اللہ
خان آپ سے شرف بیعت رکھنے کے باعث آپ کے خاص غلاموں میں شامل تھا اور
آپ سے نہایت سچی عقیدت و محبت رکھتا تھا اور اس کی یہ عقیدت و محبت خود بخود نہ
تھی بلکہ اس کو ایک اشارہ غیبی ہوا جس کی وجہ سے اس کے دل میں آپ کی ارادت و
عقیدت راخن ہو گئی اور وہ واقعہ یہ ہوا کہ ایک روز امیر حبیب اللہ خان اپنی شنزادگی
کے دور میں کہیں شکار کے لئے جا رہا تھا وہ جس ہاتھی پر سوار تھا راستہ میں کہیں اس
ہاتھی کا پاؤں کسی جھاڑی وغیرہ میں ایسا الجھا کہ آگے قدم اٹھ ہی نہ سکا اس نے جیران
ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں کے لوگوں سے معلوم کرو کہ اس مقام پر کوئی
بزرگ کوئی اللہ کے مقبول ولی تو نہیں رہتے، لوگوں نے کہا کہ ہاں یہاں ایک بڑے
بلند پایہ ولی کامل حضرت شاہ ضیائے معصوم رہتے ہیں اس نے کہا کہ اب ان کی
خدمت میں حاضر ہو کر ان کی ملاقات کا ضرور شرف حاصل کرنا ہو گا کیونکہ ہاتھی کا
یہاں رک جانا اور یہاں سے آگے نہ بڑھنا یہ اس ہی طرف اشارہ غیبی ہے کہ یہاں
کوئی ضرور مرد باصفا موجود ہے۔

شنزادہ کی بیعت ○ اس اشارہ غیبی کے علاوہ ایک یہ واقعہ بھی بادشاہ وقت
امیر حبیب اللہ خان کی آپ سے مزید ارادت و عقیدت کا سبب بنا کہ حضرت شائی
جان رحمتہ اللہ علیہ اس زمانہ میں ایک بڑے کامل مجذوب مانے جاتے تھے، امیر حبیب
اللہ اس زمانہ میں شنزادہ تھا وہ ایک روز ان مجذوب اور صاحب حال بزرگ کی
خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کرنے لگا کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ
تعالیٰ میرے والد کے بعد سلطنت و حکومت میرے کسی اور بھائی وغیرہ کے بجائے مجھے
عطای فرمائے، ان مجذوب نے فرمایا پھر تو میرے پاس کیا لینے آیا ہے جا! تیرا کام حضرت

ضیائے معصومؐ کے پاس ہے۔ تیری مراد وہ پوری کریں گے۔ یہ سن کر امیر حبیب اللہ خان فوراً حضرت ضیائے معصومؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے شرف بیعت عطا کرنے کی درخواست کی، حضرت ضیائے معصومؐ کے والد گرامی بھی چونکہ اس وقت بعد حیات تھے اس لیے آپ نے یہ ادب کے خلاف سمجھا کہ والد اور اس آستانے کے سجادہ نشین کے ہوتے ہوئے میں اس کو بیعت کروں چنانچہ آپ نے اس کو بیعت کرنے سے انکار فرمادیا اور اس سے کہا کہ اس وقت زیب سجادہ میرے والد گرامی ہیں جاؤ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے شرف بیعت حاصل کرو۔ امیر حبیب اللہ نے کہا کہ مجھے تو آپ کے پاس بھیجا گیا ہے میں صرف اور صرف آپ سے بیعت ہوں گا۔ آپ نے شزادہ وقت کے اصرار اور ناراضگی کے باوجود آداب طریقت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور اس سے کہا کہ ان کی خدمت میں تمہیں جانا ہو گا جب تک وہاں سے اجازت نہیں ملے گی میں کچھ نہیں کر سکتا آخر مجبور ہو کر یہ آپ کے والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ مجھے آپ کے صاحزادے حضرت ضیائے معصومؐ سے بیعت اور مرید ہونے کا حکم ملا ہے اور وہ مجھے بیعت نہیں کرتے ہیں آپ انہیں حکم فرمائیں کہ وہ مجھے سلسلہ میں داخل کریں..... یہ سن کر آپ کے والد گرامی نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور اجازت دی پھر آپ نے امیر حبیب اللہ خان کو بیعت فرمایا کسی شاعر کی یہ غزل امیر حبیب اللہ خان کی اس وقت کی کیفیات اور واقعات پر اس طرح صادق آرہی ہے گویا اس شاعر نے غزل اس ہی وقت کے لئے لکھی ہو.....

نگہاں	زیب	نظر	تھا	اک	حسین
لب	تبسم	دوست	آنکھیں	سرگمیں	
روح	پرور	تحی	لوح		نورانی
صاف	رخ	اور	صف	پیشانی	
عارض	روشن	چ	دھوکا	صح	کا
روئے	زیبا	صاف	اک	ماہ	مبین

جس کی ٹھوکر سے تھے و بالا۔ جماں
 وہ خرام فتنہ زا محشر قریں
 اس کی آنکھوں کی تجلیاں الامان
 بجلیاں چاروں طرف گرنے لگیں
 دل پہ طاری ہو گیا ایک اضطراب
 بد لیاں کیفیتوں کی چھائی
 جوش سا اٹھنے لگا دل میں مرے
 بھر گئی گویا شراب آتشیں
 بڑھ کے ذوق مضطرب نے یہ کیا
 اس کے پائے ناز تھے میری جبیں
 میرے سر کو ناز سے ٹھکرا دیا
 اللہ اللہ یہ ادائے نازین
 بن کے بانہ کے میں نے طواف
 ہو گئیں اکی نگاہیں شرگیں
 عشق صادق نے اثر پیدا کیا
 لے لیا آغوش میں اپنی وہیں
 منزلیں طے ہو گئیں خود بخود
 جسم جاں شد جاں بحق تسلیم شد
 الغرض تاریخ تصوف کا یہ ایک نرالا واقعہ ہے کہ شہزادہ وقت اور مستقبل کا
 بادشاہ خادم اور غلام بننے کے لیے بار بار اصرار کرے اور ایک بوریہ نشین فقیر بار بار
 انکار فرمادے، پھر اپنے مرشد اور والد کی سفارش اور حکم پر اس شہزادہ کو بیعت
 فرمائے۔

اور تاریخ تصوف میں اس کی مثال بھی ملنی مشکل ہے کہ کسی ”مرشد کا پہلا
 مرید شہزادہ وقت اور مستقبل کا بادشاہ ہو“..... یہ امتیازی وصف اور نرالی شان اللہ

تعالیٰ نے حضرت ضیائے معصوم کو عطا فرمائی۔

غاصی محمد شاہ خان کی بیعت ○ جس وقت امیر حبیب اللہ خان نے آپ سے بیعت کی اس وقت اس کا مصاحب خاص، پرائیوٹ سکریٹری اور عظیم کمانڈر شاہ غاصی محمد شاہ خان بھی اس کے ہمراہ تھا شزادہ کے بیعت ہونے کے بعد اس نے بھی مرید ہونے کی خواہش کا اظہار کیا اور آپ نے اس کو بیعت فرمائے اپنے غلاموں میں شامل فرمایا۔ اس طرح آپ کا پہلا مرید "بادشاہ" تھا وسر امرید اس کا مصاحب خاص اور عظیم کمانڈر غاصی محمد شاہ تھا، یہ بھی آپ کی ایسی خصوصیت ہے جس کی مثال مانی مشکل ہے۔ اور مرید بھی اس شان سے بیباکہ دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ جس وقت امیر حبیب اللہ خان آپ سے بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوا اس وقت آپ ایک چھ منٹی کے بنے ہوئے چھوٹے سے ججرہ میں محو عبادت تھے آپ نے اس کو اس بھی ججرہ میں بیعت فرمایا، لیکن اس ججرہ کا دروازہ اتنا چھوٹا تھا اور امیر حبیب اللہ خان کے مصاحب خاص شاہ غاصی محمد شاہ اتنا جسم اور موٹا تھا کہ اس دروازہ میں وہ بڑی مشکل سے داخل ہوسکا۔ پچ کما کسی شاعر نے.....

بے خانماں کہ پیچ ندارد بجز خدا
اورا گدا گلو کہ سلطان گدائے اوست

بادشاہ کی عقیدت ○ بادشاہ وقت سراج الملکہ والدین امیر حبیب اللہ خان صرف نام کا مرید نہیں تھا بلکہ وہ آپ سے بھی ارادت اور کامل عقیدت رکھتا تھا، آپ کو جب کبھی عریضہ ارسال کرتا تھا تو اس میں آپ کو ان القاب سے مناطب کرتا تھا۔

"عرفان اکتساب مرشد کامل جناب حضرت صاحب چهار باغ صفا"

اس کی والہانہ عقیدت کا پتہ اس واقعہ سے بھی چلتا ہے کہ ایک روز وہ اپنے مرشد کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ آرام فرمائے تھے اور ایک خادم آپ کے پاؤں دبایا تھا، اس نے خادم کو باہر جانے کا اشارہ کیا اور خود اس کی

جگہ پر حضرت کے پاؤں دبانے بیٹھ گیا، جب حضرت بیدار ہوئے اور وضو فرمانے کا ارادہ کیا اور نسر میں وضو فرمایا بادشاہ وقت ادب سے آپ کے پاس کھڑا ہو گیا، دوران وضو جب آپ نے اپنے قدم مبارک دھونے کے لئے اپنی نعلین مبارک اتاری تو بادشاہ وقت نے فوراً آپ کی نعلین مبارک کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کی خاک اپنی ہتھیلی پر جھاڑی اور اس کو اپنے منہ اور سینے پر مل لیا.....

ہاتھ آئے اگر خاک تیرے نقش قدم کی
سر پر کبھی رکھیں اور کبھی آنکھوں سے لگائیں
جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تو رومال پیش کیا جب آپ نے اپنا چہرہ
մبارک پونچھ لیا تو اس نے ازراہ تبرک اس رومال کو اپنے سینے سے لگایا اور حفاظت
سے اس متبرک رومال کو اپنی اندر کی جیب میں رکھ لیا۔ یہ تھے ایک بادشاہ وقت کے
اپنے مرشد بوریہ نشیں فقیر سے ارادت و عقیدت کے انداز۔

درویشم و فقیر برابر نمی کنم
پشمیں کلاہ خویش بصد تاج خروی

تقسیم بادشاہت ○ امیر حبیب اللہ خان آپ سے جتنی بھی ارادت و عقیدت کا اظہار کرتا کم تھا اس لئے کہ اس کو پتہ تھا کہ یہ سلطنت و بادشاہت مجھے انہی کے صدقہ اور ان ہی کی سفارش پر بارگاہ مصطفوی سے ملی ہے۔ اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز جبکہ ابھی امیر حبیب اللہ خان بادشاہ بھی نہیں بنا تھا اور اس کا والد امیر عبدالرحمان خان زندہ تھا اس کے زمانہ میں حضرت ضیائے معصوم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور سرور دو جماں صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار گر بار سجا ہوا ہے حضور تشریف فرمائیں اور خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے ساتھ میں بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوں اور اس وقت محفل میں امیر عبدالرحمان کے بارے میں فیصلہ کیا جا رہا ہے کہ اس کے بعد اس کا جانشین کس کو بنایا جائے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چیستے خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطاب سے پوچھا تو حضرت عمر نے میری طرف اشارہ فرمادیا کہ ان سے رائے لی جائے۔ حضرت ضیائے

محصوم فرماتے ہیں اس وقت میری زبان سے فوراً نکلا امیر جبیب اللہ خان کو بادشاہ بنادبھئے چنانچہ یہ بات اس محفل میں منظور کی گئی۔ اور میں نے اسی روز یہ سارا واقعہ امیر جبیب اللہ کو لکھ کر مہر لگا کر بھیج دیا کہ آج سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تمہارے لئے بادشاہت کا فیصلہ ہو گیا ہے تمہیں مبارک ہو۔ چنانچہ کچھ عرصے بعد جب امیر عبد الرحمن کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد اس کی جائشیں اور امارت و بادشاہت کے کئی امیدوار موجود تھے لیکن بادشاہت امیر جبیب اللہ ہی کو ملی۔ اور کیسے نہیں ملتی؟..... اس کا فیصلہ تو سرکار کی بارگاہ میں حضرت ضیائے معصوم کی سفارش پر پہلے ہی ہو چکا تھا بھلا اس کے خلاف کیسے ہو سکتا تھا۔

چاہیں جسے وہ دولت کو نہیں بخش دیں
یہ بات کیا ہے ان کی سخاوت کے سامنے
اس واقعہ میں چند اہم اور دلچسپ باتیں قابل غور ہیں ایک تو یہ کہ حکومتی معاملات میں یہاں اور دیگر مقامات پر بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ سے مشورہ لیتے ہیں صوفیائے کرام اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا دور حکومت و خلافت ہر لحاظ سے تاریخ اسلام کا سب سے حسین اور قابل فخر دور رہا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ افغانستان وغیرہ کی طرف چونکہ حضرت عمر کی اولاد امجاد (یعنی مجددی فاروقی وغیرہ) زیادہ آباد ہے اس لئے ان علاقوں کے بارے میں فیصلہ سرکار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ضیائے معصوم کے مشورے سے فرمایا۔

حضرت ضیائے معصوم کی بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم، اور بارگاہ عمر بن الخطاب میں مقبولیت اور محبوبیت کا بھی پتہ چل گیا کہ ان کی سفارش پر انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ملتا سب کچھ اسی درسے ہے لیکن کسی محظوظ ولی کے ویلے اور واسطہ سے عطا کیا جاتا ہے۔

تیسرا بات یہ بھی ثابت ہو گئی ہے کہ عالم میں جس کو جو کچھ ملتا ہے وہ دیتا خدا ہے لیکن دلوتا مصطفیٰ کے درسے ہے۔ اسی لئے سرکار نے خود فرمایا انما انا قاسم

والله يعطي۔ کہ ہر چیز دنتا خدا ہے لیکن تقسیم میں کرتا ہو۔ لذاعت، دولت، شہرت، امارت، سفارت، وزارت، بادشاہت الغرض رب کی ہر عطا اس کے محبوب کے درستے ملتی ہے۔ فاضل بریلوی شاہ احمد رضا خاں نے خوب فرمایا.....

اعطیناک الکوثر انا

ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
اس کی بخشش ان کا صدقہ
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

رضاۓ مرشد ○ جس مرشد کے صدقہ میں امیر حبیب اللہ کو دارین کی تمام نعمتیں ملیں پھر اس کی رضا اور خوشنودی امیر حبیب اللہ کو سارے جہاں سے زیادہ کیوں نہ عزیز ہوگی، یہی وجہ ہے کہ اس کی نظر میں رضاۓ مرشد سے بڑھ کر دنیا کی کوئی دولت، نہیں تھی اور مرشد کی ناراضگی سے بڑھ کر دنیا کی کوئی بدترین شے نہیں تھی چنانچہ اس واقعہ میں بھی اس کا یہی جذبہ کار فرمان نظر آتا ہے۔ کہ ایک دن وہ یکار ہو گیا اور آپ سے اس نے کہلوایا کہ آپ یہاں تشریف لا کر میری صحت یابی کے لئے دعا فرمادیں تو بڑی عنایت ہوگی اور مجھ پر دم بھی فرمادیں آپ کا اگرچہ کہیں جانے کا معمول نہیں تھا لیکن اس کی ارادت اور عقیدت کو دیکھتے ہوئے آپ اس کے پاس کابل تشریف لے گئے جب اس کے محل میں پہنچے تو دالان میں راستہ کے اندر ایک عمدہ قالین بچھا ہوا آپ کو ملا آپ کو وہ ناگوار گزرا اور آپ نے اس وقت موجود لوگوں سے کہا کہ اس کو اٹھا دو لیکن وہاں کا عملہ آپ کے استقبال اور آپ کے ہجوم عاشقان میں ایسا گھرا ہوا تھا کہ فوری طور پر وہاں سے اس قالین کو نہ اٹھا سکا آپ بادشاہ کے پاس پہنچے اس پر دم فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی وقت شفاء عطا فرمادی اور وہ اس لائق ہو گیا کہ واپسی پر آپ کو باہر تک چھوڑنے آیا راستہ میں جب اسی قالین کے پاس سے آپ کا گذر ہوا تو آپ نے اس کو اسی مقام پر بچھا ہوا دیکھ کر ناگواری کا

اظہار فرمایا اور فرمایا کہ ابھی تک اس کو یہاں سے نہیں اٹھایا گیا، امیر حبیب اللہ خان نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں لوگوں نے کہا کہ آپ جب یہاں تشریف لائے تھے تو آپ نے اس کو ناپسند فرماتے ہوئے اسے اٹھانے کا حکم دیا تھا لیکن چونکہ یہ ابھی تک یہاں سے نہیں اٹھایا گیا ہے اس لئے آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ بھلا بادشاہ وقت کو ایسے عظیم مرشد کی معمولی سی ناراضگی بھی کب گوارا ہو سکتی تھی چنانچہ اس نے فوراً اس قیمتی اور بیش بہا قالین کو فوراً اٹھوا�ا اور اسی وقت اس پر پیشوں ڈال کر آگ لگادی کہ جو میرے مرشد کو پسند نہیں وہ اس محل میں رکھنے کے قابل ہی نہیں۔ بلکہ جو مرشد کے لئے قابل نفرت ہو وہ باقی رہنے کے لائق نہیں.....

ارم ہم نہ جاہ و حشم چاہتے ہیں
تمہیں ہم تمہاری قدم چاہتے ہیں
خوشی چاہتے ہیں نہ غم چاہتے ہیں
جو تم چاہتے ہو وہ ہم چاہتے ہیں

امیر عبد الرحمن کی عقیدت ○ ضیاء الملته والدین امیر حبیب اللہ خان کا والد امیر عبد الرحمن جو اس وقت افغانستان پر بر سر اقتدار تھا اور وہاں کا بڑا با اختیار بادشاہ تھا اس کو مشائخ علماء اور صوفیاء سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی بلکہ بعض اہل علم اور اہل طریقت حضرات کو اس نے ایذا میں بھی پہنچائیں تھیں اس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ کسی کا سر قلم کرنے میں دیر نہیں کرتا، جب اس کو معلوم ہوا کہ میرے شزادے امیر حبیب اللہ خان نے ایک روحانی بزرگ حضرت ضیائے معصوم سے بیعت کی ہے تو اس نے حکم دیا کہ اس بزرگ کو فوراً میرے دربار میں حاضر کیا جائے، اس کے کمانڈر شاہ محمد غاصی شاہ جو اس وقت بادشاہ کا مصاحب خاص تھا اور امیر حبیب اللہ کا رفق خاص تھا بلکہ امیر حبیب اللہ کے ساتھ جا کر حضرت ضیائے معصوم سے بیعت ہو چکا تھا اس کو جب بادشاہ کے اس حکم نامہ کا پتہ چلا تو وہ بہت متفسکر ہوا کیونکہ بادشاہ کے مصاحب خاص ہونے کے باعث اس کو بادشاہ کی تمام عادات کا پتہ تھا وہ

پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ بادشاہ نے حضرت کو اپنے دربار میں کیوں طلب کیا ہے کہیں آپ کی کوئی بے ادبی یا آپ کو کوئی نقصان پہنچانے کا اس کا کوئی ارادہ تو نہیں ہے، اس ہی پریشانی میں وہ اپنے گھر گیا اور اس نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ میں اپنی جان تو دے دوں گا لیکن بادشاہ کی طرف سے اپنے مرشد کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دوں گا چنانچہ اس نے اپنے اہل خانہ کو کہا کہ آج میں تم کو آخری بار الوداع کہہ کے جارہا ہوں نہ معلوم آج کے بعد ہماری تم سے ملاقات بھی ہو سکے یا نہیں کیونکہ اگر بادشاہ وقت نے میرے مرشد کو کچھ کہا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ اپنا اسلحہ لے کر دربار کی طرف روانہ ہو گیا، جب وہاں پہنچا تو تھوڑی دیر کے بعد حضرت ضیائے معصومؐ کے دربار میں تشریف لانے کی اطلاع آگئی، جیسے ہی آپ کے آنے کی اطلاع بادشاہ کو پہنچی تو بادشاہ امیر عبدالرحمٰن نے اپنے گارڈز سے کہا کہ فوراً کہیں سے رسی لے کر آؤ۔ یہ سن کر وہاں پر موجود شاہ غاصی محمد شاہ کے پیروں تلے زمین نکل گئی کہ یہ تو وہی کر رہا ہے جس کا ڈر تھا، بہر حال جیسے ہی وہ رسی آئی بادشاہ وقت امیر عبدالرحمٰن نے وہ رسی اپنے گلے میں ڈال لی اور دوڑتا ہوا باہر حضرت ضیائے معصوم کے استقبال کے لئے گیا اور وہ رسی جو اس نے اپنے گلے میں ڈالی تھی اس کا ایک سرا حضرت کے ہاتھوں میں دے دیا۔ اور یہ بتا دیا کہ ایک بادشاہ ایک فقیر کی غلامی کا پسہ اپنے گلے میں ڈال کر اس کا غلام بن گیا۔

حضرت خواجہ پیر فضل الرحمن صاحب مجددی نے یہ واقعہ سنانے کے بعد فرمایا کہ افغانستان میں موجود شاہ محمد غاصی شاہ کی اولاد امجاد نے خود ہمیں یہ واقعہ اپنے جد امجد شاہ محمد غاصی شاہ سے سن کر بتایا۔
خوب کہا کسی شاعرنے.....

جھکتا ہے تکبر تری دہیز چ آکر
ہر شاہ تیری راہ میں اک خاک نشین ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ○ سچ کہا کسی نے ”بادب بانصیب“ بے ادب بے نصیب ”امیر عبدالرحمٰن نے ایک خدا کے مقبول بندہ کا ایسا ادب و احترام کیا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

میں اس کو ایسا قبولیت کا مقام ملا کہ زمانہ قیام حرمین شریفین کے دوران حضرت شاہ ضیائے مصوص نے ایک روز عالم مکاشفہ میں مشاہدہ فرمایا کہ افغانستان کے اولیائے کرام کی ایک کثیر جماعت کسی طرف جاری ہے اور ان کے آگے آگے ان تمام اولیاء کی قیادت امیر عبدالرحمان کر رہے ہیں آپ کے دل میں خیال آیا کہ کاش میں بھی ان اولیائے کرام میں ہوتا۔ دوسرے دن آپ نے دیکھا کہ تمام جہاں کے اولیائے کرام ہیں اور ان کی قیادت کا شرف اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے اور میں ان سب کے آگے آگے جارہا ہوں۔

اوب حرمین شریفین ○ حضرت ضیائے مصوص کو اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا میں جو بلند و بالا مقام عطا کیا اس میں بھی "اوب" کو بڑا دخل ہے۔ آپ نے اس ہی ادب کے ذریعہ بہت سے اعلیٰ مراتب حاصل کئے۔ آپ کے ادب کا عالم یہ تھا کہ آپ نے سرہند شریف مکہ مکرہ اور مدینہ منورہ کی پاک اور مقدس سرز مینوں پر کبھی جوتی نہیں پہنی، حریت انگیز بات یہ ہے کہ یہ ایک دون کی بات نہیں تھی بلکہ آپ نے ایک عرصہ حرمین شریفین میں گزارا اور ایک دفعہ تو متواتر سات سال آپ کا حرمین شریفین میں قیام رہا رب کائنات کا آپ پر یہ خصوصی کرم تھا کہ آپ کو خانہ کعبہ کے بالکل سامنے حرم شریف کے اندر ایک حجرہ رہنے کے لئے ملا ہوا تھا جس کو آپ نے خود اپنے پیسوں سے خریدا تھا موجودہ دور میں جب حرم شریف کی توسعی کا کام شروع ہوا تو ایک خطیر رقم دیکر حکومت سعودیہ نے وہ حجرہ حضرات مجددیہ سے حاصل کیا۔ بھر حال اس حجرہ میں آپ کا مستقبل قیام رہتا تھا ہمیشہ آپ باوضورتے تھے اور جب انتخیب کی ضرورت ہوتی تھی تو آپ حرم کی حدود سے باہر جا کر استنجا فرمایا کرتے تھے، اور یہاں کی گلیوں میں ہمیشہ پارہا کرتے تھے.....

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چنا

ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

ایک دفعہ مدینہ شریف کی گلیوں سے آپ گذر رہے تھے اور آپ کے خلیفہ حضرت ایشان صاحب جو سادات سے تعلق رکھتے تھے وہ بھی آپ کے ہمراہ تھے کہ

راستہ میں ایک کتا سامنے آگیا آپ سامنے سے آرام سے گذر گئے لیکن آپ کے ساتھ جو خلیفہ تھے انہوں نے اس کو دیکھ کر نفترت سے اپنے کپڑے سمینے اور بڑی کراہت کا اظہار کرتے ہوئے گذرنے لگے حضرت نے ان کا یہ انداز دیکھ کر فرمایا۔ ”ایشان صاحب خوب نہ کر دی“ یعنی ایشان صاحب آپ نے اچھا نہیں کیا، اس کے جواب میں خلیفہ ایشان صاحب نے عرض کیا کہ ”سگ بود نجس بود“ کتا تھا نجس تھا اس لئے میں نے یہ طرز عمل اختیار کیا، آپ نے فرمایا.....

”سگ بود و لے سگ مدینہ بود“

ہاں کتا ضرور تھا لیکن ”مدینہ کا کتا“ تھا.....، اللہ اکبر اس نسبت مدینہ نے اس کے جیسے نجس جانور کو بھی اس با ادب عاشق کے لئے لا تقد احترام بنادیا تھا۔ قدی نے کیا خوب کہا.....

نسبت خود بسگت کر دم و بس منفعلم زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادب خلیفہ ایشان صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس دن جب رات کو لیٹا تو خواب میں میں نے دیکھا کہ حضرت فیاض موصوم صاحب آگے آگے ہیں اور ہم سب ان کے پیچھے پیچھے حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روپہ انور کی طرف جا رہے ہیں جب روپہ شریف کے قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی کتا دروازے پر بیٹھا ہوا ہے جب حضرت وہاں سے گزرے تو انہیں تو اس نے جانے دیا لیکن میں جب داخل ہونے لگا تو مجھے جانے نہیں دیا۔ حالانکہ میں سید تھا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آل میں سے تھا لیکن اتنی سی مدینہ کے کتے کی بے ادبی کی وجہ سے اس عظیم سعادت سے محروم رہ گیا اور حضرت فیاض موصوم اس ”ادب“ کے باعث حرم بارگاہ کی لذتوں اور عنایتوں سے سرفراز ہو گئے۔

محبوب بارگاہ رسالت。 ○ یہ ایک نہیں بلکہ آپ کے کئی ایسے واقعات ہیں جس سے بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں آپ کی محبوبیت اور مقبولیت کا پتہ چلتا ہے چنانچہ آپ کے ایک سفر کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے وطن سے

ہمین شریفین حاضری کے لئے ایک پانی کے جہاز میں جا رہے تھے کہ راستہ میں حدیدہ یمن کی بندرگاہ آئی جماں آپ کے جد اعلیٰ حضرت شاہ صنی اللہ کا مزار پر انوار ہے آپ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کتنا اچھا ہو کہ اس مزار پر انوار پر بھی حاضری ہو جائے لیکن چونکہ وہ چھوٹی بندرگاہ تھی اس پر کسی بڑے جہاز کے رکنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن یہ ان کی اپنے جد اعلیٰ سے محبت اور ان کی آپ سے محبت اور کشش کا ظہور تھا کہ جہاز جب اس بندرگاہ کے قریب پہنچا تو خود بخود رک گیا جہاز کا کپتان حیران تھا کہ اس میں کوئی خرابی بھی نہیں ہے تو پھر تمام تر کوششوں کے باوجود جہاز کیوں چل رہا۔ کسی نے کپتان کو بتایا کہ یہاں بندرگاہ پر ایک افغانی اترنا چاہتا ہے اس انگریز کپتان نے فوراً آپ کو ایک کشتی فراہم کی جس کے ذریعہ آپ کو حدیدہ کی بندرگاہ تک پہنچا دیا گیا ادھر آپ وہاں پہنچے ادھر یہ جہاز خود بخود ٹھیک ہو کر چلنا شروع ہو گیا اور اپنا باقی سفر مکمل کر کے جدہ کی بندرگاہ پر پہنچ گیا۔

ادھر حضرت ضیائے معصوم بڑے فرحاں و شاداں اپنے جد اعلیٰ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر مراقب ہو گئے آپ کے ہمراہ آپ کے ایک مرید خاص حاجی سرور خال مرحوم کے دل میں یہ خیال آیا کہ اب ہم حج کیسے کر سکیں گے....؟ حج میں صرف چند روز باقی رہ گئے ہیں اس بندرگاہ پر تو کوئی جہاز بھی نہیں آتا نہ یہاں کوئی سواری ملتی ہے، اتنی محنت کر کے حج کے لئے آئے تھے یہ حضرت نے کیا کیا، یہاں اتر کر ہمیں حج کی عظیم سعادت سے بھی محروم کر دیا۔ ان کے دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ آپ نے فوراً مراقبہ سے سراٹھایا اور ان سے فرمایا کہ اپنا سامان جمع کرو اور فوراً بندرگاہ کی طرف چلو، وہ کہتے ہیں میں دل میں سوچنے لگا اب سامان جمع کر کے کیا کریں گے جدہ تک پہنچنے کی اب کوئی صورت ہی ممکن نہیں ہے۔ بہر حال حضرت کے حکم پر سامان جمع کر کے سمندر کے کنارہ کی طرف چلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سمندر کے کنارہ پر ایک شخص دور بین لگا کر ہماری طرف دیکھ رہا ہے بہت سے ٹھیکے لگے ہوئے ہیں اور کافی لوگوں نے پڑاؤ ڈالا ہوا ہے۔ جب حضرت ضیائے معصوم ان کے قریب آپنے تو اجنبی شخص اچانک حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ ہم ترکی کے فوجی یہ جو حج

کے انتظامات کے لئے مکہ مکرمہ جا رہے تھے مجھے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور نے آپ کا چہرہ مجھے دکھایا (فونج کے سربراہ نے تین مرتبہ خواب میں حضور آقائے نامدار کو دیکھا) اور فرمایا اس بندرگاہ سے جب تک اس کو اپنے ہمراہ نہ لے لیتا یہاں سے حرکت نہ کرنا ہم اتنی دیر سے صرف آپ کا انتظار کر رہے تھے اور ہر آنے جانے والے کو دیکھ رہے تھے کہ وہ کون سا شخص ہے جس کی ہمیں خواب میں زیارت کرائے اپنے ساتھ لے جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب آپ کو دیکھا تو ہمیں اطمینان ہو گیا کیونکہ آپ ہی کی وہ صورت تھی جو ہمیں دکھائی گئی تھی۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاص کرم سے حضورؐ کا یہ خاص غلام چند روز میں حضور کے در پر پہنچ گیا اور حج کی سعادت سے بھی سرفراز ہو گیا۔

وہ دیکھو دیار جبیب آگیا ہے
بلندی پہ اپنا نصیب آگیا ہے
تیری شان بندہ نوازی کے قربان
کرم نے پکارا غریب آگیا ہے
تری رحمتوں نے دیا ہے سارا
جہاں بھی مقام میب آگیا ہے

مقرب بارگاہ نبوت ○ آپؐ کا ایک واقعہ اور بھی ہے۔ جس سے حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس بے پناہ میں آپؐ کے قرب خاص اور آپؐ کی محوبیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ایک مرتبہ امیر جبیب اللہ خان بادشاہ افغانستان ایک اہم اور خاص کام کے لئے مسجد کے جمیرہ میں جہاں آپ تشریف فرماتے۔ وہاں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کام وہ کرنا چاہتا تھا اس بارے میں حضرت سے اس کی اجازت طلب کی آپؐ نے اس کو اس کام کے کرنے سے منع فرمایا لیکن بادشاہ وقت یہ چاہتا تھا کہ اسے اجازت مل جائے۔ اس نے حضرت صاحبؓ سے پر زور اصرار کیا کہ میری خواہش ہے کہ آپؐ مجھے اجازت دیں۔ اس وقت جذباتی کیفیت میں اس کا ہاتھ کھڑکی کے اس حصے پر لگا۔ وہ کاغذ کا تھا اور وہ حصہ پھٹ گیا۔ (یہ

کانگز عام طور پر کھڑکی کے اس حصے پر لگایا جاتا تھا جس پر شیشہ نہیں ہوتا تھا اور شدت سردی کو روکنے کے کام آتا تھا) یہ دیکھ کر حضرت صاحبؒ کی رُگ فاروقی جوش میں آگئی۔ فرمایا کہ تو برابر مجھ سے اصرار کرتا ہے کہ میں اجازت دے دوں اور حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے اس سے منع فرمائے ہے ہیں تو میں تیری بات مانوں یا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کی اطاعت کروں۔ پھر فرمایا.....

هر آنچہ شرط بлаг است با توی گویم
تو خواہ پند بگیری اذان خواہ ملال

منظور نگاہ مجدد ○ آپ اپنے جد اعلیٰ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ کے خاص منظور نظر تھے، اکثر سرہند شریف حاضر ہوا کرتے تھے اور جب تک سرہند شریف میں قیام فرما ہوتے تھے ہمیشہ پابرہنہ رہتے تھے، اور اکثر اوقات حضرت امام ربانی کے روپ شریف پر حاضر ہو کے عبادات و ریاضیات اور مشاہدات و مکاشفات میں مصروف رہا کرتے تھے حضرت امام ربانی کے روپ شریف کے باہر افغانستان کی دو بادشاہ ایک شاہ زمان اور ایک امیر محمد یعقوب کے مزارات ہیں جو انہوں نے حضرت امام ربانی سے ارادت و عقیدت کی خاطر حضرت امام ربانی کی پائینتی میں بنائے تھے۔..... ایک روز حضرت ضیائے معصومؐ حضرت امام ربانی کے مزار پر انوار پر جب مراقبہ میں مصروف ہوئے تو عالم مکاشفہ میں حضرت امام ربانی نے آپ سے فرمایا.....

”فرزند..... !! امیر محمد یعقوب از شما گله میکنند کہ خواجہ ضیائے معصوم از قبر من می گززو برائے من دعا نہی کنید.....“ -

بیٹا! امیر محمد یعقوب تم سے گلہ کر رہا تھا کہ تم اس کی قبر سے گزر جاتے ہو لیکن اس کے لئے دعائے مغفرت بھی نہیں کرتے۔“ -

حضرت ضیائے معصومؐ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے میرے جد امجد نے فرمایا اس کے بعد سے میں جب بھی ان کی قبر کے پاس سے گزرتا ان دونوں بادشاہوں کے

لئے ضرور دعا کرتا تھا۔

تاشیر محبت ○ آپ کی صحبت گم گشتگی راہ ہدایت کے لئے اکیر کی حیثیت رکھتی تھی جو بھٹکا ہوا آپ کی صحبت میں آتا تھا راہ ہدایت پر گامز ن ہو کے منزل مقصود سے ہمکنار ہو جاتا تھا آپ کی صحبت میں آکر اس کے دل کا عالم ہی کچھ اور ہو جاتا تھا..... چنانچہ ایک دفعہ آپ حضرت امام ربانی کے مزار پر انوار پر قیام فرمائھے اور آپ کا وہاں قیام کچھ لمبا ہو گیا جس کی وجہ سے وہاں کے مجاوروں جانشینوں اور حکام وغیرہ کے دلوں میں طرح طرح کے دسوے پیدا ہونے لگے اور ان لوگوں نے ریاست پٹیالہ کے سکھ مہاراجہ اور نابھ کی ریاست کے نواب کو آپ سے بدگمان کیا اور کھلوایا کہ ایک شخص یہاں آکر ٹک گیا ہے یہاں سے جانے کا نام ہی نہیں لیتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی سلطنت کے لئے کوئی مصیبت بن جائے لہذا اس کو یہاں سے نکالنے کو کوئی انتظام کریں، یہ سن کر مہاراجہ پٹیالہ نے فوراً اپنا ایک مسلمان وزیر عبدالجید خان بھیجا اور ہر سے ناہ کے نواب نے اپنا کمانڈر اُچھیف بہادر ولی محمد خان بخشی کو سرہند بھیجا تاکہ یہ اس فقیر سے مذاکرات کر کے اس کو سرہند سے نکالنے کا کوئی بندوبست کریں چنانچہ جب یہ دونوں اہم ریاستوں کے اعلیٰ عہدیدار سرہند پہنچ تو انہوں نے لوگوں سے آپ کے متعلق دریافت کیا لوگوں نے بتایا کہ وہ حضرت امام ربانی کے مزار کے تھے خانہ میں نیچے عبادت میں مصروف ہیں یہ دونوں اعلیٰ عہدیدار حضرت سے ملنے کے لئے نیچے گئے، باہر سب لوگ اس انتظار میں تھے اب کچھ دیر میں یہ ان کو سمجھا کر آئیں گے اور اس فقیر کو یہاں سے نکال کر اس سے ہمیں نجات دلاویں گے لیکن آپ کو نکالنے کے لئے آنے والے خود اس فقیر رہ نشین کی زلفوں کے ایسے اسیر ہوئے کہ ان کے لئے اب اس کمرے سے نکانا مشکل ہو گیا، جب کنی گھنٹوں کے بعد یہ دونوں اوپر آئے تو یہ معلوم کر کے لوگ انگشت بدنداں رہ گئے کہ یہ دونوں حضرت کے مرید بن کر آپ کے غلاموں میں شامل ہو چکے تھے۔ اور اب سرہند سے آپ کو نکالنے کے بجائے یہیں آپ کے مند قیام پر اصرار کر رہے تھے.....

اللہ سحر ہے پیران خرقہ پوش میں کیا
کہ اک نظر سے جوانوں کو رام کرتے ہیں
اور جب آپ سرہند شریف سے رخصت ہونے لگے تو یہ دونوں افغانستان
کی سرحد تک آپ کو چھوڑنے کے لئے آئے جب دوبارہ آپ سرہند تشریف لائے تو
مہاراجہ کی طرف سے سرکاری طور پر آپ کا استقبال انہوں نے ہی کیا آپ کے
استقبال کے لئے ہاتھیوں کا جلوس لایا گیا اور آپ کے بیٹھنے کے لئے بھی ایک بڑا جسم
ہاتھی پیش کیا گیا لیکن آپ نے سرہند شریف کی مقدس زمین کے ادب کی خاطر ہاتھی
پر بیٹھنے سے انکار کر دیا۔

شفاء امراض ○ قلب و روح کو فق و فجور اور گناہوں کی بیماریوں سے
نجات دلانے والے اس طبیب روحانی کے ہاتھوں میں خدا نے جسمانی بیماریوں کی شفا
بھی رکھ دی تھی۔ لاعلاج امراض کے مارے ہوئے سینکڑوں مریض آپ کے دم اور
دعا سے صحت یاب ہو کر جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بچہ کو آپ کی خدمت میں لایا گیا
جو سخت تکلیف کے باعث اپنے سر کو پٹخ رہا تھا آپ نے کچھ دیر اس کی طرف توجہ
فرمانے کے بعد ایک کچے گوشت کا ٹکڑا لانے کا حکم دیا جب گوشت آگیا تو آپ نے
اس کو اس لڑکے کے کان کے قریب لے جا کر دم فرمایا جس کے بعد ایک کھن کھجورہ
اس کے کان سے نکل کر اس گوشت میں پیوست ہو گیا۔ اور وہ لڑکا اس ہی وقت
تند رست ہو گیا۔

اس مریض کے ساتھ ایک اس کا رشتہ دار بھی آیا تھا جو کرامات اولیاء اور
دم درود کا قائل نہیں تھا جب اس نے اپنی آنکھوں سے یہ کرشمہ دیکھا تو وہ اپنے
عقائد سے تائب ہو کر صدق دل سے آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔

(2).....

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام عطا فرمایا تھا کہ سینکڑوں میل کے فاصلہ پر بھی
اگر کوئی مریض ہوتا تھا تو آپ وہاں بھی روحانی توجہ ڈال کر مرض دور فرمادیا کرتے تھے
چنانچہ بسمی سے آپ کے ایک مرید جس کی بچی بیمار تھی ان نے چهار باغ صفا میں

آپ کو خط لکھا کہ میری بھی سخت بیمار ہے اس کے لئے نگاہ کرم فرمائیں۔ آپ نے اس کو بمبئی خط لکھا کہ فلاں دن فلاں وقت اس بھی سے کہنا کہ جسم میں جس مقام پر تکلیف ہے اس جگہ اپنی انگلی رکھ کر بیٹھ جانا میں یہاں اسی وقت افغانستان سے اس کی طرف روحانی توجہ ڈال کے سب مرض کروں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور آپ کی روحانی توجہات کی برکت سے اس بھی کو اس لاعلاج مرض اور تکلیف سے اس ہی وقت شفاف مل گئی۔

نگاہ ولایت ○ حدیث قدسی کے مطابق جب انسان بہت عبادتیں کر کے خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے اس ولی کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے یہ دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے یہ پکڑتا ہے میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے یہ سنتا ہے ”یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ولی کے کان آنکھ ہاتھ اور پیر میں خدا کی طاقتیں آجاتی ہیں جس سے وہ دیکھتا سنتا پکڑتا اور چلتا ہے، پھر اس کے لئے دور و نزدیک یکسان ہو جاتا ہے جس طرح وہ قریب سے سنتا دیکھتا اور پکڑتا ہے اسی طرح پھر وہ دور سے بھی فریاد کرنے والے کو دیکھ بھی لیتا ہے اپنے غلام کی آواز کو سن بھی لیتا ہے اور وہیں سے اس کی فریاد رسی بھی فرمادیتا ہے۔

حضرت ضیائے معصومؐ کی ذات گرامی بھی اس حدیث قدسی کی عملی تفسیر تھی نفلی عبادات کے باعث آپ قرب خداوندی کی اس منزل پر پہنچے ہوئے تھے کہ قرب و بعد کی مسافتیں آپ کے سامنے بیچ تھیں دور و نزدیک کے امتیازات آپ کے سامنے بے حقیقت تھے یہ زمین و آسمان تو کیا لوح محفوظ بھی آپ کی نگاہوں کے سامنے ہوتی تھی اپنے اس مقام کو آپ نے اپنے ایک نامور خلیفہ شاہ محمد رکن الدین الوریؒ سے حرم شریف میں یہ کہہ کے ظاہر فرمایا کہ ”مولانا یہ درود دیوار اب الحمد للہ ہمارے لئے حباب نہیں ہیں بلکہ مثل آئینہ ہیں اور ہر شے دور و نزدیک کی ہماری آنکھوں کے سامنے عیاں ہے۔“.....

آپ کی زندگی میں سینکڑوں ایسے واقعات رونما ہوئے جس سے آپ کے اس ہی مقام ولایت اور مقام قرب خداوندی کا پتہ چلتا ہے طوالت سے بچتے ہوئے صرف چند

واقعات تحریر کئے جاتے ہیں۔

.....(1).....

بادشاہ وقت امیر حبیب اللہ نے ایک دفعہ آپ سے کسی مقام پر جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اپنی نگاہ بصیرت سے اس مقام پر آنے والی مصیبت کو دیکھتے ہوئے وہاں جانے سے منع فرمادیا۔ چنانچہ بادشاہ وہاں نہیں گیا اور دوسرے دن اطلاع ملی کہ جس جگہ بادشاہ کے جانے کا پروگرام تھا اور اس مقام پر جس عمارت میں بادشاہ کے قیام کا بندوبست کیا گیا تھا وہ عمارت گرفتی۔ اگر بادشاہ اس وقت وہاں ہوتے تو ضرور کسی سخت آفت اور ہلاکت سے دوچار ہوتے۔ لیکن خدا نے آپ کے سبب سے بادشاہ کو ہلاکت سے بچالیا۔

.....(2).....

ایک دفعہ بادشاہ وقت امیر حبیب اللہ نے "کلہ گشت" نامی علاقہ میں جانے کا پروگرام بنایا اور اپنے تمام عملہ کو وہاں روانہ کر دیا..... اور آخر میں خود حضرت سے جانے کی اجازت لینے حاضر ہوا آپ نے اپنی نگاہ ولایت سے وہاں کے حالات و واقعات کو دیکھتے ہوئے وہاں جانے سے منع فرمادیا لیکن چونکہ اس کا وقت آچکا تھا اس لئے یہ سفر اس کی موت کا بہانہ بن گیا اس نے کہا کہ حضرت اب وہاں جو کچھ ہو مجھے منظور ہے تمام دربار کا عملہ جاچکا ہے اب میرا وہاں پہنچنا ضروری ہے۔ یہ کہہ کروہ روانہ ہو گیا لیکن جیسے ہی وہ وہاں پہنچا اس کو شہید کر دیا گیا..... اس کی شہادت کو کسی نے اپنے شعر میں بیان کیا ہے.....

سراج ملت و دیں بکله گشت شہید
وراشد است ہمان درود در شفیقہ عیاں
اوہ روہ کلہ گشت میں شہید ہو رہا تھا اوہر آپ چهار باغ صفا میں تشریف فرماء
ہوتے ہوئے اس کی شہادت کا مشاہدہ فرمائے تھے اور بڑے حزن و ملال کے ساتھ اپنا
دایاں ہاتھ مبارک اپنی جیسی مبارک پر رکھتے ہوئے فرمائے تھے۔

"آہ شہید کروند است"

قُلْ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُوتِي الْمُلْكَ مِنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ
مِنْ تَشَاءُ وَ تَعْزِيزُ مِنْ تَشَاءُ وَ تَزْلِيمُ مِنْ تَشَاءُ بِدِكَ الْخَيْرُ أَنْكَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

.....(3).....

کسی آپ کے مرید خاص نے آپ سے دعا کی درخواست کی اور عرض کیا کہ
ہم پر اپنی خاص نگاہ رکھیں..... آپ نے فرمایا تمہارے گھر پر فلاں الماری کے اندر
فلاں کپڑے کے نیچے جو سوئی رکھی ہے اور اس میں فلاں رنگ کا دھاگہ ڈالا ہوا ہے
ہماری نگاہ تو اس تک ہے.....

اللَّهُ أَكْبَرُ.....!! جس کی نگاہ سوئی کے دھاگے کو بھی دیکھ رہی ہو بھلا اس کی
نگاہ سے اس کا مرید کب غائب اور پوشیدہ رہ سکتا ہے.....
اسی لئے درویش لاہوری علامہ اقبال نے کہا.....

فقر مقام نظر، علم مقام خبر
فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ
فقر کے معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر فقر ہے شاہوں کا شاہ

.....(4).....

آج افغانستان میں بدآمنی اور فتنہ و فساد کی جو کیفیت رونما ہو رہی ہے
حضرت ضیائے مصوص کی نگاہ ان تمام حالات کو اس وقت دیکھ رہی تھی اور اشارتاً ان
کو آپ نے بیان بھی فرمادیا..... چنانچہ آپ نے حضرت شاہ آغا (جو آپ کے پوتے
ہیں) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہمارے اس پوتے کے زمانہ میں افغانستان میں
متصرفین اولیاء اللہ مجانین سے ہوں گے۔

آج آپ کی بات حرف صحیح ثابت ہو رہی ہے اس لئے کہ آج جو کچھ
افغانستان میں ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر بے اختیار یہی بات زبان پر آتی ہے کہ یہ کسی
عقل مند کا کام نہیں

.....(5)....

آپ کی نگاہ ولایت کی تو بات ہی کیا آپ کی تو شان یہ تھی کہ جو آپ کی محفل میں آجاتا تھا اس کی نگاہ میں بھی یہ کمال آجاتا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے سے بھی یہ حجابات اٹھ جاتے تھے اور سینکڑوں میل دور کے واقعات اس کو اپنے سامنے نظر آتے تھے۔ چنانچہ جنگ عظیم کے دوران ایک دفعہ صحیح کے وقت آپ مریدین کو توجہ دے رہے تھے تو کسی مرید کی خواہش پر آپ نے ایسی نسبت ڈالی کہ سب کو میدان جنگ نظر آنے لگا اور کوسوں میل کے فاصلہ پر میدان جنگ میں جرمن فوجیں انگریزوں کے خلاف اور انگریز جرمن کے خلاف جو جو کارروائیں کر رہے تھے وہ سب اہل محفل کو اس طرح نظر آرہی تھیں جیسے کہ میدان جنگ میں یہ سب کچھ ان کے سامنے ہو رہا ہو.....

تیری نگاہ ناز نے مست مجھے بنا دیا
فرش سے لے کے عرش تک سارا جہاں دکھا دیا

.....(6)....

یہ نگاہ دلوں کے پوشیدہ احوال بھی جان لیا کرتی تھی، نہاں خانہ قلوب میں آنے والا کوئی ادنی سا خیال اور وسوسہ بھی اس نگاہ سے مخفی نہیں رہتا تھا۔ چنانچہ ایک صاحب نے حضرت پیر فضل الرحمن صاحب کو بتایا کہ میرے بچپن کا زمانہ تھا میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا، حضرت مراقبہ میں معروف تھے کہ اتنے میں بلند آواز سے تکمیروں، اللہ کی ضربوں کی آوازیں آنے لگیں، معلوم یہ ہوا کہ اس علاقہ میں قادری سلسلہ کے نامور بزرگ حضرت مولانا نجم الدین آخوند زادہ اپنے مریدوں کی ایک جماعت کے ہمراہ ذکر کرتے ہوئے حضرت کی خدمت میں ملاقات کے لئے آرہے ہیں جب وہ حضرت کی خدمت میں پہنچے اس وقت آپ مراقبہ میں معروف تھے۔ وہ بزرگ حضرت کو مراقبہ میں دیکھ کر ادب سے آپ کے انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ جب آپ مراقبہ سے فارغ ہوں تو ملاقات کی جائے۔ جب انہیں کھڑے کھڑے کچھ دیر گزری تو یہ صاحب کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ چونکہ بادشاہ وقت آپ کا

مرید ہے اس لئے آپ ان کی طرف توجہ نہیں فمار ہے ہیں میرے اس قلبی دسو سے پر آپ فوراً مطلع ہو گئے اور اس ہی وقت آپ نے مراقبہ سے سراٹھا کر میری طرف دیکھا اور اس کے فوراً بعد اپنے اس معزز مہمان کا پرتپاک خیر مقدم فرمایا ان سے بغل گیر ہوئے اور بڑے عزت و احترام کے ساتھ ان کو مند پر بٹھایا۔۔۔

زبان ولایت ○ یہی شان اس زبان ولایت کی بھی تھی کہ جو زبان سے ایک بار نکل جاتا تھا وہ ہو کر رہتا تھا۔ آپ کی ذات گرامی ان مقبولان بارگاہ الہی میں سے تھی جن کے لئے ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ لو اقسام علی اللہ لا بره کہ اگر یہ کسی بات پر مچل جائیں اور قسم کھا بیٹھیں تو خدا کو ان کی رضا اور خوشنودی اتنی محبوب ہے کہ وہ ان کی قسموں کو پورا کر دیتا ہے لیکن ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو غلط نہیں ہونے دیتا۔ چنانچہ آپ حضرت مولانا حبیب النبی صاحب کے والد گرامی حضرت شاہ غلام حیدر (یہ کی شریف) سے جو آپ کے خلیفہ بھی تھے ایک روز بڑے راز و نیاز کی باتیں کر رہے تھے اور رب کریم کے جو آپ پر خصوصی الطاف و کرم ہیں ان کا ذکر فرمار ہے تھے جس سے آپ کے اس ہی مقامِ محبویت کا پتہ چلتا ہے جس کا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی ذکر گزرا..... آپ نے فرمایا مولانا!! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنی عنایت فرمائی ہے کہ اگر میں ایک وقت میں ایک ایک ہزار آدمیوں کو کھانا کھلاؤں تو یہ میرے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اس ہی طرح ایک ہزار آدمیوں کے قبض روح کا اگر سوال کروں تو خدا میرے اس سوال کو بھی کبھی رد نہیں فرمائے گا.....

جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی
تمہارے منہہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
اس سلسلہ میں چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

.....(1)....

ایک روز آپ کے متعدد خلفاء آپس میں بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کے احوال دریافت کر رہے تھے جب آپ کے ایک خلیفہ حضرت شاہ غلام حیدر کی باری

آلی اور ان سے ساتھیوں نے پوچھا کہ آپ کیا کرتے ہیں...؟ آپ کے کیا ذرائع آمنی ہیں...؟ ابھی ساتھیوں نے یہ سوال کیا ہی تھا کہ اتنے میں حضرت تشریف لے آئے اور آپ نے یہ سوال سن لیا اور اپنی زبان مبارک سے تین بار فرمایا....
غُنی، است غُنی است، غُنی است

حضرت شاہ غلام حیدر فرماتے ہیں کہ جس دن سے میرے لئے حضرت کی زبان سے یہ نکلا کہ یہ غُنی ہے اس دن سے مجھے کبھی کسی چیز کی تنگی محسوس نہیں ہوئی۔ رب نے ایسی غنا عطا فرمائی کہ دونوں جہاں کی دولتوں سے مالا مال کر دیا۔
.....(2)

lahor کے ایک تاجر میاں محمد اسلم کہتے ہیں کہ میرے والد کے کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی، وہ حضرت کے خاص مریدوں میں سے تھے اور ایک روز حرم شریف میں خانہ کعبہ کے سامنے حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ان کی دلی خواہش تو تھی کہ حضرت ان کے لئے نرینہ اولاد کی دعا فرمائیں ابھی انہوں نے عرض بھی نہیں کیا تھا کہ آپ نے خود ان کی دلی خواہش پر مطلع ہوتے ہوئے ان سے پوچھا کہ تمہاری کتنی اولاد ہے انہوں نے عرض کیا کہ لڑکا کوئی نہیں صرف اتنی لڑکیاں ہیں۔ آپ نے فرمایا مبارک ہو اس دفعہ تمہارے گھر میں لڑکا پیدا ہو گا اس کا نام محمد اکبر رکھنا۔ چنانچہ بچہ پیدا ہوا اور حضرت کی زبان سے نکلے ہوئے ارشاد کے مطابق اس بار اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک "صالح فرزند" سے سرفراز فرمایا جس کا نام انہوں نے حضرت کے فرمان کے مطابق محمد اکبر رکھا۔ چج کما پیر رومی نے.....

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
.....(3)

ایک دفعہ آپ سفر حرمین شریفین کے لئے تشریف لے جا رہے تھے جب بندر گاہ پر پہنچے تو بڑے آرام سے جہاز کی طرف تشریف لے جانے لگے حالانکہ جہاز کی روائی کا وقت ہو گیا تھا اور سب لوگ جلدی کر رہے تھے لیکن آپ نے جلدی نہ فرمائی

اتنے میں ایک شخص جو بخارا سے تعلق رکھتا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے ساتھ اس کا ایک بچہ بھی تھا اس نے بھی بخارا کا لباس پہنا ہوا تھا، ایسا محسوس ہوا جیسے آپ اس ہی بخارا کے بزرگ سے ملاقات کے لئے انتظار فرمائے ہے تھے۔ بہر حال جب آپ ان سے ملاقات فرمائے ہے تو ایک اس علاقہ کا مشور سینہ جو آپ کے ارادت مندوں میں سے تھا وہ بھی وہیں موجود تھا اس کے یہاں کوئی اولاد نہیں تھی، اس نے اس بخاری بزرگ اور اس کے بچے کو اس حسین لباس میں دیکھ کر دل میں یہ آرزو کی کہ کاش میرا بھی کوئی بچہ ہوتا اور میں بھی اس ہی طرح اس کو حضرت کے الوداع کرنے کے لئے اور حضرت کی قدم بوسی کے لئے یہاں لاتا۔ ادھر اس کے دل میں یہ خیال آیا امہر آپ نے اس کی قلبی التجا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے فوراً فرمایا جب ہم حمین شریفین سے واپس آئیں تو تم بھی اپنے بچہ کو لے کر اسی طرح ہمارے پاس آنا۔ وہ حیران تھا کہ میرا تو کوئی بچہ آج تک نہیں ہوا، میں اس نعمت سے محروم ہوں پھر بھلا کس بچہ کو لے کر آؤں گا، لیکن یہ ایک ولی کامل کی زبان سے نکلی ہوئی بات تھی جو تقدیریں بدل دیا کرتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب کئی سال کے قیام کے بعد آپ حمین شریفین سے اپنے وطن کے لئے مراجعت فرمائے تو یہی سینہ اپنے بچہ کو لے کر اسے بخاری لباس پہنا کر آپ کے استقبال کے لئے حاضر تھا اور آپ کی عظمت و مقبولیت کو سلام کر رہا تھا۔

.....(4)....

شاہی ڈرائیور نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک سفر میں ہم آپ کے ہمراہ تھے کہ راستے میں گاڑی کا پیشہ کیا اور گاڑی رک گئی اس جگہ پر دور دور کہیں پیشہ کیا ملنے کا امکان نہیں تھا، سب پریشان تھے، آپ نے فرمایا کیا بات ہے...؟؟؟ اتنی دیر ہو گئی گاڑی کیوں نہیں چلتی؟ لوگوں نے عرض کیا کہ پیشہ کیا ہے اور یہاں کہیں قریب میں پیشہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس میں پانی ڈالو انشاء اللہ گاڑی چل جائے گی۔ مرد قلندر کی زبان سے نکلی ہوئی بات تھی جس کو خدا بھی کبھی رد نہیں فرماتا پھر بھلا گاڑی کی کیا مجال تھی کہ وہ نہ چلتی چنانچہ ادھر پانی ڈالا اور ادھر وہ فرانے بھرتی

ہوئی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہو گئی۔

.....(5)....

اس نگاہ ولایت کی حقانیت اور اس زبان ولایت سے نکلے ہوئے الفاظ کی صداقت پر ایک یہ واقعہ بھی شاہد ہے کہ جب باوشاہ افغانستان امیر جبیب اللہ خان کو شہید کروایا گیا تو نائب السلطنت سردار نصر اللہ خان نے جلال آباد میں اپنی باوشاہت کا اعلان کرویا اور حضرت خواجہ ضیائے مصوص رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنا ایک خاص خادم روانہ کیا تاکہ حضرت اس کی حکومت کے احکام اور بقا کے لئے دعا فرمائیں۔ لیکن جب اس کا خادم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اس سے کہہ دینا تمہاری حکومت نو دن سے زیادہ نہیں چل سکتی۔ چنانچہ آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا اور اس کی حکومت نو دن کے اندر اندر ختم ہو گئی اور امیر امان اللہ خان نے کابل میں انتظام حکومت سنہال کر اپنی باوشاہت کا اعلان کرویا۔

دست گیری ○ اپنے چاہنے والوں کو نیبت و حضور میں یکساں اپنی مدد اور اپنے کرم سے نوازا کرتے تھے۔ ان کے مشکل وقت میں ان کی دست گیری فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے ایک قریبی عزیز اور ارادت مند حضرت آغا فرنخ شاہ کو بعض جوان دوستوں نے شوٹی کے طور پر ایک تیز اور سرکش گھوڑے پر سوار کر دیا اور اس کو اتنا تیز دوزایا کہ وہ بے قابو ہو گیا لیکن حضرت کی توجہ مبارک سے آپ اس کے شر سے محفوظ رہے اور بحفاظت گھر واپس آگئے جب آپ گھر پہنچے تو حضرت نے ان کے کچھ کے بغیر فرمایا کہ آج تو ان لوگوں نے آپ کو ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن خدا کا کرم ہے کہ اس نے آپ کو بچا لیا۔

شاعر مشرق علامہ اقبال نے ان ہی بندگان خدا کی دست گیری اور غیبی امداد کو اپنے اس شعر میں یوں بیان فرمایا ہے
ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
 غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز

باطنی توجہات ○ آپ کی باطنی توجہات اور روحانی تصرفات کا یہ عالم تھا کہ

جس کی طرف ہو جاتی تھیں وہ ماہی بے آب کی طرح رڑپنے لگتا تھا، ایک عرب کا بدو آپ کے پاس آیا جب اس نے آپ سے مصافحہ کیا تو آپ کے نرم و ملائم ہاتھوں کو دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ تو عورتوں جیسے ہاتھ ہیں یہ سن کر آپ نے اس کا ہاتھ کپڑا لیا اور اس کی طرف توجہ فرمائی تو وہ اس کی تاب نہ لاسکا اور اس ہی وقت بے ہوش ہو گیا پھر کافی دیر کے بعد اس کو ہوش آیا۔

اقبال ایسی نگاہوں کو یاد کرتے ہوئے کہتا ہے.....

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ
.....(2).....

آپ کے تو ادنیٰ غلاموں کی یہ شان تھی کہ ان کی روحانی طاقتون کے سامنے جو چیز آجاتی تھی وہ پاش پاش ہو جاتی تھی۔ لوگر کے علاقہ میں ایک آپ کے کامل الاستعداد خلیفہ تھے جن کا یہ روحانی مقام تھا کہ وہ جب مراقبہ اور اپنے وظائف میں مصروف ہونے کے وقت اپنی انگلی سے اشارہ کر دیتے تھے تو سامنے سے گزرتی ہوئی بلی کی گردن اڑ جاتی تھی، لوگوں نے ان کا یہ حال جب آپ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے توجہ ڈال کر ان کو اس مقام سے نکال دیا کہ کہیں بے خیالی میں ان سے کسی بندہ خدا کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔

.....(3)....

آپ کے روحانی فیوضات سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ اجنبی فیض یا بہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت کے خلفاء بتاتے ہیں جب ہم حضرت سے توجہ اور فیض لے کر باہر آجاتے تھے اور حضرت اپنے جگہ میں تھنا عبادت میں مصروف ہو جایا کرتے تو ہم اندر سے کسی کے چلنے پھرنے کی آوازیں سن کرتے تھے جو یقیناً قوم اجنب کے افراد ہوتے تھے جو حضرت سے اکتاب فیض کے لئے آیا جایا کرتے تھے۔

استغنى و بے نيازي ○ آپ کے اوصاف و صفات، سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھے، آپ کی ذات گرامی اخلاق و شامل رسول صلی اللہ علیہ

وسلم کی جلوہ گاہ تھی، اپنے نبی کے ہر پیارے خلق اور عادت سے آپ کی حیات مبارکہ جگنگا رہی تھی، بالخصوص عرب کی بادشاہت اور جبرائیل کے جواب میں سونے کے پہاڑوں کو پائے حقارت سے ٹھکرانے والے نبی روْف الرحیم کی صفت استغنى اور بے نیازی کے آپ مظرا تم تھے۔ اور اس پر یہ واقعہ شاہد ہے کہ ایک روز بادشاہ وقت امیر حبیب اللہ خاں آپ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا، ظاہر ہے ایک بادشاہ جب کہیں جاتا ہے تو اس علاقے کی انتظامیہ پوری ہل جاتی ہے حفاظتی انتظامات وغیرہ کے باعث ہر طرف ایک ہلچل سی بچ جاتی ہے یہاں بھی بادشاہ کے آنے پر کچھ ایسا ہی منظر تھا، بار بار لوگ آکر آپ کو بادشاہ کے آنے کی خبر دے رہے تھے، لیکن آپ اس وقت جس عام سی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے اس ہی طرح بدستور بیٹھے رہے اور بادشاہ کی آنے کی خبر پر آپ نے اپنے کسی معمول اور اپنی کسی ہیئت اور حالت میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی، اتنے میں بادشاہ آپ کی خدمت میں پہنچ گیا اور آپ نے اپنی اسی سابقہ ہیئت اور حالت میں اس سے ملاقات فرمائی اور اس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ امیر صاحب! تمہارے آنے کی خبر جب مجھے ملی اس وقت میں اپنے رب سے راز و نیاز میں مصروف تھا، لوگوں نے بار بار مجھے تمہارے آنے کی خبر دی جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ میں تیار ہو کر وہ عدہ ہیئت اور حالت میں تم سے ملاقات کروں لیکن مجھے شرم آئی کہ اپنے رب سے تو میں اس حالت میں ملوں اور اس کے بندوں سے ملاقات کے لئے کوئی دوسری حالت بدلوں یہ مجھے گوارانہ ہوا اس لئے میں نے تم سے اس ہی حالت میں اور ہیئت میں ملاقات کی جس حالت اور ہیئت میں اپنے رب سے مصروف راز و نیاز تھا.....

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویش
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا
بوری یہ پہ بیٹھ کے بادشاہیں تقسیم کرنے والے کو بادشاہ وقت کی شان و
شوکت اور اس کا کوفر بھلا کب مرعوب اور متاثر کر سکتا تھا۔ ان کی نگاہ میں تو دنیا
اپنی تمام ساز و سامان اور حسن و رعنائیوں کے باوجود ایک مچھر کے پر کی حیثیت بھی

نہیں رکھتی۔

سادگی ○ آپ کی صورت و سیرت اور عادت و خصلت کچھ ان اشعار کے
مصدق تھی.....

تیری صورت تری سیرت ترا نقشہ ترا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
اگرچہ فقر فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے کسرائی و خاقانی
وہ مرد خدا جس کی شان یہ تھی کہ.....

غلاموں کو سریر سلطنت پر جس نے بٹھالایا

وہ خود بوریہ پر بیٹھتا تھا، ایک کچی مٹی کے ججرہ میں رہتا تھا، ہمیشہ کھدر کا
لباس زیب تن کرتا تھا وہ بھی کبھی کبھی پیوند لگا ہوتا تھا۔ آپ کے اس ہی زہد، سادگی،
قناعت اور شان فقر کو حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی نے ان الفاظ میں بیان
فرمایا.....

”در تواضع و خلق عظیم و قناعت بقلیل و زہد و تقشف لباس حظ

عظیم داشتند“

(انساب الانجاب ص ۱۰۰)

صرف یہی نہیں کہ آپ کا کرتا شلوار سفید کھدر کا ہوتا تھا بلکہ آپ کا عمامہ
مبارک حتیٰ کے جائے نماز تک کھدر کی ہوتی تھی۔ اور اس کھدر کے بوریہ پر بیٹھ کر
یہ فقیر اپنے ہاتھوں سے بادشاہیں تقسیم کرتا تھا.....

آہ کہ کھویا گیا تجھ سے فقیری کا راز
در نہ ہے مال فقیر، سلطنت روم و شام
اگرچہ آپ کو محبت کرنے والوں کی طرف سے ایک ایسا چغہ بھی پیش کیا گیا
تھا جس کی قیمت بارہ ہزار روپے تھی (وہ بھی اس زمانہ میں جبکہ فی ایکڑ زمین ایک
روپے کی ملا کرتی تھی) دینے والوں کی دلجموئی کے لئے آپ کبھی کبھی اس کو زیب تن

بھی فرمایا کرتے تھے لیکن عام طور پر آپ کا لباس سفید کھدر کا انتہائی سادہ اور پرکشش ہوتا تھا۔

غیراء پروری ○ غریب نوازی اور غریاء پروری آپ کا خاص شیوه تھا۔ ان شکستہ قلوب کی دلداری کی خاطر آپ شاہوں کی سطوت و عزت کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے چنانچہ ایک دفعہ بادشاہ وقت امیر جبیب اللہ خان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت اتفاق سے یہاں کسی کاجنازہ جا رہا تھا وہ بھی اس جنازہ میں شریک ہو گیا۔ وہاں ایک دیوانہ بھی موجود تھا جس کو بادشاہ کا بر جیس یعنی شکاری لباس جو اس وقت اس نے پہنچا ہوا تھا بہت اچھا لگا اس نے آگے بڑھ کر اس کی پہنیٹ پر ہاتھ پھینرا شروع کر دیا، بادشاہ نے غصہ میں آکر ایک زور دار تھپڑا س کے رسید کیا اور اپنی عملہ کے ارکان کا جواب طلب کر لیا کہ یہ پاگل شخص میرے پاس کیسے پہنچا اور تم لوگ میری حفاظت کیوں نہ کر سکے بلکہ اس کا خیال یہ تھا کہ قصدا ایسا کرایا گیا ہے اس کے پیچھے مجھے رسوا کرنے کی کوئی سازش معلوم ہوتی ہے چنانچہ اس اہم واقعہ کی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا اور اس ہی وقت اس جنازہ میں شامل عام غریب لوگوں کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ حضرت ضیائے معصوم "ؐ کو جب ان تمام باتوں کا علم ہوا تو آپ کو جلال آگیا بے گناہ عوام اور غریبوں کی خواہ مخواہ کی ایذاء رسانی اور ذلت و رسوانی آپ سے گوارا نہ ہوئی جب بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس شہنشاہ فقر نے کمال بے نیازی کے ساتھ بادشاہ وقت سے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا آپ ہمارے پاس نہ آیا کریں، آپ کے آنے سے یہاں کے غریب لوگ تکلیف سے دوچار ہو جاتے ہیں اور بے گناہ عوام مصیبتوں میں پھنس جاتے ہیں۔ واقعی سچ کہا ہے علامہ اقبال "نے.....

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خارج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے
بمرحال آپ کی ناراضگی اور جلال کو دیکھ کر شہنشاہ وقت کا نپ گیا۔ اور اس نے اسی وقت آپ سے معدالت کر کے تمام گرفتار شدہ لوگوں کو فوری رہا کرنے کا حکم

دے دیا۔

.....(2)....

اسی طرح ایک غریب شخص آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ نذر کرنے کے لئے ایک مرغی لے کے آیا، لیکن جب آپ کے دربار میں پہنچا اور آپ کی شان دیکھی تو اس کو اپنا حیرت حتفہ حضرت کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے شرم آنے لگی اور اس نے وہ مرغی چھپا لیکن اس ولی کی نگاہ سے بھلا کوئی چیز کب چھپ سکتی ہے ان کی شان تو یہ ہے.....

زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیر تقدیر
خواب میں دیکھتا ہے عالم نو کی تصویر
آپ نے فوراً اس کی قلبی کیفیت کو جان کر فرمایا تم جو ہمارے لئے مرغی^{لے} کر آئے تھے وہ لاوہ ہمیں تمہارے خلوص کی قدر ہے اور محبت سے لائی ہوئی مرغی بھی ہمیں بہت عزیز ہے۔

سبحان اللہ.....!! کس خوبصورت انداز سے غریبوں کی آپ دل داری اور حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔

مظلوم کی فریاد رسی ○ دکھ درد کے مارے آپ کے درپر آتے تھے اور اپنی مشکلات حل کر کے جایا کرتے تھے کبھی ایسا نہ ہوا کہ کسی مظلوم نے آپ کو مدد کے لئے پکارا ہو اور آپ نے اس کی فریاد رسی نہ فرمائی ہو..... ایک دفعہ بادشاہ امیر حبیب اللہ خاں شکار پر گیا وہاں اس کے ایک ساتھی کرنل لالا سے اتفاقاً گولی چل گئی جو بادشاہ کے جوتوں میں لگی اس کو اس ہی وقت گرفتار کر لیا گیا اور بادشاہ کو قصدًا قتل کرنے کا الزام اس پر عائد کر کے اس کو نظر بند کر دیا گیا، اس کو اپنی موت نظر آنے لگی اور دنیا میں سوائے حضرت صیائے معصومؐ کے اس کو کوئی نہ کھانہ نظر نہ آیا جو اس کو اس آفت ناگہانی سے نجات دلا سکے وہ کسی نہ کسی طرح فرار ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اپنی بے گناہی کا یقین دلا کر اس مصیبت سے نجات دلانے کی درخواست کی، آپ جنے اس کو حکم دیا کہ اندر کمرہ میں جا کر بیٹھ جاؤ اس نے تعییں

حکم کی جب بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بادشاہ سے فرمایا ہم نے ایک آدمی کو معاف کر دیا ہے۔ اس نے عرض کیا حضور کس کو معاف کیا ہے....؟ اس نے کیا غلطی کی تھی....؟ آپ نے فرمایا کرنل لالا کو اس کی غلطی معاف کر دی ہے۔ اس نے عرض کیا حضور اس نے مجھ پر فائرنگ کی تھی مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تھی، آپ نے فرمایا ہم نے معاف کر دیا تم بھی معاف کرو عرض کرنے لگا چونکہ آپ فرماتے ہیں اس لئے صرف آپ کی خاطر اس کو معاف کرتا ہوں ورنہ یہ لا تقریب معافی ہرگز نہ تھا.....

باد	رحمت	سنک	سنک	جائے		
وادی	جال	مہک	مہک	جائے		
انکے	آگے	ہر	ایک	شاہ	و	گدا
شاخ	آسا	پک	پک	پک	جائے	

○ مہمان نوازی مہمان نوازی کی خصلت بھی آپ کو اپنے آبا اجداد سے ورث میں ملی تھی، ہر شاہ و گدا کے لئے آپ کا دسترخوان یکساں کشاوہ رہتا تھا بعض لوگوں نے آپ کے لنگر کی روٹی کے ٹکڑوں کو ابھی تک برکت کے لئے اپنے غلے دانوں میں رکھا ہوا تھا۔ آپ کے در سے بعض دفعہ تو آنے والوں کو اپنی قلبی آرزو اور دلی خواہش کے مطابق من پسند کھانوں کی ڈشیں ملا کرتی تھیں۔ اس کا واقعہ اس طرح سے ہے کہ آپ کا یہ معمول تھا کہ سردویں کے دن آپ چہار باغ صفا میں اور گرمیوں کے دن آپ وزیری کے علاقہ میں جہاں آپ کی زمینداری بھی تھی گزارا کرتے تھے، جن دنوں آپ وزیری میں قیام فرماتھے آپ کے چہار باغ کے کچھ اہل محلہ نے پروگرام بنایا کہ چند دن کے لئے حضرت کے پاس وزیری چلتے ہیں اور وہاں جا کر پکنک مناتے ہیں جب یہ سب ساتھی مل کر روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ حضرت ضیائے معصومؐ کے روحانی کمالات اور بزرگی کی بڑی شہرت ہے لیکن ہم تو انکو جب مانیں گے جب آج وہ ہمیں پلاو کھلائیں گے۔ جب وہ حضرت کی خدمت میں پہنچے تو حضرت نے بڑی خنده جبینی سے ان کو خوش آمدید فرمایا

اور ان کے سامنے اس ہی وقت باورچی کو بلا کر فرمایا کہ میرے ہم وطن میرے اہل محلہ اتنی دور سے پلاو کھانے کے لئے آئے ہیں لہذا آج انکے لئے پلاو تیار کراو اور ان کی اچھی طرح تواضع کرو۔ یہ سن کر وہ سب انگشت بدنداں رہ گئے اور اس وقت سے آپ کی روحانی عظمتوں کے اور بھی قائل ہو گئے۔

آداب طریقت ○ آج کل عام طور پر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اکثر پیران کرام اپنے مریدوں کی تعداد بڑھانے میں لگے رہتے ہیں ہر ایک کو مرید کرتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ یہ شخص پہلے سے کسی کامل مرشد کا مرید ہے یا نہیں، حضرت فیاض مخصوص ان آداب طریقت کا بڑا خیال فرمایا کرتے تھے، کبھی کسی دوسرے بزرگ کے مرید کو اس کی خواہش کے باوجود سلسلہ میں داخل نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ افغانستان کے نائب وزیر عدل جناب محمد امین خوبیانی کے والد ماجد حضرت مولانا اسرائیل پشاوری صاحب جو اس وقت کے ایک بہت بڑے عالم اور صوفی بزرگ گذرے ہیں وہ آپ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہتے تھے ایک دفعہ انہوں نے حضرت سے بیعت ہونے کی اپنی خواہش کا اظہار کیا آپ اپنا سرجھکا کے اس ہی وقت مراقبہ میں مصروف ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کے فرمایا حضرت آخوند پنجوں یہ تمہارے کون ہیں انہوں نے عرض کیا ہمارے اجداد میں سے ہیں پھر فرمایا حضرت سو اس سے تمہارا کیا تعلق ہے عرض کیا وہ ہمارے پیر و مرشد ہیں، آپ نے فرمایا ابھی اسی وقت یہ حضرات تشریف لائے تھے اور فرماتے ہے تھے کہ مولانا اسرائیل پشاوری ہمارے آدمی ہیں لہذا اب میں آپ کو بیعت نہیں کر سکتا۔

معلوم ہوا جو چے اور کامل اولیاء اللہ ہوتے ہیں ان کو ایک دوسرے کے قلبی رضا کا بڑا خیال ہوتا ہے۔

تربیت شہنشاہ ○ آپ کی خانقاہ میں عوام و خواص حکمراں اور رعایا دونوں کی اخلاقی تربیت کی جاتی تھی، چنانچہ یہ واقعہ آپ کی ایسی روحانی اور اخلاقی تربیت کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے جس میں آپ نے بادشاہ وقت کو اپنے جانی دشمن کے خلاف

انتقامی کارروائی سے باز رکھ کر عخو و درگزر جیسی حسین اور عظیم خلق کا اے خوگر بنایا۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ امیر حبیب اللہ خال اپنی شزادگی کے دوران آپ سے بیعت ہو گیا تھا، شزادہ کا والد امیر عبد الرحمن خال بڑی سخت طبیعت کا بادشاہ تھا اس کو جب معلوم ہوا کہ شزادہ آپ سے مرید ہو گیا ہے تو اس نے ایک مولوی صاحب کو اپنے اس شزادہ پر بطور جاسوس مقرر کر دیا کہ وہ شزادہ کے تمام حالات پر نظر رکھے اور پل پل کی خبر بادشاہ کو دتا رہے اور شزادہ کی تمام حرکات و سکنات اور اس کے تمام معمولات سے بادشاہ کو مطلع کرتا رہے لیکن یہ تمام رپورٹیں بادشاہ تک پہنچانے کے لئے وزیر محمود خال کے پاس جاتی تھیں اور وزیر محمود خال پہلے ہی حضرت کا مرید ہو گیا تھا وہ یہ رپورٹیں بجائے بادشاہ تک پہنچانے کے شزادہ کو پہنچا دیا کرتا تھا جب امیر حبیب اللہ خال سخت شاہی پر بیٹھا تو سب سے پہلے حضرت کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسی جاسوس مولوی صاحب کو حضرت کی خدمت میں بیٹھا ہوا پایا اس کو دیکھ کر بادشاہ آگ بگولا ہو گیا اور اس جرم میں کہ تو نے میری جاسوسی کیوں کی اس کے خلاف سخت ترین سزا کے احکامات دینے والا تھا کہ حضرت میائے معصوم نے فوراً مداخلت کرتے ہوئے فرمایا.....

”مولوی صاحب کو قضا کا بہت شوق ہے لہذا انکو کسی جگہ کا قاضی مقرر فرمادیں“

یہ سنکر بادشاہ حیران ہو گیا کہ جس نے میری جاسوسی کی ہے اور میری مخالفت کی ہے اس کو بجائے سزا کے اور انعام دلوار ہے ہیں لیکن مرشد کا حکم تھا اس لئے کچھ نہ بولا اور اپنے انتقامی جذبے کو زیر کر کے مرشد کے حکم کی تعہیل کرتے ہوئے اس کو ایک علاقہ کا قاضی مقرر کر دیا اور اس طرح اسلامی تاریخ میں عخو و درگزر کی ایک نرالی مثال قائم کر دی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے خوب فرمایا.....

ہر کہ مارا رنج ساز درا حتش بسیار باد

ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد
 ہر کہ خارے افگند دراہ ما از دشمنی
 ہر گل کہ از باع عمرش بشکند بے خار باد

مشهور مخلصین ○ افغانستان کے جو زعمائے سلطنت اور مشاہیر ملت آپ
 کے حلقة ارادت میں شامل تھے ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

سراج الملک والدین امیر حبیب اللہ خان۔
 نائب السلطنت سردار نصر اللہ خان۔
 معین السلطنت عنایت اللہ خان۔
 مستوفی المعالک مرزا محمد حسین خان۔
 جرنیل خواجہ محمد خاں غازی۔
 نائب سالار دوست محمد خاں غازی۔
 وزیر محمود خاں۔
 رئیس اعیان حاجی شاہنواز خاں۔
 خاندان قاضی القضاہ۔
 نائب الحکومت عبد الکریم خاں۔
 جزال غلام نبی خاں چرخی۔
 وزیر خارجہ امیر امان اللہ خاں۔
 غلام صدیق خاں چرخی۔
 حاجی غلام حیدر خاں "تاجر"۔
 حاجی غلام نقشبندی خاں۔
 شاہ غاسی محمد شاہ خاں۔
 یاور محمود خاں۔
 شاہ غاسی عبد الحبیب جان۔

جزال محمد صدیق خاں (رئیس تنظیمہ)-

مرزا محمود خاں۔

مرزا محمود خاں۔

و جمع کثیر از علماء و مشائخ افغانستان۔

کتب ○ افغانستان اور پاک و ہند کے بڑے بڑے علماء، صوفیاء، محققین اور مورخین نے اپنی اپنی کتابوں میں آپ کے احوال اور آپ کی ریتی اور روحانی خدمات کا بڑے دل کش پیرایہ میں ذکر کیا ہے اور آپ کی عظمتوں کا اعتراف کیا ہے ان میں سے چند کتابوں کے اسمائے گرامی تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ انساب الانجاب، مصنفہ حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی۔

۲۔ انساب نامون، مصنفہ حضرت پیر غلام رسول جان سرہندی۔

۳۔ باغ عارف، مصنفہ حضرت صوفی سلیمان صاحب۔

۴۔ مقامات ارشادیہ، مصنفہ حضرت پیر مقصود احمد عمری۔

۵۔ کرامات اہل حدیث۔

۶۔ کلیات ابراہیم، مصنفہ حضرت ابراہیم خلیل۔

۷۔ سیرت دکارنامہ ہائے جمادی حضرت مجدد الف ثانی،

مصنفہ عبد الحفیظ سیرت تالقانی۔

۸۔ تاریخ مختصر افغانستان، مصنفہ عبد الحمی جیبی، "پروفیسر"

۹۔ تازہ نوائے معارک، عبد الحمی جیبی

متعلقین کا مجاہدانہ کروار ○ آپ کے مغلصین اور متعلقین میں بڑے بڑے سرکردہ مجاہدین گذرے ہیں جنہوں نے انگریزوں کے خلاف جماد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا و شمنان اسلام کے خلاف جب بھی کوئی تحریک چلی اور عملی جماد کا وقت آیا تو اس خانوادہ مجددیہ کے پیروجوں اپنی خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری او اکرت نظر آئے بقول علامہ اقبال.....

نکل کر خانقاہوں سے رسم شبیری ادا کر

چنانچہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا محمد سعید مجددی اور آپ کے پوتے حضرت صاحب شیرین جان مجددی نے اپنے مخلصین و محبین کے ہمراہ میدان جنگ میں جا کر یہود و نصاریٰ سے جہاد کیا اور محاوز جنگ پر مجاہدین اسلام کی کمان سنبحاں۔

ای طرح آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ غلام محمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انگریزوں کے خلاف جہاد میں پورے زور و شور سے حصہ لیا اور اس زمانہ میں ایک لاکھ بیس ہزار افغانی کرنی کا عطیہ جہاد فنڈ میں دیا جبکہ ایک روپیہ بھی بڑی اہمیت اور قیمت رکھتا تھا..... اس ہی طرح حضرت کے مخلصین میں سے نائب سالار ناظم دوست محمد خان اور جزل خواجہ محمد خان کی قیادت میں پوری فوج نے انگریزوں کا مقابلہ کیا یہ اس زمانہ کی بات ہے جب آپ کے صاحب زادے حضرت شاہ غلام محمد مجددی مند سجادہ پر رونق افروز تھے اور انہوں نے اپنے مخلصین کو مرزا جہانگیر خان کی قیادت میں جریل خواجہ محمد خان کی حمایت کے لئے بھیجا تھا جنہوں نے جزل خواجہ محمد خان کے شانہ بشانہ اس جہاد میں انگریزوں کا مقابلہ کیا حضرت خواجہ محمد سعید جان آغا مجددی اور حضرت شیرین جان آغا مجددی بھی اسی جہاد میں مجاہدین کی قیادت فرماء رہے تھے۔

چونکہ حضرات مجددیہ نے ہمیشہ کیونٹوں کے خلاف شدت سے مقابلہ کیا اور ان کے آنے سے پہلے بعض گزشتہ حکومتوں میں ان کے خلاف آواز اٹھائی لہذا روس جیسی سپرپاور کے خلاف حالیہ جنگ میں بھی ان دہروں نے افغانستان کے اندر اقتدار سنjalatے ہی خاندان عالیہ مجددیہ کے خلاف سخت ترین کارروائیاں شروع کر دیں، اقتدار حاصل کرنے کے دوسرے ہی دن خانقاہ مجددیہ "قلعہ جواد" کابل میں نینک روانہ کر کے ان کا محاصرہ کیا اور حضرات مجددیہ کو معہ علماء و خلفاء اور بعض مریدین کے پہلے ہی مرحلہ میں سخت گمراہی میں رکھا اور موقع ملتے ہیں ان کو گرفتار کر لیا یہ وہ وقت تھا جب کیونٹوں کی حکومت کچھ مضبوط ہو گئی تھی اور جہاد ابتدائی مرحلہ میں تھا

لیکن حضرات مجددیہ کی عام گرفتاری کے بعد تمام افغانستان میں ہچل مج گئی اور اب کسی کو یہ شبہ باقی نہیں رہا کہ یہ اسلام دشمن دہریوں کی حکومت ہے جو علماء و مشائخ کے خلاف کارروائی کر کے دین اسلام کو مٹانا چاہتی ہے اس کے بعد سارے افغانستان میں جہاد پورے زور و شور سے شروع ہو گیا اور آخر کار روس جیسی سپرپاور کو ہزیمت اور تسلیکت سے دو چار ہونا پڑا۔ ویسے تو اس جہاد میں افغانستان کے تقریباً تمام ہی علماء و مشائخ کے ساتھ ان کیونسوں نے بڑا ظالمانہ سلوک کیا مگر خاندان مجددیہ کے اوپر جو انہوں نے مظالم ڈھائے وہ ناقابل بیان ہیں تمام خاندان کو گرفتار کر لیا گیا یہاں تک کہ ان کے محبین اور خلفاء حتیٰ کے چھوٹے بچوں کو پابند سلاسل کر دیا گیا ان کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادیں اور کتب خانے ضبط کرنے گئے۔

مشائخ اور علماء میں سب سے پہلے حضرت خواجہ ضیائے معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت خواجہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندان گرامی حضرت پیر غلام احمد مجددی عرف حضرت شاہ آغا صاحب مجددی اور حضرت پیرفضل محمود مجددی کو خانقاہ مجددیہ جلال آباد فقیر منزل سے ایسا گرفتار کیا گیا کہ آج تک ان کا کوئی پتہ نہیں مل سکا۔ اس ہی طرح حضرت نور المشائخ کے پوتے اور حضرت ضیاء المشائخ کے فرزند حضرت ڈاکٹر محمد یعقوب مجددی کو بھی ابتدا میں ہی ان کی درس گاہ سے جلال آباد کے قریب گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعات کیونٹ انقلاب کے پہلے مرحلہ میں رونما ہوئے۔

دراصل یہ تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد کا خاصہ رہا ہے کہ جب بھی اسلام پر کوئی وقت آیا آپ کی اولاد نے ہمیشہ فاروقی کردار ادا کیا اور دین اسلام کے تحفظ کے لئے اپنی خانقاہوں سے نکل کر اپنے جان و مال کی قربانیاں پیش کیں اور دین اسلام کا بول بالا کر دیا۔ چنانچہ خود افغانستان کے اندر جب انگریزوں کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا تو خانوادہ مجددیہ کے چشم و چراغ حضرت نور المشائخ مجددی حضرت شمس المشائخ مجددی حضرت صاحب شیخ کا مجددی حضرت صاحب بت خاک مجددی حضرت میاگل جان مجددی حضرت فرخ شاہ مجددی حضرات شید ہرات

مجدوی اور ان کے فرزندان گرامی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس جہاد میں بھرپور طریقہ سے حصہ لیا اور اسلام کی عظمت پر کوئی آجخ نہ آنے دی۔

اس ہی طرح حال ہی میں افغانستان کے اندر کیونٹوں کے خلاف لڑی جانے والی وہ تاریخی جنگ جس نے روس جیسی سپرپاور کے غور کو خاک میں ملا دیا اس عظیم اور تاریخی جنگ کے صفات بھی اسی امام رباني مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد کی عظیم قربانیوں سے جگ مگا رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو یہ جانہ ہو گا کہ اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس زمانہ کے سپرپاور قیصر و کسری کے تخت و تاج کو اپنے پاؤں تلے روند دیا تھا تو آج ان ہی کی اولاد کے ان فاروقی اور مجدوی شہزادوں نے افغانستان میں روس جیسی سپرپاور کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر کے اپنے جد امجد کی یاد کو پھر سے تازہ کر دیا۔

اس جنگ میں خاندان فاروقی مجدوی کے ان مجاہدوں کی کیا اہمیت اور حیثیت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ روس کی کٹھ پتلی حکومت نے افغانستان کا انتظام سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے یہ حکم نامہ سرکاری طور پر جاری کیا کہ ملک میں جماں کمیں کوئی فاروقی مجدوی نظر آئے اسے فوراً گرفتار کر لیا جائے حتیٰ کہ اس خانوادہ کے بعض اکابرین کے لئے تو یہاں تک یہ فرمان جاری کیا گیا کہ ان کو گرفتار کر کے ان کی منقولہ اور غیر منقولہ تمام جائیدادیں ضبط کلی جائیں..... اس حکم نامہ سے پتہ چلتا ہے کہ دشمنان اسلام کی نظر میں ان کا سب سے مضبوط حریف اور سب سے بڑا مخالف جس سے ان کو سب سے زیادہ خوف اور خطرہ تھا وہ یہی حضرت فاروق عظیم کے چیختے اور حضرت مجدد الف ثانیؑ کے لاڈلے تھے جن کی دہشت سے باطل کے ایوانوں میں لرزہ طاری تھا..... چنانچہ ان کیونٹوں نے اس خانوادہ فاروقی مجدوی کے افراد اور اس کے متعلقین پر ظلم و ستم کے پھاڑ توڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

اور ان کے خلاف سخت سخت اور بدترین کارروائی کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ سینکڑوں مجدویوں اور فاروقیوں کو جیلوں میں ڈالا اذیت گاہوں میں لے جا کر

اذیتیں دیں اور ان کو قتل کرویا۔

یوں تو اس جنگ میں ہزاروں مجددیوں فاروقیوں اور ان کے خلفاء اور مریدوں کے نام آتے ہیں جنہوں نے بے شمار قربانیاں دے کر رو سیوں کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا اور اس کو ایک مثالی اور تاریخی جنگ بنانے میں اہم کردار ادا کیا لیکن ان میں سے یہ نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو اپنی روحانی وجاہت اور عظمت و شان کے باعث اپنے گھر بار اور اولاد سمیت رو سیوں اور کمیونٹیوں کے ظلم و ستم کا پہلا نشانہ بنے جن کو سب سے پہلے گرفتار کر کے نامعلوم مقام کی طرف منتقل کر دیا گیا اور آج تک ان کا کہیں پتہ نہیں چل سکا ان میں حضرت ضیاء مucchum رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت شاہ غلام احمد عرف حضرت شاہ آغا صاحب اور دوسرے پوتے حضرت شاہ فضل محمود مجددی صاحب کے علاوہ افغانستان کی عظیم علمی اور روحانی اور سیاسی شخصیت حضرت نور المشائخ فضل عمر مجددی کے نامور فرزند حضرت ضیاء المشائخ مولانا محمد ابراہیم مجددی کابلی کا نام سرفراست ہے جو افغانستان کے بے تاج بادشاہ تھے اور اپنے علمی اور روحانی اثر و رسوخ کے لحاظ سے افغانستان میں بڑا بلند مقام رکھتے تھے۔ اس ہی طرح آپ کے صاحبزادگان میں حضرت مولانا محمد اسماعیل مجددی جو خدام الفرقان تنظیم کے بانی اور سربراہ اعلیٰ تھے اور غزنی کے اندر نور المهدی نامی ایک عظیم اسلامی درس گاہ چلا رہے تھے جہاں سے ہزاروں علماء اور فضلاء بن کر نکلے اس کے علاوہ آپ کے دیگر فرزندان مولانا محمد اسحاق مجددی، ڈاکٹر محمد یعقوب مجددی، حضرت احمد ضیاء مجددی اور نیز حضرت ضیاء المشائخ کے بھانجے جناب محمد سعید مجددی، جناب شعیب مجددی، جناب محمد مسعود مجددی، جناب محمد مودود مجددی اس کے علاوہ حضرت عبدالصمد جان مجددی، حضرت غلام علی جان مجددی، حضرت باقی جان مجددی، نجیب جان مجددی، ضیاء جان مجددی کے اسماے گرامی بھی قربانیاں دینے والے لاپتہ افراد کی فہرست میں شامل ہیں اس ہی طرح افغانستان کے دوسرے علاقوں سے تعلق رکھنے والے خانوادہ مجددیہ کے چشم و چراغ ڈاکٹر محمد عزیز مجددی پروفیسر ڈاکٹر محمد عظیم مجددی حضرت علی احمد جان مجددی حضرت ڈاکٹر اللہ جان مجددی حضرت رفع اللہ جان

مجدوی حضرت بابا خان آغا مجدوی حضرت ضیاء جان مجدوی حضرت تیجی جان مجدوی
حضرت مولانا محمد حسن جان مجدوی (جلال آباد) کوہستان کے علاقہ کی بڑی معروف اور
با اثر روحانی شخصیت اور عظیم روحانی بزرگ حضرت شیخ عبدالحمید جان مجدوی کے علاوہ
سینکڑوں مجدوی اور فاروقی حضرات اور ان کے خلفاء اور ہزارہا مریدین کے نام گنوائے
جا سکتے ہیں جن کو اس جنگ کے آغاز میں ہی رو سیوں اور کمیونسٹوں نے گرفتار کر لیا
اور آج تک ان حضرات کا کوئی سراغ نہ لگ سکا کہ یہ حضرات کہاں ہیں اور کس حال
میں ہیں۔

جبکہ حضرات مجدویہ جلال آباد میں حضرت صاحبزادہ مولوی حافظ عبدال قادر
مجدوی فرزند حضرت محمد حسین جان آغا مجدوی اور حضرت صاحبزادہ محمد اسماعیل مجدوی
ولد حضرت غلام دشمن مجددی اور حضرت مولوی صاحبزادہ صبغۃ اللہ مجدوی ولد محترم گل
حضرت آغا مجدوی جو عین جوانی کے اندر میدان کارزار میں جام شہادت نوش کر گئے۔
حضرت خواجہ ضیاء معمصوم رحمۃ اللہ علیہ کے تیرے پوتے قبلہ حضرت
نور احمد مجدوی مدخلہ العالی کو بھی جلال آباد میں گرفتار کر لیا گیا تھا لیکن اولیائے کرام کا
خاص ان پر کرم تھا کہ آپ جلال آباد میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چند میں
جیل کی تکالیف کاٹنے کے بعد اپنے دیگر برادران گرامی قدر حضرت پیر فضل الرحمن
مجدوی اور حضرت پیر عبداللہ آغا جان مجدوی حضرت پیر ربی مجدوی اور دیگر اہل خانہ
کے ساتھ بخیر و عافیت پاکستان پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ حضرات افغانستان کے
سنگلاخ پہاڑوں کو پیدل عبور کرتے ہوئے زخموں سے چور اور کئی دنوں کے فاقوں سے
نڈھال جب پاکستان کی سر زمین پر پہنچے تو کوئی پہچان نہ سکا کہ یہی وہ گلشن فاروقی و
مجدوی کے پھول ہیں جن کے در پر شاہان وقت حاضری اور جب سائی کو اپنے لئے قابل
فنر سمجھا کرتے تھے آج یہ دین اسلام کی خاطر سب کچھ قربان کر کے اپنا وطن گھر بار
عزیز و اقارب اپنی جائیداں زینیں اپنی شان و شوکت سب کچھ راہ مولیٰ میں ثار
کر کے راہ کی خیتوں کو جھیلتے ہوئے ظالموں کے جور و جغا کو سستے ہوئے اپنے نبی کی
سنن ہجرت کو تازہ کرتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں اور اپنی لازوال قربانیوں سے دین اسلام

کو ایک نئی تازگی عطا کر گئے ہیں۔

بہر حال سینکڑوں خاندان مجددیہ نقشبندیہ فاروقیہ کے بزرگوں، نوجوانوں، علماء اور مشائخ اور ہزاروں کی تعداد میں ان کے مریدین متولیین اور معتقدین نے اس جہاد میں عظیم مجاہدانہ کروار ادا کیا اور افغانستان کے کونہ کونہ اور پھی پھی سے دیگر مجاہدین کے شانہ بشانہ اس جہاد میں حصہ لیا۔ بہت سے ایسے حضرات بھی تھے جنہوں نے پاکستان آکر اس جہاد میں بھرپور طریقہ سے حصہ لیا اس عظیم اسلامی انقلاب میں ایک اہم کروار ادا کیا اور بڑے کارہائے نمایاں انجام دئے ان میں یہ نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں حضرت شمس المشائخ کے پوتے حضرت پیر صبغۃ اللہ مجددی (سابق صدر افغانستان) اور حضرت محمد صادق مجددی کے فرزند سینیٹر محمد ہاشم مجددی حضرت نور المشائخ کے پوتے حضرت فضل الرحمن مجددی (مرحوم) اور حضرت فضل علی مجددی (مرحوم) حضرت محمد حسین جان آغا مجددی (جلال آباد) ڈاکٹر فضل اللہ مجددی (لوگر) ڈاکٹر عبید اللہ مجددی، عیسیٰ جان مجددی (ہرات) اور اس کے علاوہ سینکڑوں مجددی حضرات ہیں جن کے ناموں کی یہاں گنجائش نہیں، یہ حضرات اس جہاد اور افغانستان کی دینی سیاست میں اہم کردار کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ بلکہ اس خاندان مجددیہ سے نسبت رکھنے والوں میں مجاہد کبیر حضرت مولانا نصر اللہ منصور شہید حضرت مولوی محمد نبی صاحب مولوی ارسلان صاحب اور سینکڑوں علماء اور مشائخ کی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔

وصال مبارک ○ جب امیر حبیب اللہ کو شہید کیا گیا تھا اور گولی اس کے شفیقہ (کن پٹی) پر گلی تھی اسی وقت حضرت صاحب نے اپنے شفیقہ مبارک کو پکڑ کر فرمایا تھا کہ شہید کردن دش اور آیت مبارک (قل اللہم مالک الملک) پڑھی اور اسی درد شفیقہ میں ॥ دن بعد آپ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی تھی بہر حال ایک جہاں کو راہ راست پر لانے، غلاموں کو ان کے آقا کا بھولا ہوا سبق یاد دلا کے بھٹکے ہوئے بندوں کو ان کے رب سے ملا کر اب آپ خود اپنے رب کے حضور جانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ جس دن انتقال ہونا ہے اس دن فرمایا مجھے کمرے سے کہیں اور

لے چلو کیونکہ یہ بڑا متبرک کمرہ ہے انبیاء اور اولیاء کی ارواح طیبہ کی آمد روفت کی وجہ سے بڑا مقدس ہو گیا ہے نہ معلوم آخری وقت میں میرے ساتھ کیا معاملہ ہو میں نہیں چاہتا کہ اس کمرہ کے ادب و احترام میں کوئی فرق آئے لہذا کسی اور جگہ مجھے لے چلو تاکہ وہاں بے فکر ہو کر جان جان آفرین کے پرد کر دوں۔ اس کمرہ کے ادب و احترام کو قائم رکھنے کی خاطر آپ نے اس کمرے کو مسجد کی حدود میں شامل فرمادیا اور دوسری جگہ منتقل ہو گئے وہاں کچھ دیر ذکر الہی کیا اور پھر اس جگہ کو بھی چھوڑ کر بیٹھ کے لئے جنت کی پر بہار فضاؤں میں انتقال فرمائے۔ *انا لله وانا اليه راجعون*.....

آپ کا وصال مبارک ۲۹ ربیع الاولی ۱۳۳۴ھ کو ہوا.....

جان عزیز کرتے ہیں تم شمار ہم
دل کس شمار میں ہے بلکہ کس حساب میں ہے

مزار شریف ○ آپ کے آبائی علاقہ چہار باغ صفا میں آپ کو دفن کیا گیا، آپ کے مزار پر ایک عظیم الشان گنبد آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ پیر غلام محمد صاحب مجددیؒ نے تعمیر کروایا۔ آپ کے مزار شریف کی تعمیر کا جب آغاز ہوا تو اس وقت کے بادشاہ اسد امان اللہ خاں غازی نے حصول سعادت کے لئے سانچہ ہزار روپے کا نذرانہ برائے تعمیر مزار پیش کیا لیکن آپ کے صاحب زادے نے یہ رقم قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ حضرت کا مزار ہم اپنی جیب خاص سے خود بنائیں گے۔ چنانچہ چار ایکڑ زمین پر مزار شریف اور مدرسہ کی تعمیر آپ نے فرمائی۔ جس میں روحانی فیض کے ساتھ ساتھ علم ظاہری کے فیضان کا سلسلہ بھی شروع ہوا اور بے شمار مخلوق خدا اس سے فیض یاب ہوئی اس دینی مدرسہ سے فراغت حاصل کرنے والے طلباء شرق و غرب میں پھیل کر قرآن کے نور سے عالم کو روشن و منور کرنے میں مصروف ہو گئے۔

لوح مزار ○ آپ کے لوح مزار پر کندہ یہ اشعار آج بھی آپ کی عظمت و سطوت کی داستان بیان کر رہے ہیں۔

ولی خاص خدا حضرت ضایے معموم
کہ بود صاحب فضل و علوم بے پایان
مجدیہ نقشبندیہ نسب مشرب
محیط علم و ادب مقتدائے اہل جہاں
مرید و معقد و مخلصش شدند بے
زمر دم عرب و ہند و ترک و افغان
نديد درگہ شاہ و وزیر اہل دول
اگرچہ بر درار آمد ند بوسہ زناں

تصرفات بعد وفات۔ ○ آپ کے روحانی تصرفات آپ کی وفات کے بعد
بھی لوگوں نے بچشم سر مشاہدہ کئے، اہل نظر آج بھی آپ سے فیض یاب ہو رہے ہیں
اور انشاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک یوں ہی جاری و ساری رہے گا۔
اس سلسلے میں بعد وصال کے چند بصیرت افروز واقعات پیش خدمت ہیں۔
(1).....

کسی نے آپ کی وفات کے بعد آپ کی زمینوں سے کچھ غلہ رات کو چوری
کر لیا، لیکن اس نے کچھ اتنا زیادہ غلہ چوری کیا کہ جب وہ اسکو اٹھانے لگا تو وہ غلہ کی
بوری اس سے نہ اٹھ سکی، اتنے میں کسی نے پیچھے سے اس کو مخاطب کر کے کہا کہ جتنا
اٹھا سکو اتنا لے جاؤ..... اس نے جب مرکر دیکھا تو وہ خود حضرت ضایے معموم کی
ذات گرامی تھی یہ خوف زدہ ہو کر کانپ اٹھا اور ہمیشہ کے لئے چوری سے تائب
ہو گیا.....

زندہ ہوتے ہیں جو مرتے ہیں تیرے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
(2).....

حال ہی میں ایک سپرپاور روس سے افغانستان کی جو تاریخ ساز جنگ ہوئی
ہے اس جنگ میں افغانستان کو جانی و مالی بے پناہ قربانی دینی پڑی لاکھوں قیمتی جانوں کے

علاوه شر کے شرب مباری سے آن کے آن میں دیران کھنڈر بن گئے۔ جہاں بڑی بڑی
فلک بوس عمارتیں زمین بوس ہو گئیں وہاں بڑے اولیائے کرام کے مختلف مقامات پر
خوبصورت مزارات اور ان کی پر شکوہ گنبد بھی تباہی سے نہ فجع سکے اور مسماں ہو گئے
لیکن یہ حضرت ضایے معصومؐ کی سو سال کے بعد زندہ کرامت ہے کہ روسیوں نے کئی
بم آپ کے مزار شریف پر چینکے جو آپ کے گنبد شریف پر آکے گرے بھی لیکن آپ
کے مزار شریف اور گنبد شریف کو معمولی سا بھی نقصان نہیں ہوا کا..... اور آج بھی
آپ کا گنبد شریف اسی شان و شوکت کے ساتھ ارباب ذوق کے لئے مینارہ نور بنا ہوا
ہے۔

(3)....

حضرت مولانا محمد حفیظ آخوندؒ فرماتے ہیں کہ میں بوقت تعہد مسجد کی طرف
جارہا تھا میں اس مسجد میں امامت کرتا تھا اور اس ہی کے جوار میں حضرت کا مزار
مبارک ہے میں نے عالم مشاہدہ میں دیکھا کہ حضرت تشریف فرمائیں اور حضرت نے مجھ
کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ملا حفیظ! جاؤ ہمارے پوتے حضرت مختار جان آقا کے
مکان پر قلعہ کی دیوار پر جو خون لگا ہوا ہے اسے جا کر صاف کرو۔ چنانچہ میں آپ کی
حکم کے مطابق وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ واقعی جس مقام کی آپ نے نشاندہی فرمائی
تھی اس ہی مقام پر خون لگا ہے۔ میں نے اس کو صاف کیا۔ پھر پتہ چلا کہ یہاں چور
آئے تھے اور قلعہ میں داخل ہونا چاہتے تھے جن کو کسی نے اس طرح مارا کہ وہ زخمی
ہو کر یہاں سے بھاگ گئے بھاگتے وقت یہ ان کا خون یہاں لگ گیا۔

مدحیہ قصائد ○ افغانستان کے بعض نامور شعراء نے آپ کی زندگی میں بھی
اور آپ کے وفات کے بعد بھی آپ کی تعریف اور مدح میں بہت سے قصائد اور
اشعار تحریر کئے جن میں سے چند بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔ مرزا عبد الرحمن
الرجیمی جو نہ صرف اس زمانہ کے ایک نامور صوفی شاعر تھے بلکہ ایک باکمال روحانی
بزرگ بھی تھے انہوں نے آپ کی جناب میں یوں منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا

.....

برد صبا بدر حضرت ضیاء معصوم
کہ اویگانہ وقتست و رہنما معصوم
اے صبا حضرت ضیائے معصوم کے در پر حاضر ہو، کہ وہ یگانہ وقت و رہنما ہیں
بگو کہ ایں ہمہ خویتو خوب و بویتو خوش
خدا پرست و صفا کار و بے ریا معصوم
کہو کہ آپ کے عادات و خصائص بہت خوب ہیں اور آپ خدا پرست، صفا کار اور
بے ریا ہیں۔

زبور یائے تو بئے ریا نشنید
کہ جسم و جان تو پاک است و بے ریا معصوم
کسی کو آپ کے "بوریہ" سے بئے ریا کبھی نہیں آئی آپ کی ذات پاکیزہ اور ریا سے
مبرا تھی۔

دے کہ کاتب قدرت کشیدہ نقشہ کن
نوشتہ نام ترا خامہ قضا معصوم
جس وقت کاتب تقدیر نے کائنات کا نقشہ بنایا اس وقت قضا و قدر کی قلم نے آپ کا
نام ہی معصوم رکھا۔

وجود اقدس تو دستہ گل سور یست
کہ سر کشیدہ خوش از گلشن عطا معصوم
آپ کا وجود اقدس سرخ پھولوں کا گلدستہ ہے جو حضرت عطاۓ معصوم کے گلشن سے
ظاہر ہوا ہے۔

توئی زروئے تشرف، عجیبہ مخزن فیض
کہ خاک پائے تو شد ہچو تو تیا معصوم
آپ کا وجود شریف عجیب فیوضات کا مخزن ہے آپ کے پاؤں کی خاک آنکھوں کا سرمہ
ہے۔

بدرد و غم نشد خاطرت کمال و ملال

کہ دادہ رشتہ زکف برکف معصوم
آپ کا مزاج شریف درد و غم سے متاثر نہیں ہوتا کیونکہ آپ نے اپنا معاملہ اللہ کے
سپرد کر دیا ہے۔

ہزار شکر کہ باز آمدی ز درگہ دوست
بصد تجل و انوار و صد ضیاء معصوم
ہزار شکر ہے کہ آپ دوست کے دربار سے (زیارت حرمین شریفین کے بعد) انوار و
جمال کے ساتھ تشریف لائے۔

سزد کہ خاک درت اہل دل کشید پچشم
کہ باز آمدی از خانہ خدا معصوم
اہل دل کو چاہئے کہ آپ کے در کی خاک کو سرمه بنائیں کہ آپ پھر خانہ خدا سے
تشریف لائے ہیں۔

چهار باغ تو از پر تو تو گشہ صفا
کہ خوش رسیدہ از مرودہ و صفا معصوم
چهار باغ آپ کے پر تو سے صفا یعنی پاکیزہ ہو گیا کیونکہ آپ صفا و مرودہ سے ہو کر آئے
ہیں

عجبیہ گوہر پا کی زموج قلزم عشق
کہ کس دگر نبود چوں تو دل کشا معصوم
عشق کے سمندر کی لہوں کے آپ ایک عجیب موتی ہیں کہ کوئی ایسا دوسرا دل کشا
آپ سانہ ہوا۔

نژاد پاک تو از خاندان فاروقی است
کہ مر جناب ترا خواندہ اولیاء معصوم
آپ نسباً فاروقی ہیں اسی لئے اولیاء بھی آپ کو معصوم کرتے ہیں۔
نگاہ قدس تو دارد اثر زجوش بطون
کہ ہست بام و درت خویش و اقرباً معصوم

جذبہ باطنی کے باعث آپ کی نظر مقدس میں وہ اثر پیدا ہو گیا ہے کہ آپ کا گھر بار اور عزیز و اقارب سب معصوم ہو گئے۔

توئی باصل و نب مقتدائے اہل زمن
خجستہ منظر و خوش خلق و خوش ادا معصوم
آپ ہی اپنے حسب و نسب کے لحاظ سے زمانہ کے پیشوا ہیں آپ بہت خوبصورت،
خوش اخلاق، اور دل ربا اداوں والے ہیں۔

زیکرہ روئے تو خوب است و خوئے تو ہمہ خوش
کہ ندیدہ چشم فلک چوں تو مہ لقا معصوم
آپ اتنے خوبصورت اور اتنی اچھی عادات والے ہیں کہ چشم فلک نے آپ جیسا کوئی
مہ لقا نہیں دیکھا۔

زمزلات تو کیواں یکیست پائیہ پست
کہ ہست راز تو با حضرت خدا معصوم
آپ کے مرتبہ کے سامنے بادشاہوں کے مرتبے بھی بیچ ہیں اس لئے کہ آپ کی
رازداری اور آپ کا تعلق تو اللہ تعالیٰ سے ہے۔

بعصمت تو نیر زند زاہدان زیں
کہ رفتہ نام شریف تو تاتا سما معصوم
دنیا کے زاہد آپ کی پاک دامنی کو نہیں پہنچ سکتے کہ آپ کی پاکدالی کا شرہ تو آسمان
تک پہنچا ہوا ہے۔

بیک نگاہ تو صد جذبہ میر سد بظہور
کہ چوں تو کس نبود شیخ و پارسا معصوم
آپ کی ایک توجہ سے سینکڑوں جذبے ظاہر ہو جاتے ہیں کیونکہ آپ جیسا کوئی بزرگ و
پارسا نہیں ہے۔

ہزار شگر کہ دیدم ترا بخواب و خیال
شگفتہ رخ چو سمن خوب و خوشنما معصوم

ہزار شکر کے میں نے اپنے خوابوں اور خیالوں میں آپ کا پھول جیسا کھلا ہوا چڑھا جو بہت خوشنما تھا وہ دنیکھ لیا۔

منم چو خاک درت کیما شوم چہ عجب
کہ خاک را کند از دیده کیما معصوم
میں آپ کے در کی خاک کی طرح کیما ہو جاؤں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ آپ کی نظر تو خاک کو کیما بنادیتی ہے۔

نمہل قد تو از باغ شاہ سرہند یست
کہ نیست سرو دگر چوں تو دل ربا معصوم
آپ کی قد کا پودا شاہ سرہند کے باغ سے ہے کہ کوئی اور سرو آپ جیسا دل ربا نہیں
ہے۔

میان انجمت خلو تت و حم ہمه راز
کہ میزنی بہ جگر نقش بے ریا معصوم
آپ کی انجمن میں خلوت بھی ہے اور راز ہی راز ہے کہ آپ دل پر پوشیدہ نقش بٹھا
دیتے ہیں۔

بغائبانہ روبدی دلم زکشف قلب
بدان طریقہ توئی قطب دل ربا معصوم
آپ نے غائبانہ طور پر کشف کے ذریعہ میرے دل کو اپنا گردیدہ بنالیا اس راستہ میں تو
آپ ہی قطب دل ربا ہیں۔

بدیں نعط خن از شاعران نمی آید
چرا کہ کردہ خیال مرا رسما معصوم
اس ڈھنگ سے شاعروں کے ذہن میں مضامین نہیں آتے میرے خیال کو تو آپ نے
رسا بنادیا ہے۔

بنقش اقدس اللہ مجدد ہمه دل
زقوم متqi و خیل اصفیاء معصوم

اللہ کے مقدس نقش سے سب دلوں کو جیت لیتے ہیں کہ آپ قوم اتفیاء اور قبیلہ اصفیاء ہیں۔

پئے امام مجدد کے جد امجد اوست
چہ می شود کہ کند ختنہ را دعا معصوم
حضرت امام مجدد کی خاطر سے جوان کے جد امجد ہیں اگر حضرت معصوم مجھ ختنہ کے
لئے دعا فرمادیں تو کیا بڑی بات ہے۔

نگویم ایں کہ منم تختم شنزدہ خان نواب
منم گدائے در شاہ با صفا معصوم
میں یہ نہیں کہتا کہ میں نواب شنزدہ خاں کی اولاد میں سے ہوں میں تو شاہ پا صفا حضرت
معصوم کا منگتا ہوں۔

بُگیر دست مرا اے امام پاک جہاں
بِشکو آنکہ ترا کردہ کبریا معصوم
میری دشگیری فرمائیے اے امام پاک جہاں، اس شکرانہ میں کہ آپ کو اللہ نے معصوم
بنایا ہے۔

رجیمی از غم دل نالہ می کند ہیمات
زدرد بھر رخ حضرت ضیا معصوم
اے رجیمی.....! افسوس دل ان کے غم اور ان کے درد بھر میں نالہ کناں ہے۔
ہزار وسہ صد وسی سنه است و دوئے دگر
کہ آمد از در سلطان انبیاء معصوم
ایک ہزار تین سو پتھسو اس سال تھا کہ آپ حضرت سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
سے کے دربار سے ہو کر آئے۔

کلام شیر احمد ○ اس ہی زمانہ کے ایک اور نامور شاعر جناب شیر احمد نے آپ کی وفات پر یہ اشعار تحریر کئے جس میں آپ کے فضائل و مناقب کے ساتھ ساتھ آپ کی تاریخ وفات کا بھی ذکر ہے۔

حیف کہ زدھر مرشد ما رفت
دز غمش جاں زپیرو برنا رفت
افوس کہ زمانہ سے ہمارے مرشد تشریف لے گئے اور ان کے غم میں بوڑھے اور جوانوں کی جان نکل گئی۔

عارف بزرگ ولی کامل عارف
قطب اقطاب غوث دینا رفت
عارف کامل، ولی بزرگ، قطب الاقطب، غوث وقت دنیا سے تشریف لے گئے۔
شمع بزم طریقت و ایقان
سرور اہل فضل و معنی رفت
بزم طریقت و ایقان کی شمع اور اہل علم و فضل کے سردار تشریف لے گئے۔
رہبر عالمیاں مقتداء
خلاص را ملاز و بجا رفت
جهان کے مقتداء و رہنماء اور مخلصین کے همیجاء و ماوی تشریف لے گئے۔
آہ ازیں بخت بد کہ از برا
پیر روشن ضمیر وانا رفت
آہ یہ بد نصیبی...! کہ ہم میں سے پیر روشن ضمیر اور مرشد زیر کو دانا تشریف لے گئے۔

خبر ر حلتش کہ در عالم
ہر کہ بشنید از و شکیبا
آپ کے وصال کی خبر دنیا میں جس نے بھی سنی وہ بے قرار ہو گیا۔
ناہ مرید حضرت انش

از زمین جانب ثریا رفت

آپ کے مریدوں کی آہ و فغاں زمین سے آسمان تک پہنچ رہی ہیں۔

خانہ ہر کدام غم کدھ شد

آتش ماتمش سرپا رفت

ہر ایک کا گھر ماتم کدھ بنا ہوا ہے ان کے آتش غم سے ہر ایک بے حال ہے۔

بود ذاتش محیط فیض و کرم

آہ کان بحر فیض بخش رفت

ان کی ذات مورد فیض و کرم تھی افسوس کہ وہ فیض و بخشش کا سمندر اب نہ رہا۔

مرغ روحش ازیں سرائے معن

سوئے خلد از پے تماشا رفت

ان کی روح اس مشقت بھری دنیا سے خلد بریں کی طرف نظاروں کے لئے روانہ ہو گئی۔

از کرامات و خرق عاداً آتش

قصہ ہائے عجیب ببر جارفت

ان کی کرامات اور خرق عادات کے واقعات ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔

بود انفاس عیسوی اورا

او چو رفت آل دم مسیحا رفت

وہ مسیحانفس تھے ان کے جانے سے وہ مسیحائی جاتی رہی۔

بے تکلف از و بکام رسید

آن چہ کس را بدل تمنا رفت

ان کی خدمت میں جو حاضر ہوتا تھا اس کی دلی مراد پوری ہو جاتی تھی۔

بود ذاتش مجددی ب نب

مسکنش چار باغ و این جا رفت

آپ نسباً "مجددی" تھے آپ کا مسکن چمار باغ صفا تھا آپ وہیں سے رخصت ہوئے۔

نام او حضرت ضیاء معصوم
وہ کزیں اسم باسمی رفت

آپ کا اسم گرامی حضرت ضیائے معصوم تھا اور آپ اسی باسمی تشریف لے گئے۔

یعنی از کوہ کے الی پیری

دامن عصتن مصفا رفت

یعنی بچپن سے لے کر بڑھا پے تک آپ کا دامن عصمت پاک و صاف رہا۔

بود پر نور ایں وطن از وے

بعد اذیں وطن تجلی رفت

یہ وطن ان کے دم سے پر نور تھا ان کے تشریف لے جانے سے وہ انوار و تجلیات
چلے گئے۔

در گہش نگیہ گاہ شاہ و گدا

طالب خاص ذات مولا رفت

آپ کا آستانہ شاہ و گدا کا نہ کانہ تھا خاص اللہ کی ذات کا طالب دنیا سے چلا گیا۔

ترک دنیا نمود از کم و بیش

تاج فقرش بفرق زیبا رفت

ہر چیز سے آپ نے ترک دنیا فرمائی تاج فقران ہی کے سر پر زیبا تھا۔

کنج مسجد ہمیشہ بودش جائے

از ہماں مسجد و مصلیے رفت

ہمیشہ گوشہ مسجد ہی آپ کی قیام گاہ رہا اور مسجد ہی سے آپ تشریف لے گئے۔

فرد اکمل بعالم تجید

وا قف سر شرا غرا رفت

علم تجید کی آپ کامل ترین ذات تھے اور شریعت غرا کے واقف اسرار تھے

کامل اندر چهار گانہ طریق

کہ ازاں فیض او بہر جارفت

طریقت کے چاروں سلاسل میں آپ کو کمال حاصل تھا اور آپ کے ذریعہ یہ فیض ہر طرف پھیل گیا۔

رشتہ ہائے طریقتش از هند

تا بروم عرب بخارا رفت

ان کے طریقت کے سلسلے ہندوستان سے لے کر روم عرب اور بخارا تک جا پہنچے۔

آن قدر خلق کردہ بیعت ازو

کہ حابش زحد احصی رفت

لوگ اس قدر ان سے بیعت ہوئے کہ حاب سے باہر ہے۔

روزاو در صایم و شب بقیام

دل ذکر خفیش گویا رفت

دن انکے روزوں میں اور راتیں قیام میں گزرتی تھیں اور دل ذکر میں جاری رہتا تھا۔

نور حق از جبیں او ظاہر

راز پنهان از و ہوید رفت

نور حق ان کی پیشانی سے چمکتا تھا اور پوشیدہ راز ان سے آشکارا ہوتے تھے۔

خوش لقا خوش خصال و خوش گفتار

صادق القول و صدق پیرا رفت

خوب صورت خوب سیرت شیریں زبان اور قول و فعل کے سچے تشریف لے گئے۔

بلبل و ععظ بود و طوطی پند

بلبل و طوطی شکر خارا رفت

باغ و ععظ و نصیحت کے وہ شیریں زبان طوطی و بلبل تشریف لے گئے۔

سال ہائے دراز در کعبہ

معتکف بود ہم بہ بطحہ رفت

سالوں آپ خانہ کعبہ میں معتکف اور حرم نبویؐ میں حاضر رہے۔

عمرو و حج و روضہ را دریافت

گاہ این جا و گاہ انجا رفت
کبھی آپ حج و عمرہ کے لئے مکہ معظمہ میں ہوتے تھے تو کبھی روضہ رسول کی زیارت
کے لئے مدینہ منورہ میں ہوتے تھے۔

طائر آستان قدسی بود
کرو پرواز و از نظر ہا رفت
آستان قدس کے آپ طائر تھے، پرواز کرتے اور آنکھوں سے او جھل ہو جاتے تھے۔
اسلام خرس بود مخلصش
ہر دورا خوش بہم تو لا رفت
مسلمانوں کا بادشاہ انکا عقیدت مند تھا یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے محبت
کرتے ہوئے گئے۔

شah گیتی سراج ملت و دیں
چوں ازیں و دہر بے مواسا رفت
دنیا کا بادشاہ سراج الامت و دین اس دنیا سے بے یار و مددگار گیا۔
دشمن آل شاہ را چو کرو شہید
مرغ جانش بشاخ طوبی رفت
بادشاہ کو جب دشمن نے شہید کر دیا تو اس کی روح جنت کو سدھا رگئی۔
کله خورده بود چوں برسر
روحش از تن بعرش والا رفت
چونکہ اس کے سر پر گولی لگی تھی اس لئے اس کی روح عرش معلیٰ کو پرواز کر گئی۔
در ہماں روز درد سر ایں را
آمد و عافیت ز اعضاء رفت
اسی روز آپ کے سر میں درد ہوا اور آپ علیل ہو گئے۔

یازده روز در فراش افتاب
دزپئے آن رفیق یکتا رفت

گیارہ روز آپ صاحب فراش رہے اس کے بعد رفق اعلیٰ سے جا ملے۔

آفریں ۱ بر چنیں وفا داری
کہ محب و حبیب یک جا رفت
آفریں ہے اس وفاداری پر کہ محب اور حبیب یکجا ہو گئے۔

در غم آل امیر ایں درویش
عیش یک عالم بے یغما رفت
امیر کے غم میں اس درویش نے اپنی زندگی قربان کر دی۔

یارب ایں ہر دورا بخلد را بساں
کال شہید است و ایں بتقوی رفت
اے اللہ ان دونوں کو جنت میں پہنچا کہ ایک ان میں سے شہید ہے اور ایک متqi۔

گر بگوید کے کہ آل حضرت
کے ز دنیا بدار عقبی رفت
اگر کوئی پوچھے کہ حضرت دنیا سے عقبی کب تشریف لے گئے۔

بست دنه از جمادی الاول
روز دو شبہ آن دل آرا رفت
۲۹ جمادی الاول بروز پیروہ دل ربا تشریف لے گئے۔

فلکر شیر احمد از پئے تاریخ
ساعتے محو گشت و از جارفت
شیر احمد کو تاریخ نکالنے کی فلکر ہوئی تھوڑی دیر سوچا اور سوچ میں گم ہو گیا۔

پس ز اندیشه سر کشید و گفت
سید التقیاء ز دنیا رفت
سوچنے کے بعد سر اٹھایا اور کہا کہ متقيوں کے سردار دنیا سے تشریف لے گئے (۱۳۳۷)۔

○ حضرت کے وصال پر اس علاقہ کے ایک اور نامور شاعر کلام ملا طوطی

کا آپ کی منقبت میں ایک طویل قصیدہ ہے اس سے چند اشعار.....

بحر رحمت فیوض بھانی

قطب عالم فروغ ربانی

آپ فیوضات بھانی کے دریائے رحمت ہیں اور فروغ ربانی کے قطب عالم ہیں۔

واقف ملکوت عالم سر

اہل کشف علوم روحانی

آپ عالم ملکوت کے واقف اسرار ہیں اور علم روحانی کے کاشف اسرار ہیں۔

رہبر علوی بزم عالم

پ تو کشف ہائے پہنچانی

علم علوی کی بزم کے آپ رہبر و رہنماء ہیں اور سربست رازوں کے آپ مظہر ہیں۔

بحر اسرار حضرت معصوم

فیض ابرار و فضل

حضرت خواجہ محمد معصوم کے اسرار باطنی کا آپ دریا ہیں آپ ابرار کا فیض اور اللہ کا
فضل ہیں۔

وصل انوار قرب نیچوئی

بر تر از ہر حجاب ظلمانی

آپ قرب الٰی کے انوار کا مرکز ہیں اور حجابات ظلمانی سے ماوراء ہیں۔

مجمع رمز ہائے اشراقین

منع علم ہائے قرآنی

آپ اشراقین کے اسرار و رموز کا مخزن ہیں اور علم قرآنی کا منبع پاس۔

محرم بزم گاہ لا ہو تی

سرور ملک عالمی جانی

آپ بزم لاهوت کے محروم اسرار ہیں اور عالم جانی کے سردار ہیں۔

آفتاب دلش نور فلک

بر زمین میکند در خشانی
آپ کی دل کے نور سے آسمان کا آفتاب زمین کو منور کر رہا ہے۔
ذات او نور عالم قدسی
روح او در فروغ حق فانی
آپ کی ذات عالم قدس کا نور ہے اور نور حق میں فنا ہے۔

دیگر شعرا کا کلام ○ مرزا محمد حسین راقم بھی اس علاقہ کا ایک نامی گرامی شاعر گزدرا ہے وہ سردیوں میں جب شدت برودت کے باعث ہر چیزِ مُنجد بے حس و بے جان ہو جاتی ہے اس وقت حضرت کی آمد سے شر میں جو گرمیٰ حیات پیدا ہوتی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے.....

.....(1).....

رسید مژده کہ در جنم شر جان آمد
محج وقت با حیائے مرد گاں آمد
رسید مژده کہ در صین شنت سرما
بہار زندگی و عمر جاؤ داں آمد

.....(2).....

ایک شاعر سر زمین چمار باغ جو آپ کی وجود مسعود کے باعث معرفت و حقیقت کی خوبیوں سے مہک رہی تھی اس کی خوش نصیبی کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہے.....

خوش نصیب آل چمار باغے با صفائے عطر بنیز
کز گلے گلزار او شد روئے زمین

خلفاء ○ افغانستان سے حمین شریفین کا آپ نے کئی بار سفر فرمایا، اور اس سفر کے دوران جس علاقہ سے آپ گزر جاتے تھے اور جس جگہ پر ایک بار آپ کے قدم لگ جاتے وہاں عشق و محبت اور معرفت و حقیقت کے گلشن آباد ہو جایا کرتے تھی

چنانچہ شرقند و بخارا، تاجکستان و ترکمانستان، ہندوستان و پاکستان اور ماوراء النهر کے علاقوں سے لے کر خود حین شریفین تک کے عوام و خواص بلکہ بڑے بڑے جریل علماء و صلحاء امراء وزراء مشائخ و اصفیاء ہزاروں کی تعداد میں اس چشمہ رحمت سے فیض یاب ہوئے، جن جن مقامات پر آپ نے جو ہر قابل پائے اور ان کو اس مقام رشد و ہدایت کے لائق پایا ان کو خلافت و اجازت کی عظیم دولت سے سرفراز فرمادیا۔ ایسے حضرات کی تعداد بہت کافی ہے لیکن ان کے ناموں پر ہم مطلع نہیں ہو سکے جن چند خلفاء کے متعلق معلوم ہو سکا ان کے امامے گرامی تحریر کئے جاتے ہیں.....

— حضرت مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری ” ○ ہندوستان میں حضرت ضیاء معصوم ” کے وہ نامور اور نہایت بالکمال خلیفہ ہیں جن کے ذریعہ اس سلسلہ کو ان علاقوں میں بڑا فروع حاصل ہوا۔ آپ ہندو پاک کے عظیم محدث مفتی اور بالکمال روحانی بزرگ حضرت شاہ محمد مسعود صاحب ” سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شرف بیعت رکھتے تھے اور آپ ہی سے اس سلسلہ میں صاحب مجاز تھے آپ کے متعلق یہ مشور تھا کہ جس کافر پر آپ کی نگاہ پڑ جاتی تھی وہ زنا ر توڑ کر غلامی مکھطفی کا طوق اپنے گئے میں ڈال لیا کرتا تھا۔

رکن دین آپ کی تبلیغ سے الور بھر میں
نور ایماں سے ہر شخص کا چرا چپکا
رہبری سے تری گمراہ بھی راہ حق پر آگر
کوئی کعبہ گیا اور کوئی مدینہ پہنچا
آپ ہی وہ خوش نصیب ہیں جن کو صرف پانچ واسطوں سے مصافیہ نبی کرم
صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ہی وہ نبی کے پچھے غلام ہیں جن سے
زندگی کے کسی مرحلہ پر بھی اتباع رسول ” کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹا آپ ہی وہ
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ” کی روحانیت سے خاص فیض یافتہ ان کے ایسے چیزیتے
اور منظور نظر ہیں جن کو سرہند شریف میں روضہ شریف کی تعمیر جدید کے وقت الور
سے بلا کر روضہ شریف کا سنگ بنیاد رکھنے اور اس کی تمام تعمیر نو کی نگرانی کرنے کا

شرف عطا ہوا۔

آپ ہی وہ مقبول بارگاہ مجد ہیں جن کی ٹوپی اوڑھ کر ہندوستان کا شاعر سیف جب حضرت امام ربانی کی آستانہ پر حاضر ہوا تو روضہ شریف سے آواز آئی "از کلاہ تو بوئے دوست می آیدیں" کہ تمہاری ٹوپی سے ہمارے دوست کی خوشبو آرہی ہے آپ ہی وہ سلطان الحند خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی سنجری کے خاص الطاف و کرم کا مورد ہیں جنہوں نے آپ کو خواب میں حکم فرما کے اجمیر طلب کیا اور اپنے پاس بلا کے عالم روحانیت میں ایک تحریر شدہ اجازت نامہ عطا فرمایا اور اس کی تصدیق کے لئے اسی وقت ایک شخص کو بیعت کے لئے بھیج کر عالم شہادت میں اس کی تصدیق بھی فرمادی۔ آپ ہی وہ فقیہہ اعظم ہیں کہ طہارت اور نماز کے مسائل پر جن کی تصنیف "رکن دین" نے عوام و خواص کو یکساں فیض پہنچا کر شرت دوام اور مقبولیت تام حاصل کی۔

آپ ہی وہ مبلغ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے بادیہ ضلالت میں بھکلے ہوئے ہزاروں بندگان خدا کے عقائد اور اعمال کی اصلاح کر کے ان کو شاہراہ ہدایت پر گامزن کر دیا بالخصوص قوم میوات سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد آج بھی ہندوستان اور پاکستان میں اپنے دلوں کو آپ کے نیپان سے روشن کئے ہوئے ہیں۔

آپ ہی وہ مردہ وصل سے سرفراز کئے جانے والے بندہ خاص ہیں جنہوں نے ایک ہفتہ پہلے جمعہ کے دن اعلان فرمادیا تھا کہ یہ فقیر کا آخری جمعہ ہے احباب ہم سے آخر بار مصافحہ کر لیں۔ پھر جب قفائے الہی کی رات آئی تو مغرب کے وقت اپنے غلاموں کو یہ کہہ کے رخصت فرمادیا کہ یہ فقیر کی آخری رات ہے اب ہمارا تھوڑا سا وقت دنیا میں رہ گیا ہے اس کو بھی عبادت میں برس کرنے دو..... اور اللہ اللہ کی ضرب لگاتے ہوئے ۲۰ روپے شوال المکرم ۱۳۵۵ھ کو اپنے محبوب رب کے پاس پہنچ گئے۔ آپ کے جسم انور کو الور (ہندوستان) میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ ہی وہ محبوب بارگاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں جن کو آخری وقت میں حضور سرور دو جہاں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر اولیائے کرام نے حکم دیا تو ان کے فرمان پر آپ نے اپنے صاحبزادے علم ظاہر و باطن کے مجمع الجرین حضرت شاہ مفتی محمد محمود الوریؒ کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ جنہوں نے اپنے والد گرامی کے فیوضات سے ہندو پاک کے چپہ چپہ کو روشن فرما کے ۳۰ اپریل ۱۹۸۷ء کو اس دارفانی سے رحلت فرمائی اور حیدر آباد سندھ میں راجپوتانہ ہسپتال کے قریب جامشورہ روڈ پر اپنی آخری آرام گاہ کو مر جمع فیضان اللہ بنادیا۔ ایسی کامل و اکمل ذات جو واقعی اسم باسی "رکن دین" یعنی دین کا رکن تھے جب زیارت حرمین شریفین کے لئے حجاز مقدس گئے تو خانہ کعبہ میں پہلی بار حضرت ضیاء معمومؒ کی نگاہ آپ پر پڑی انوار ولایت سے جگگاتی ہوئی پیشانی کو دیکھ کر حضرت ضیاء معمومؒ نے آپ سے فرمایا از شما معرفت سابقہ است۔

یعنی ان انوار و تجلیات کے باعث آپ بہت مانوس لگتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے آپ سے بہت پرانی شناسائی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہمیں خانہ کعبہ سے اشارہ ہوا ہے کہ جو ہمارے پاس روحانی نسبتیں ہیں وہ سب ہم آپ کو عطا کر دیں لہذا اس خدا کے عظمت والے گھر کے سامنے ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ ہم آپ کو عطا کرتے ہیں اور سلسلہ عالیہ نقش بندیہ قادریہ چشتیہ اور اویسمیہ کی اجازت و خلافت دیتے ہیں۔ اس کے بعد خود اپنے دست مبارک سے ایک اجازت نامہ مع اپنے شجرہ طریقت کے تحریر فرما کے عنایت فرمایا۔ آپ کے مبارک ہاتھوں کی لکھی ہوئی وہ تحریر ایک مقدس اور گران قدر سرمایہ ہے اور رحمتوں برکتوں سے بھرا ہوا ہمارے لئے ایک بیش بہا اٹاٹا ہے جس کو میرے والد گرامی حضرت شاہ مفتی محمد محمود الوریؒ جب پاکستان ہجرت فرما کے تشریف لائے تو اس ہنگامے میں اس کو نہ بھولے بلکہ اس کو اپنے سینہ سے لگا کر یہاں لائے اور آج بھی وہ با برکت قیمتی اور نادر دستاویز اس فقیر کے پاس بحمد اللہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور ہمارے لئے باعث برکت و فضیلت ہے۔

حضرت کے اس خلافت نامہ کی نقل مع عکس اور ترجمہ یہاں پیش کی جاتی

الله

مکرم حضرت رام را مددی خفت سے ہدر تدی رحم اللہ علیہ
 صرف حضرت صورہ عصر صوم غائب نہیں اور حضرت مددی رحم اللہ علیہ
 صرف رام بیار دن حضرت مددی رام را مددی عصر صوم
 صرف فسوم ص حاجی صوفی از رام را مددی عصر صوم حاجی علام محمد
 نادر صرف حاجی مددی عصر صوم حاجی علام محمد
 کندھاری اور حضرت حاجی مددی عصر صوم لہ میں مددی عصر صوم حاجی علام محمد
 و سندھ ریاضت عین اللہ عالمت و لفظ نگار رہے دینا و سب حضور خانہ
 و قیم زریں ریاضت عین اللہ عالمت و لفظ نگار رہے دینا و سب حضور خانہ
 و لفظ نگار رہے دینا و سب حضور خانہ
 معاشرت کر خواہ کر ذرکر دصل اللہ تو دعائیں کی جائید دایہ روحیں ایں ایں
 رکھنے لہوں کی دریا و دلار کر کر دھن ہر لوریقی کی کوتہ فیصلہ کا کر و مددی عصر صوم

مددی عالیہ قشیدیہ قادریہ حشیۃ اور اویسیہ کا اجازت نامہ
 شاہ رکن الدین کو مکر معظمیہ میں حضرت میتے موصوم کا عطا کر دے

الله

فرزند عزیز الوجود حاجی الحرمین الشریفین شیخ محمد رکن الدین سلمہ ربہ کے سابق مجاز بطریقہ مبارکہ نقش بندیہ بودند و ہستند ایں حقیر عباد اللہ قابلیت و لیاقت بشارالیہ دیدہ و یش بحضور خانہ کعبہ شریفہ زاد اللہ شرفا ایں خیال و قوع یافتہ بدل افتاد بطریقہ نقش بندیہ مجازاً و اوسمیہ کہ بایں حقیر است و بطریقہ قادریہ شریفہ و بطریقہ چشتیہ مزید اجازت کردم کہ حق تعالیٰ بفضل و کرم بے غایت خود کے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذوالفضل العظیم است فرزند محمد رکن الدین سلمہ ربہ وتلامذہ کہ داخل طریق شریف می شوند فیض یاب گردانیدہ بمقاصد خود ہا برساند و بعزمہ ہذا البیت المکرمہ زاد اللہ شرفا"۔

حیر عباد اللہ ضایے معصوم
از اولاد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
مر.....

.....ترجمہ.....

فرزند عزیز الوجود حاجی الحرمین الشریفین شیخ محمد رکن الدین سلمہ ربہ جو کہ طریقہ مبارکہ نقش بندیہ میں سابقہ مجاز تھے اور ہیں۔ اس حیر عباد اللہ نے ان مشارالیہ میں وہ لیاقت و قابلیت دیکھی، گزشتہ شب خانہ کعبہ کے حضور ہمارے قلب میں یہ بات آئی کہ طریقہ نقش بندیہ جس کا میں مجاز ہوں اور نسبت اوسمیہ جو اس حیر کے ساتھ مختص ہے اور طریقہ قادریہ شریفہ اور طریقہ چشتیہ کی میں ان کو مزید اجازت دوں۔ حق تعالیٰ اپنے بے پناہ فضل و کرم سے کہ جو ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ہے میرے فرزند رکن الدین سلمہ ربہ کو اور ان کے تلامذہ کو جو داخل طریقہ ہوں انہیں اس سے فیض یاب کرے اور ان کو ان کے مقاصد تک پہنچائے۔

حضرت ضایے معصوم نے جیسا کہ اپنے اس خلافت نامہ میں حضرت شاہ محمد رکن الدین کے لئے فرمایا کہ میں نے ان میں لیاقت و قابلیت دیکھی اسی لئے آپ کو

اس گوہر قابل کی بڑی قدر تھی اور آپ ان پر خصوصی شفقت و محبت فرماتے تھے جس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جب کبھی حضرت شاہ محمد رکن الدین آپ سے ملاقات کے لئے حجاز مقدس میں آپ کے در دوست پر حاضر ہوتے تھے تو اس وقت جو لوگ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے آپ ان سب کو یہ کہہ کر اٹھا دیا کرتے تھے کہ ہمیں مولوی صاحب سے تنائی میں کچھ باتیں کرنی ہیں، پھر بہت دیر تک خلوت میں معرفت و حقیقت سے لبریز باتیں فرمایا کرتے تھے اور طریقت کے سربستہ رازوں سے پر دے اٹھا کر قلب کو مرکز تحلی بنا دیا کرتے تھے۔

الحمد للہ یہ سلسلہ کرم آج بھی جاری ہے اور حضرت ضیائے معصومؐ کی اولاد امجاد اور آپ کے سجادگان اس نگ اسلاف راقم الحروف کو حضرت شاہ رکن الدینؐ سے نسبت اور تعلق کے باعث اس ہی خاص محبت و شفقت اور خصوصی الطاف و کرم سے نوازتے ہیں جو اس فقیر کے لئے ایک عظیم سرمایہ آخرت ہے اور انشاء اللہ ان حضرات کی یہ محبت ان کے آباء و اجداد کی اس فقیر پر نگاہ کرم کا ذریعہ بنے گی اور قیامت کے دن اس گناہ گار کی بخشش و مغفرت کا سبب بن جائے گی۔

مولانا غلام حیدر شاہ صاحب ○ آپ حضرت ضیائے معصومؐ کے اجلہ خلفاء میں سے ہیں آپ کی ولادت ۱۲۷۵ھ میں ہوئی آپ کے والد گرامی کا نام مولانا شاہ غلام سرورؓ تھا جو کہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا غلام حیدر شاہ صاحب موضع ہمکی شریف ضلع صوابی کے رہنے والے تھے آپ علوم ظاہری کی تحصیل کے لئے ہندوستان تشریف لے گئے جہاں آپ نے وقت کے بڑے بڑے نامور علماء سے علوم ظاہری کی تحریکی تھیں۔ علوم ظاہری سے فراغت کے بعد علوم باطنی کی تحریکی کے لئے آپ کو مرشد کامل کی تلاش ہوئی چنانچہ کسی نے آپ کو بتایا کہ فلاں جنگل میں ایک کامل بزرگ رہتے ہیں ان سے جا کر آپ بیعت ہو جائیں چنانچہ آپ ان کی تلاش اور جستجو میں گھر سے روانہ ہوئے دوران سفر ایک مقام پر آپ کو سخت بھوک لگی لیکن اس جنگل بیابان کے اندر کھانا کھاں سے آئے وباں تو دور دور تک کھانے اور پانی کا نام و نشان نہیں تھا آخر آپ نے اپنے رب کے حضور دعا کی کہ

اے اللہ....! میں اپنی کسی نفسانی خواہش کے لئے یہ سفر نہیں کر رہا بلکہ تیری معرفت حاصل کرنے کے لئے یہ کوشش اور جدوجہد کر رہا ہوں اور اس راہ میں یہ بھوک اور پیاس میرے لئے رکاوٹ بن رہی ہے اس کو دور فرمادے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور ابھی چند قدم آپ چلے کہ آپ کو اپنے سامنے ایک خوش نما خوانچہ عمدہ اور لذیذ کھانوں سے بھرا ہوا ملا، دور دور جب کوئی آدمی نظر نہ آیا تو آپ کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرمائے یہ سب کچھ غیب سے میرے لئے انتظام کیا ہے چنانچہ آپ نے وہ کھانا تناول فرمایا اور جیسے ہی آپ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہوئے اور تھوڑی دور جا کر آپ نے پچھے دیکھا تو وہ خوانچہ غائب ہو چکا تھا۔ الغرض آپ سفر کی منزلیں طے کرتے ہوئے اس مردو رویش کے پاس بیعت ہونے کے لئے پہنچ گئے جن کا پتہ لوگوں نے آپ کو بتایا تھا اس مرد کامل نے آپ کو رات کو اپنے پاس ٹھہرنے کے لئے کہا اور جیسے ہی صبح ہوئی اس نے آپ سے کہا کہ آپ جس مقصد اور مراد کے لئے یہاں آئے ہیں وہ میرے پاس نہیں البتہ آپ کی مراد اس مرد کامل کے پاس ہے جو عنقریب حمین شریفین سے واپس بمبئی کی بندرگاہ پر پہنچنے والے ہیں آپ فوراً جا کر ان سے ملیں اور وہاں جا کر اپنی تشنگی کو بجا میں البتہ آپ کے شوق اور استعداد کو دیکھتے ہوئے دو چیزیں آپ کو دیتا ہوں ایک باوے کتے کے کاٹے کا دم اور ایک ایسا عمل کہ جو کوئی آپ کو ستائے اور آپ اپنی انگلی پر دم کر کے اس کی گردن کی طرف اس انگلی سے اشارہ کریں گے تو اس کی گردن اس ہی وقت کث جائے گی اور آپ کا دشمن فوراً ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن حضرت شاہ غلام حیدرؒ نے ان دنوں عملیات میں سے مخلوق خدا کے نفع کی خاطر صرف باوے کتے کے کاٹے کا عمل قبول فرمایا لیکن دوسرے عمل کو قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ میں تو اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکتا ہوں لیکن آگے جا کر کیسی میری اولاد اس سے کوئی غلط فائدہ نہ اٹھائے اس لئے میں اس عمل کو قبول کرنے سے معدورت چاہتا ہوں الغرض اس مردو رویش کے ارشاد پر آپ بمبئی کی طرف روانہ ہو گئے جب آپ بمبئی کی بندرگاہ پر پہنچے تو اس ہی وقت حمین شریفین سے جہاز حاجیوں کو لے کر وہاں پہنچا تھا جن میں

حضرت خواجہ ضیائے معصومؒ بھی تھے حضرت ضیائے معصومؒ کی جوں ہی حضرت غلام حیدر شاہ صاحب پر نظر پڑی تو آپ نے ان کا نام لے کر فرمایا کہ غلام حیدر شاہ صاحب کو میرے قریب آنے دو۔

اپنے پاس بلا کر ان کو اپنی خاص نگاہ کرم سے نوازا، اپنے حلقة ارادت میں ان کو داخل کیا اور ان کی روحانی تربیت فرمائی مختصر سے عرصہ میں ان کو ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا اور اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمادیا۔

آپ اپنے مرشد کی توجہات کے باعث بہت جلد مرجع خلائق بن گئے ہزارہا لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ظاہری و باطنی فیوضات سے مستفیض ہونے لگے۔ آپ نے بہت سے لوگوں کی روحانی تربیت فرمائے کے ان کو مرتبہ کمال پر پہنچایا اور ان کو خلافت سے نوازا۔ چنانچہ آپ کے وہ مشهور خلفاء جنہوں نے آپ سے فیض لے کر مخلوق خدا کی ایک کثیر تعداد کو ان روحانی فیوضات سے مستفیض کیا ان کے امامے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا قاضی بابا جی صاحبؒ (موضع موہا شریف ضلع دری)

۲۔ حضرت حافظ شاہ زریں صاحبؒ (موضع تھانو ضلع صوابی)

۳۔ حضرت مولانا اکرم الدین صاحبؒ (نوشہرہ)

۴۔ حضرت مولانا شاہ منصور بابا جی صاحبؒ

حضرت شاہ غلام حیدرؒ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ خلافت دینے کے بعد اپنے خلفاء کو ہدایت فرماتے تھے کہ وہ بھی میرے مرشد خانہ پر حاضری دیں اور وہاں سے دعائیں اور فیوضات حاصل کرتے رہیں چنانچہ آپ کے خلفاء آپ کے حکم کے موجب چهار باغ صفا آگر حضرت ضیائے معصومؒ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ امیر حبیب اللہ خان نے اپنے ایک ملازم کو اپنے مرشد حضرت ضیائے معصوم کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ آپ سے ایک اہم معاملہ کے بارہ میں استخارہ کرنے کی گزارش کرے، جب اس ملازم نے آگر آپ سے استخارہ کے لئے عرض کیا تو اس وقت حضرت شاہ غلام حیدرؒ کے خلیفہ حضرت قاضی بابا جی صاحبؒ آپ کی خدمت میں

حاضری دینے کے لئے آئے ہوئے تھے آپ نے حضرت قاضی بابا جی صاحب" کو حکم فرمایا کہ امیر حبیب اللہ کے اس معاملہ کے لئے آپ استخارہ کریں، "قاضی بابا جی" نے ادب شیخ کو ملحوظ رکھتے ہوئے معدورت کی لیکن آپ نے ان کے روحانی مقام کو سمجھتے ہوئے ان ہی کو استخارہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے حسب ارشاد استخارہ کیا اور اس کے بعد بتایا کہ امیر حبیب اللہ کے لئے اس کام میں بہتری ہے۔ چنانچہ امیر نے وہی کام شروع کر دیا اور پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

حضرت غلام حیدر شاہ صاحب اپنے وقت کے جید عالم دین اور بہت بڑے روحانی پیشوں تھے۔ بالخصوص علم تفسیر علم حدیث اور علم فقه میں آپ بڑا عبور رکھتے تھے آپ نے تحریری طور پر بھی بہت سا علمی کام چھوڑا ہے جس میں مسجد ضرار پر آپ کا ایک تحقیقی مقالہ ہے حیض و نفاس پر ایک تصنیف ہے "وما اہل بہ لغير اللہ" کے موضوع پر آپ کی ایک تالیف ہے اس کے علاوہ بہت سے آپ کے تحقیقی فتوے بھی ہیں۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے۔

۱۔ حضرت مولانا حبیب النبی صاحب"

۲۔ حضرت مولانا ولی النبی صاحب"

۳۔ حضرت مولانا مطیع النبی صاحب"

آپ کے یہ تینوں صاحب زادے بڑے بلند پایہ عالم و عارف گزرے ہیں اور ان تینوں کو حضرت خیائے معصوم" کے صاحبزادے حضرت قبلہ شاہ غلام محمد مجددی" سے سلسلہ عالیہ نقش بندیہ میں شرف بیعت حاصل تھا۔

حضرت غلام حیدر شاہ صاحب" نے اپنے تین صاحبزادوں کے جو نام رکھتے ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنے نبی سے کس قدر والماہ محبت اور عقیدت تھی۔

حضرت کے وصال کو چند ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ آپ نے اس دارفانی سے رحلت فرمائی اور اپنے دوست کے پیچے پیچے ان کے پاس پہنچ گئے۔

آپ نے تریسھ (۶۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔

اَنَّ اللَّهَ وَانَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

عزیز مکہ ○ آپ کے حرم شریفین کے زمانہ قیام کے دوران مکہ کے گورنر جو اس وقت عزیز مکہ کے نام سے جانے جاتے تھے بڑے صاحب علم اور صاحب حال بزرگ تھے وہ بھی آپ کے حلقة ارادت میں شامل ہو گئے اور آپ سے سلسلہ عالیہ نقش بندیہ میں اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حاجی محمد سرور خان ○ آپ افغانستان میں کابل کے ایک علاقہ میدان کے رہنے والے تھے، حضرت کی صحبت میں رہ کر مدارج سلوک طے کئے جب طریقت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے تو حضرت نے آپ کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ اکثر حضرت کے ہم سفر بھی رہے۔

حاجی غلام نقش بند خان ○ آپ افغانستان میں کابل کے ایک علاقے "بیاۓ خودی" کے رہنے والے تھے۔ حضرت کی فیض نظر نے آپ کو سلوک کی راہیں طے کر کے منزل مقصود سے ہمکنار فرمایا اور اجازت و خلافت سے سرفراز کر کے مخلوق خدا کی رہبری و ہدایت کا کام ان کے سپرد فرمادیا۔

حاجی محمد زادہ صاحب ○ افغانستان کے اندر کابل کے مغرب میں "وردک" صوبہ کے آپ رہنے والے ہیں۔ ایک عرصہ حضرت کی خدمت میں رہ کر اپنی باطنی تکمیل کی اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔

ملا رحیم داد اخوند ○ آپ افغانستان کے ایک علاقہ لوگر کے بڑے مشہور اور کامل بزرگ گزرے ہیں آپ کے روحانی فیضان سے وہ علاقہ بڑا فیض یاب ہوا۔ آپ بھی اسی چشمہ ہدایت و معرفت کے فیض یافتا اور اس ہی مرد درویش حضرت شاہ ضیاء مصوص کے اجازت یافتے ہیں۔ اس ہی علاقہ میں آپ کا مزار مرجع مخلصاں ہے۔

محمد حسن المیمنی ○ آپ مدینہ منورہ کے باشندے ہیں اور وہیں تجارت

فرمایا کرتے تھے حضرت کے زمانہ قیام حرمین شریفین کے دوران آپ کے فیض صحبت سے مستفیض ہو کر دانائے رموز طریقت بنے اور قبائے خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت محمود الحسن صاحب آج کل مسجد غمامہ کے خطیب ہیں اور بڑے صاحب نسبت بزرگ ہیں۔ گذشتہ سال جب کراچی تشریف لائے تو حضرت خواجہ غلام محمدؒ کے عرس شریف میں حاضر ہوئے اور آخر میں بڑے جذب و کیف کے ساتھ صلوٰۃ و سلام بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کیا۔ اس فقیر کو بھی اس ہی مبارک موقع پر آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

مولانا غلام قادر صاحب ○ صوبہ سرحد کے ایک قبائلی علاقہ ”تیرہ“ کے ایک بڑے مشور و معروف بزرگ گزرے ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی مولانا غلام قادر صاحب تھا وہ بھی اپنے وقت کے کاملین اولیاء اللہ میں سے ہوئے ہیں۔ تیرہ میں ان کی خانقاہ بھروال شریف کے نام سے مشور و معروف ہے اس علاقہ میں آپ کے مریدین و معتقدین کی ایک کثیر تعداد ہے، یہ آستانہ بھی اس ہی حضرت موصومؓ کی ضیاء سے روشن و مستنیر ہے اور حضرت ضیائے موصومؓ سے ہی آپ کو اجازت و خلافت حاصل ہے۔ جبکہ آپ کے صاحب زادے حضرت پیر بہاؤ الحق بھی کاملین اولیاء اللہ میں سے ہوئے ہیں ان کو حضرت ضیائے موصومؓ کے صاحب زادے حضرت پیر غلام محمد سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

وہ ملا صاحب تالقان ○ افغانستان کے ایک مشور علاقہ ”تالقان“ کے ایک بڑے باکمال اور صاحب نسبت بزرگ گزرے ہیں جو وہ ملا صاحب تالقان کے نام سے معروف و مشور ہیں وہ بھی اس ہی آفتاب علم و عرفان کی تابانیوں سے صنوبریز و ضیاء بار تھے، اور ان کو بھی اس ہی درس سے اجازت و خلافت کا شرف حاصل تھا۔

برادران گرامی ○ حضرت خواجہ ضیائے موصوم رحمتہ علیہ کے تین برادران گرامی تھے۔ ۱۔ حضرت غلام جیلانی جان آغا ۲۔ حضرت محمد امین جان آغا ۳۔ حضرت مولانا محمد سعید جان آغا رحمہم اللہ تعالیٰ یہ تینوں اپنے وقت کی بڑی

برگزیدہ اور بزرگ شخصیات گزری ہیں اور بہت سے لوگ ان حضرات کے فیوضات سے مستفیض ہوئے ہیں بالخصوص آپ کے بھائی حضرت مولانا حافظ محمد سعید جان مجددی اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم عارف مجاهد اور غازی تھے اور سلسلہ عالیہ نقش بندیہ اور قادریہ میں صاحب اجازت و خلافت بھی تھے۔ آپ نے انگریزوں کے خلاف جہاد میں بڑھ کر حصہ لیا اور مشرق افغانستان کے محاذ پر مجاهدین کی قیادت آپ کے ہاتھ میں تھی دوسری جنگ عظیم میں افغانستان کے غیر جانبدار رکھنے کا پیشرا آپ نے اور حضرت صاحب نور المشائخ نے انھایا تھا جس کا افغانی عوام اور اس وقت کے افغان حکمرانوں نے جرگہ میں فیصلہ کر کے اس کو قبول کیا اور اس فیصلہ کی وجہ سے ایک طرف افغانستان اس جنگ میں غیر جانبدار رہ کر عالمی جنگ کی تباہ کاریوں سے بچ گیا اور دوسری طرف وہ سینکڑوں جرمن باشندے جو افغانستان کے اندر مختلف منصوبوں میں مصروف کار تھے اور جن کو انگریز گرفتار کر کے ان کو قتل کرنا چاہتے تھے وہ ان ہی مشائخ کی مومنانہ فراست اور بصیرت کے باعث سلامتی کے ساتھ اپنے گھروں تک پہنچ گئے۔

اولاد امجاد ○ حضرت ضیائے معصومؐ کی شادی حضرات سوات یعنی علاقہ سوات کے ایک علمی اور روحانی مجددی خاندان میں ہوئی۔ آپ کی زوجہ محترمہ نہ صرف یہ کہ مکمل حافظہ قرآن تھیں بلکہ بڑی عابدہ اور زاہدہ بھی تھیں۔ ان کے شب و روز تلاوت قرآن درود و استغفار اور دیگر عبادات اللہ تعالیٰ میں بس رہتے تھے۔

آپ کی عفت و پاک دامنی اور ورع و تقوی کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی کو بلانے کی ضرورت ہوتی تھی تو آپ نے اپنے پاس دو پتھر کھے ہوئے تھے ان کو نکرا کر جو آواز پیدا ہوتی تھی اس کے ذریعہ آپ کسی کو بلایا کرتی تھیں، کبھی آواز دے کر کسی کو نہیں بلایا، کہ کہیں کوئی غیر محروم یہ آواز نہ سن لے۔

رزق حلال پاک اور طاہر غذا جو قبول عبادت اور حصول ولایت کی پہلی شرط ہے اس میں آپ کی احتیاط کا عالم یہ تھا کہ صرف اپنے حصہ کی زمین سے جو گندم آتی تھی اس سے سال بھر تک آپ گھر کا کھانا تیار کرتی تھیں اور وہ بھی اس طرح کے

پہلے اس گندم کو دھلوا کر مسجد کی مقدس اور متبرک چھت پر حصول برکت کی غرض سے اس کو سکھادیا جاتا تھا پھر پن چکی کو دھلوایا جاتا تھا اور اس صاف ستری چکی میں پھروہ گندم پسوائی جاتی تھی۔ آپ ہمیشہ باوضو رہا کرتی تھیں آپ نے اپنے شوہر اور وقت کے ولی کامل حضرت خیائے معصومؐ کی بڑے دل و جان اور ادب و احترام سے خدمات انجام دے کر ان کی رضاۓ قلبی حاصل کی اور اس کے صدقہ ولایت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئیں۔

جہاں ماں اور باپ دونوں ولایت کے آفتاب و ماہتاب ہوں وہاں پھر کیوں نہ ان کی گود میں معرفت و طریقت کے کواکب تباہ چمکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خیائے معصومؐ کے یہاں دو صاحب زادے ہوئے ایک حضرت شاہ غلام قادر (المعروف بہ حضرت شنزادہ جان آغاؓ) اور دوسرے حضرت شاہ غلام محمد (المعروف بہ حضرت میاں جی جان آغاؓ) اور یہ دونوں صاحب زادے حقیقت و معرفت کی اوچ ٹریا پہ پہنچے اور آسمان ولایت کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔

حضرت شاہ غلام قادرؒ

آپ حضرت خواجہ خیائے معصومؐ کے بڑے صاحبزادے ہیں جو حضرت شنزادہ جان آغاؓ کے نام سے مشور و معروف تھے آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل حضرت مولانا غلام حیدر شاہ صاحب سے کی جو حضرت خیائے معصومؐ کے خلفاء میں سے تھے اور اس وقت کے مقتدر علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا علوم باطنی کی تکمیل آپ نے اپنے والد گرامی سے کی اور ان ہی سے تینوں طریقوں میں اجازت و خلافت حاصل کر کے مخلوق خدا کو خوب فیض پہنچایا۔ اس وقت خانقاہ شریف کی تمام خدمات اور اسکے تمام انتظامات آپ ہی کے سپرد تھے اور آپ ہی کی زیر نگرانی انجام پاتے تھے۔ آپ نہایت خلیق اور بڑے بلند اخلاق کے مالک تھے انتہائی خوش خلق اور لوگوں پر بہت شفقت و محبت فرمائے والے فرشتہ صفت انسان تھے۔ آپ کے والد گرامی آپ سے بہت زیادہ محبت فرماتے تھے آپ نے اپنی ساری زندگی عبادت و ریاضت اور

خالق خدا کی ہدایت اور خدمت میں گزاری بادشاہ امراء رؤسائے فقراء و غرباء صوفیاء اور علماء الغرض ہر طبقہ میں آپ یکساں مقبول تھے اور ہر ایک آپ کی عزت کرتا تھا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی فیض حاصل کرتا تھا آپ سے بہت سی خرق عادات اور کرامات کا بھی ظہور ہوا آپ شریعت مطہرہ پر سختی سے کاربند تھے اور خلق خدا کو بھی شریعت محمدی پر عمل کرنے کی تلقین و تاکید فرمایا کرتے تھے ہزارہا لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

اپنے والد گرامی کو بہت محبوب اور عزیز تھے۔ ایک دفعہ آپ تعلیم کی غرض سے کہیں شر سے باہر تشریف لے جا رہے تھے تو اپنے والد گرامی کی خدمت میں رخصت ہونے کے لئے آئے آپ نے اپنے اس محبوب لخت جگر کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا جاؤ تم کو خدا کے سپرد کیا..... وہ رخصت ہو کر سفر پر روانہ ہو گئے ابھی آپ کچھ ہی دور گئے تھے کہ کسی سوار نے آکر حضرت کو خبر دی کہ آپ گھوڑے پر سے گر گئے ہیں اور آپ کا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے، حضرت نے فرمایا میرے بیٹے کو یہ تکلیف میری وجہ سے پہنچی ہے کیونکہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر جا رہا تھا تو اس وقت میں نے اس کو کہا تھا کہ جاؤ تمہیں خدا کے سپرد کیا..... لیکن پدری محبت سے مجبور ہو کر میرا خیال بار بار اس ہی کی طرف لگا رہا تھا اور اس کو بار بار دیکھتا رہا کہ وہ خیریت سے جا رہا ہے یا نہیں..... خدا کو ہمارا یہ انداز پسند نہیں آیا کہ جب ہمارے سپرد کرو یا پھر اس کی طرف سے فکر مند ہونے اور تشویش میں مبتلا ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

لیکن رب کو بھی اپنے اس محبوب و مقبول بندے حضرت ضایے معصومؐ کی ابھی اور بھی آزمائش مطلوب تھی، ابھی اس سے بھی زیادہ سخت امتحان ان کا مقصود تھا چنانچہ آپ کا یہی قابل و لائق صاحب زادہ علم اور عمر کے شباب کی منزل کو پہنچا یعنی جب ان کی چالیس سال کی عمر ہوئی تو آپ اپنے نہایت شفیق اور بے حد پیار کرنے والے بوڑھے والد گرامی کو چھوڑ کر ان کی دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے، ذرا غور فرمائیے کہ جس والد گرامی کو اپنے اس چیزتے بیٹے سے اتنی محبت ہو کہ چند لمحوں کی جدائی برداشت نہ ہوتی ہو اور سفر پر روانہ کرنے کے بعد مسلسل ان کی طرف توجہ

فرماتے رہے جب یہ آپ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر سفر آخرت پر روانہ ہوئے ہوں گے اس وقت آپ کے قلب پر کیا بنتی ہوگی۔ کسی شاعر کا یہ کلام آپ کے اس وقت کے قلبی احساسات و جذبات کی عکاسی کرتا ہے.....

اے وائے کہ رفت راحت جان و تنم
ہم طاقت و ہم صبر رمید از بدنم
یارب زکجا رسید ایں با و سوم
وا سوخت تمام برگ و بار چمنم

لیکن قربان جاؤں اس پیکر صبر و استقامت کے کہ اس لرزہ خیز امتحان سے بھی بڑی ثابت قدی کے ساتھ گذر گئے۔ زبان پر کوئی شکوہ نہ آیا۔ چونکہ یہ بڑا سخت وقت تھا اور یہی کڑا امتحان تھا کسی وقت بھی پیارے اور حسین بیٹے کی یاد اور جدا یگی صبر کے بندھن توڑ سکتی تھی، پائے استقلال میں لغزش لاسکتی تھی اس لئے حضرت نے اور آپ کی الہیہ یعنی صاحب زادہ والا شان کی والدہ محترمہ نے یہ احتیاط فرمائی کہ انتقال کے وقت اس کرہ سے دور چلے گئے کہ کہیں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے اور اپنے رب کے حضور کوئی بے ادبی کا کلمہ کہیں زبان سے نہ نکل جائے۔
کچھ دیر کے بعد جب آپ کو اس عظیم صاحب زادے کے انتقال کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا.....

آواز لکنگ را شش ماہ پیش در قبرش شنیدہ بودم
یعنی چھ ماہ پیش تر ہی ہم نے اس کی قبر میں کدال کی آواز سن لی تھی یعنی اس انجام کا ہمیں چھ ماہ قبل علم ہو چکا تھا لیکن رب کی رضا میں ہم راضی ہیں.....
جفائے دوست کی لذت کو غیر کیا جانے
یہ تیرا کرم کہ چنا مجھ کو امتحان کے لئے
الغرض ۲۳ ذی قعد ۱۳۳۳ھ بروز پیر حضرت شاہ غلام قادرؒ کا حضرت کے سامنے ہی وصال ہو گیا۔ حضرت نے ہی نماز جنازہ پڑھائی آج جہاں چمار باغ صفا میں حضرت کا مزار ہے اسی گنبد کے نیچے آپ کو دفن کیا گیا۔

قطعہ وفات ○ آپ کی وفات پر کسی شاعرنے یہ قطعہ وفات تحریر کیا۔

چشم و چراغ حضرت معصوم روزگار
رفت زما بجنت رہبر شدش سروش
بود و خلیفہ از سوئے حضرت بس طریق
نقش بندیہ قادریہ و چشتیہ جام نوش
کار اس چوچلہ بود چوکروار بعین تمام
در اربعین زجام اجل گشت باده نوش
از ما تمشی بہ کابل و در هند و در عرب
جوں وارد خبر ہمہ آئیند در خوش

کلام عاصی ○ آپ کی وفات پر اس وقت کے ایک مشور شاعر عاصی آثم
جن کا تخلص راقم تھا انہوں نے ایک طویل قصیدہ تحریر کیا ہے جس میں آپ کے
فضائل و کمالات اخلاق و عادات اور تاریخ وفات کا ذکر کیا ہے وہ قصیدہ یہاں نقل کیا
جاتا ہے۔

فی المراثی

مرثیہ وفات حضرت عمدة العارفین و زبدۃ السالکین سلالہ خاندان رفت و علانقاوہ
دودمان شجابت و اعتلانا سک مناسک شریعت محمدی سالک سالک طریقت احمدی شہزادہ
جان صاحب زادہ فاروقی مجددی نور اللہ مضجعته طاب ثراه و جعل الجنة العالیہ مثواہ

غم نامہ ضرا موسوم بنوحة غرا از کلام عاصی آثم المخلص بہ راقم

انیجہ شور یست کہ در عرصہ دنیا برخاست
وینچہ در دیست کہ در خطہ جانا برخاست
ایں چہ ماتم کہ جگر ہاز و قوش خون شد
وینچہ غم کراٹرش شورش و غونا برخاست
ایں چہ نخہست کہ مرہم نہ پزیرد دردش

و نیچه داشست کنورسم مداوا برخاست
 مگر از فوت جوانیست جهان تیره و تار
 کاوش غم زشی تاشریا برخاست
 مگر از رحلت آن نو گل بستان صفا است
 کاه و فغال زدل بلبل شیدا برخاست
 سر بپالیں عدم ماند مگر برنانی
 کا نجھن نوحه زهر پیر و زبر نابرخاست
 ماتم مرگ جو انسیت که در حرت او
 ایس همه ناله و فریاد زولها برخاست
 آرے آرے خبر مرگ جوانی بجهان
 شورے افگند کزو بانگ دریغا برخاست
 گرد غم برسخ احباب ارادت پنشست
 آه و افسوس ز جا نمای احبا برخاست
 خار پشکست ز کفت بعکر ہائے صبور
 طاقت و صبرز دلمائے شکیبا برخاست
 رخت بر بست ازین دار فتا زنده دلے
 که با مرده دلان عرق تمنا برخاست
 نوجوانی و پشهراء طریقت پیری
 آنکه در عین شباب از سرونا برخاست
 بود معروف بهشزاده و پشهزاد گیش
 آں خطا بست که از عالم بالا برخاست
 لیک موسوم و مسمی به غلام قادر
 اے خوش آں اسم که بانیک مسمی برخاست
 شاخ نورسته از گلبن فاروقی بود

کز گلستان مجدد شہ والا برخاست
 خلف الصدق جناب شہ عرفان مند
 عارفی کو برضاء جوئی مولا برخاست
 زندگی بخش بے مردہ دلان بجهال
 کہ زین نفسش فیض مسیح برخاست
 یعنی آن حضرت مخدوم ضیاء معصومے
 کز جبینش لمحات ید بیضاء برخاست
 آن چنان گشت و جودش بجهال نور افشاں
 کہ ز عالم اثرات شب یلدا برخاست
 غرض آن نو گل بتان طریقت کہ ازو
 بولے جاں بخش دلا شوب فرح زا برخاست
 عالمی بود و با علائے شریعت عامل
 کزوے احکام الٰی ہمہ بر جا برخاست
 سنہ گنجینہ اسرار حقیقت بودش
 کز کلامیش ہمی لولوئے لالا برخاست
 بود در معرفت حق ہمہ تن دیدہ و دل
 از ازل گو بھمیں سیر و تماشا برخاست
 ظاہر و باطن از آلاتش دنیاوی پاک
 جسم او جاں شده و زروح مصفا برخاست
 فیض بیعت ز پدر یافت پئے سیر سلوک
 درکمر دامن ہمت زدو بپا برخاست
 آں چنان جملہ مقامات طریقت طے کرو
 کہ بار شاد خلاق خضر آسا برخاست
 کرو تشریف خلافت ببر از دست پدر

در ره حق طلبی خوش بولا برخاست
 طالبان ره حق را بخدا راه نمود
 بر ارشاد کسان بادل دانا برخاست
 مرشد کامل ارباب طریقت گردید
 هر مریدش بجهد فاضل و یکتا برخاست
 هر کجا کور دلے بود بخاک دراد
 جبه سا گشته و پادیده بینا برخاست
 عاقبت رخت ازیں عالم فانی بربرست
 بر آسائش سر منزل عقی برخاست
 بجلا کرو قضا با مرض محقره اش
 کا حرائق تب و تابش ز هراپا برخاست
 بترے گشت و جودش بمرض روزے چند
 آخر آهنگ سفر کرده و از جا برخاست
 سفر آخرت از راه اجل پیش گرفت
 تا بفردوس کند منزل و ماوا برخاست
 در ره شوق قدم بوسی اجداد افوار
 خوش بتعظیم زیارت گه آبا برخاست
 طائر رو خش ازیں دامگر بے بنیاد
 رست و پرواز کنان جانب بالا برخاست
 گشت آزاد و بسر منزل اصل مشتافت
 شاد و خرم بسوئے عالم علیا برخاست
 چوں بمطلوب حقیقی سرو کارے بودش
 تا شود وصل باں دلبر و یکتا برخاست
 سال عمرش نه چهل ماند و لے لفظ چهل

بے تکر زبان قلم ما برخاست
 بت و سه ازمه نیعده و یوم الاشین
 بود کاین ماتم جانوز غم افزا برخاست
 سال عرش ازل گیر و بتارخ وفات
 باز مغفور ابد گوئی که زیبا برخاست
 زیں غم و درد چگویم که جما بربا شد
 نعره و ولله از هر طرنے وا برخاست
 پدر از غم شده چوں حضرت یعقوب کطعم
 دود آهیش درین گند خراء برخاست
 آیت صبر جمهلی که ز پیر کنعال
 دروم حزن و فراق و غم ابنا برخاست
 هم چنان در الم فرقت فرزند رشید
 از زبانش پئے تسکین و تسلی برخاست
 سوخت چندان زغم پور جوان مادر پیر
 که ز سرتاقد مش شعله سودا برخاست
 بسکه از دیده خونیں جگدا ریخت سرمش
 گوئی از روئے زمین لاله حمرا برخاست
 التهاب غمش افگند بعلم اثری
 که سرار از جگر صخره صما برخاست
 در رسید آتش این نایه در هند و عرب
 نه چنین پاوه زین نایمه تنها برخاست
 هر کجا زمه از اهل ارادت بودند
 هر کی راز جگر آه شر زا برخاست
 از مریدان وفا کیش بصد سوز و گداز

و مبدم ناله پ درو بسر جا برخاست
 هر کجا رفت خبر ناچه گشت بلند
 هر که بشنید از و نعرو دردا برخاست
 خاصه از زمرة ارباب ارادت و خلوص
 آنکه با بر گریش نام در اقصا برخاست
 آنکه او هست بنام و بخصائص محمود
 ذکر خیرش بمحافل ز زبانها برخاست
 آنکه در مند عزت باینی نظام
 گشت ممتاز و بدیں منصب اعلی برخاست
 وصف محمود یش است ایں که بحسب فقراء
 بادل و جان بصد اخلاص و تولا برخاست
 سوگواری غمش را بدل و جان پ داخت
 وزپئ تعزیت مرشد و مala برخاست
 رسم تعزیت و هم شیوه ماتم داری
 چون بجا کرو سپس بر سر ایفا برخاست
 هاکه خود حق ارادت بگزارو تمام
 بس بخیرات و مبرات و مزايا برخاست
 مال و زر در ره خوشنودی حق کرو ثمار
 بگدا ایاں زکف لطف و عطا یا برخاست
 پاد مقبول بدرگاه خدا این صدقات
 از ره صدق و خلوص آنچه پذیرا برخاست
 چند گویم من ازیں درد جگر فرسا چند
 کزهمه مستمعان طاقت اصغا برخاست
 میسزو گرز سر خامه چکدنوک آزو

ایں چیں ناله پر شیوں غم زا برخاست
 نامه سوز و گر ازیں مرثیه ام جادارد
 که ز هر لفظ و خطش شعله در بالا برخاست
 نتوان داد و گر شرح بدیں درد ایم
 کز انامل پس ازیں قوت املا برخاست
 کے مرا قدرت آل بود که انشا کنمش
 لیک از سوز دل ایں نوحه غرا برخاست
 ارم اکنوں سر تسلیم عزیزان مصائب
 بعد از نیم چو قلم خاتمه پیرا برخاست
 که دریں حادثه باید که گرامیم بصیر
 کز قضاو قدرحی تعالی برخاست
 و پسر رفت چو ماہی ز جهان لیک پدر
 آفنا ہست کز و نور تجلی برخاست
 یا رب از رحمت خویش بکرم شاداں کن
 آن که در معرفت مرحله پیا برخاست
 بارده طائر رو حش بچوار رحمت
 واند گرا که بدیں ذوق زونیا برخاست
 یارب از فیض جنابش تو مکن محروم
 کایں سعادت طلبی را و لم از جا برخاست
 ہست سودائے زمین بوس درش راقم را
 کس چنیں مرثیه از عین سویدا برخاست

- اولاد ○ حضرت شاہ غلام قادر عرف حضرت شزادہ جان آغا رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں، صاحبزادگان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔
- حضرت صاحب شیریں جان آغا۔
 - حضرت صاحب میاگل جان آغا۔
 - حضرت صاحب خواجہ جان آغا۔
 - حضرت صاحب مختار جان آغا۔
 - حضرت صاحب سلطان جان آغا۔

یہ پانچوں صاحبزادگان اپنے زمانہ کے بڑے صاحب بصیرت بزرگ اور بڑے صاحب علم و کمال ہوئے ہیں ان حضرات نے اپنی زندگی میں عوام اور مخلصین کی بڑی خدمت فرمائی۔ مخلوق خدا کی رہبری و ہدایت فرمائی اور ان کو صحیح معنوں میں خدا کا بندہ اور نبی کا سچا غلام بنادیا۔ ان حضرات نے افغانستان کی جنگ آزادی کی تحریک میں انگریزوں کے خلاف بڑھ کر عملی طور سے حصہ لیا۔ بالخصوص حضرت شاہ صاحب شیریں جان آغا رحمۃ اللہ علیہ جو حافظ قرآن بھی تھے انہوں نے اس جماد میں جو کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں اس کے باعث تاریخ افغانستان میں آپ کا نام سر فہرست ہے۔ آپ کی یہ بھی ایک اہم خدمت تاریخ افغانستان میں ہمیشہ یاد رکھی جائے گی کہ جن لوگوں کو انقلاب افغانستان کے دوران عوام سزا دینا چاہتے تھے اور انہوں نے حضرت کے پاس آکر پناہ لی اور آپ سے اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر معافی کے خواستگار ہوئے تو آپ نے ان کو پناہ دیکر معاف فرمادیا اور پھر افغانستان کے عوام نے بھی آپ کے ارشاد پر ان کی معافی کا اعلان کرویا اس طرح بہت سے لوگ سزا اور قتل عام سے بچ گئے اور ایک بار پھر فتح مکہ میں "لا تشریب علیکم الیوم" فرمائے اپنے دشمنوں کو عام معافی دینے والے نبی رحمت کے عنوان درگزرا کی یاد پھر سے تازہ ہو گئی۔

پیر غلام محمد مجددی

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک چمکتے ہوئے آفتاب اور خانوادہ مجددیہ کے ایک دمکتے ہوئے ماہتاب ہیں جنہوں نے آخر میں "میلر" کو اپنا جائے سکونت بنایا اور ہندوستان پاکستان اور افغانستان سمیت اس پورے خطہ کو اپنے روحانی فیوضات سے منور و مستفیض کر دیا۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے مے خانے بند

اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

آباو اجداد ○ آپ حضرت شاہ ضیائے معصومؐ کے دوسرے صاحبزادے تھے آپ کے دادا کا نام حضرت شاہ عطائے معصومؐ اور پر دادا کا نام حضرت میاں ظہور اللہ تھا۔

ولادت ○ امیر حبیب اللہ خان کے دور حکومت میں چار باغ صفا (کابل) میں ولادت پائی۔

بشارت عظیٰ ○ آپ کے والد گرامی حضرت شاہ ضیائے معصومؐ نے آپ کی ولادت کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لڑکا عطا فرمایا ہے میں نے اس کا نام غلام محمد رکھا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم نے غلام محمد کو اپنی غلامی میں قبول کر لیا ہے۔ آپ کے شجرہ شریف میں آپ کی اسی نسبت غلامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں بیان کیا گیا ہے.....

مشتعل ہے جو ۱۷ غلامی محمدؐ میں مدام اسی غلام باد محمدؐ حق نما کے واسطے اسی طرح ایک سید زادہ کی مشکل کے وقت بھاری رقم دے کر جب آپ نے ان کی مالی مدد فرمائی تو انہوں نے شکریہ کے طور آپ کو جواہ شاعر لکھوا کر بھیجے اس کے آخری مصروفہ میں اسی غلامی محمدؐ کے تمغہ امتیاز کا انہوں نے یوں ذکر فرمایا

.....

فخرت ہمیں بس است کہ غلام محمد

حضرت مولانا خورشید الحسن چشتی صاحب نے اس کو اپنے ایک شعر میں یوں

بیان فرمایا.....

آنکس کہ جر عہ یاب زجام محمد است

فخرش ہمیں بس است کہ غلام محمد است

تعلیم ○ چهار باغ صفا کے مدرسہ میں ہی آپ نے قرآن پاک حفظ کیا اور درس نظامیہ کی مکمل تعلیم حاصل کی۔ اس زمانہ میں آپ کا آستانہ بخارا سرفراز ماوراء النہر اور ہندوستان کے علماء کا مرکز بنا ہوا تھا سینکڑوں علماء روحانی تربیت اور سلوک کے مدارج طے کرنے کے لئے آپ کے والد گرامی کی خدمت میں شب و روز حاضر رہتے تھے لہذا آپ کو اس طرح وقت کے بڑے بڑے علماء سے علوم ظاہری کی تکمیل کے موقع خوب میر آئے۔ اور آپ نے علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا۔

بیعت ○ آپ نے کم سنی میں ہی اپنے والد گرامی سے شرف بیعت حاصل کیا آپ مادرزاد ولی تھے۔ شروع سے ہی استغراق میں رہتے تھے۔

خلافت ○ باطنی طور پر براہ راست آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پایاں فیوضات و برکات اور دارین کی نعمتیں عطا ہوئیں اور ظاہری طور پر اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ آغا ضیائے معصومؐ کے ہاتھوں سے اجازت و خلافت کے ذریعہ وہ نعمتیں آپ کو پہنچیں۔

اس کا واقعہ کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک روز آپ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے دیکھا حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار گھر بار سجا ہوا ہے اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہیں وہاں آپ کے والد گرامی کی ملائک جانماز اور ایک دستار رکھی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا کہ اس جانماز پر کھڑے ہو جاؤ اور حضور نے وہ دستار خود اپنے دست

مبارک سے آپ کے سر پر رکھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ڈھیر لگا ہوا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈھیر میں سے کچھ اٹھایا تو آپ نے اپنی جھوپی آگے کر دی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آپ کی جھوپی میں ڈال دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی جس میں علم کی زیادتی اور مراتب کی طرف اشارہ تھا **وَالَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ درجت** (سورۃ مجادلہ) پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈھیر میں سے دوسری مرتبہ کچھ اٹھایا اور یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے اس کو آپ کی جھوپی میں ڈال دیا وات ذی القریبی حق، والمسکین و این السبیل والاتبذر تبذر (سورۃ بنی اسرائیل) اسی طرح تیسرا مرتبہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈھیر میں سے کچھ اٹھایا اور پھر یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے آپ کی جھوپی میں ڈال دیا **وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌ مَعْلُومٌ** للسائل والمحروم (سال سائل)۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب کچھ حاصل کر کے اپنی جھوپی کو سمیٹ لیا.....

کیا بتاؤں کہ کیا لیا میں نے
کیا کہوں کہ کیا دیا تو نے
صحیح جب آپ اپنے والد گرامی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت شاہ ضیائے معصومؐ نے آپ کو دیکھتے ہی آپ کے کچھ کرنے سے پہلے ہی فرمایا...
”بیٹا!! تم نے جو آج دیکھا ہے اس کو ہم بہت پہلے دیکھے چکے ہیں“۔

نماہ

فاروق اعظمؐ کی نگام کرم ○ علمی اور روحانی دولت کے ساتھ ساتھ ظاہری دولت بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی فراوانی کے ساتھ عطا فرمائی تھی اور دل اس سے بھی بڑا عطا فرمایا تھا جب آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں بھی آپ نے خوب صدقہ و خیرات کیا۔ ایک روز آپ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے عبادت میں مصروف تھے کہ مسجد شریف میں وہاں کے ایک بزرگ زیدہ عالم اور مدرس نے آواز لگانی شروع کر دی کہ اہمہنا فاروقی.... کیا یہاں کوئی فاروقی ہے...؟ اس وقت مسجد نبوی میں آپ کے علاوہ کوئی فاروقی (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

اولاد میں سے) موجود نہیں تھا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت شاہ آغا کو بھیجا کر جاؤ دیکھ کر آؤ یہ عالم صاحب کیا فرمائے ہیں؟ حضرت شاہ آغا ان کے پاس گئے اور ان کو آپ کے پاس لے کے آئے۔ انہوں نے آپ سے وہ ہی سوال کیا کہ اہمہنا فلروقی...؟ آپ نے فرمایا ہاں ہم فاروقی ہیں ہمارے جد امجد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے آپ کو فاروقی لکھا کرتے تھے۔ یہ سن کر مدینہ شریف کے وہ بزرگ عالم اور درویش آپ سے پٹ گئے اور کہنے لگے کہ آپ ہی ہیں وہ جن کے پاس جانے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور پھر انہوں نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں نے یہاں مدینہ شریف میں ایک مدرسہ قائم کیا ہوا ہے خود مزدوری کر کے اس کے اخراجات پورے کرتا ہوں لیکن اب بوجھا ہو گیا ہوں طلباء زیادہ ہو گئے ہیں اور اس کے اخراجات بڑھ گئے ہیں اور زیادہ مزدوری اب مجھ سے ہوتی نہیں اس صورت حال میں اب مدرسہ کا چلانا مشکل ہو گیا تھا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سارا ماجرا عرض کیا آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا عمر تم ان کا مسئلہ حل کرو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر مجھ سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ حرم شریف کے اندر ایک میری اولاد میں سے موجود ہیں جاؤ ان سے جا کر مدرسہ کا خرچ لے لو۔ لہذا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں یہ سن کر خوشی و سرور سے آپ نہال ہو گئے اور جو کچھ آپ کے پاس تھا وہ سب مدرسہ کے خرچ کے لئے دے دیا جو مدرسہ کے اخراجات کی مدد میں سالوں کے لئے کافی ہو گیا۔

آپ اکثر اس واقعہ کو سنا کر بڑی فرحت و فخر کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے اس پر بڑا ناز ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو اپنی اولاد میں فرمایا اور مجھ سے یہ خدمت لی.....

نگاہ ناز ہے آشائے راز کے
وہ کیوں نہ اپنی خوبی قسم پر ناز کے

معمولات ○ آپ شب بیداری فرماتے تھے، ہر روز پندرہ پارے رات کو

اور پندرہ پارے دن کو تلاوت فرماتے تھے الغرض دن اور رات میں روزانہ ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اوراد و وظائف حزب البحر شریف، اور اللہ الصمد کا ورد ہر روز فرمایا کرتے تھے۔

آمدنی کی تقسیم ○ آپ کی بے شمار ذاتی جائیدادیں اور جاگیریں تھیں اور آپ اس میں سے غرباء و مساکین اور طلباء کے لئے خوب اخراجات کرتے تھے لیکن جب سے آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی اور تین مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست عطاے سے اپنی جھوٹی کو بھرا تھا اور تین آیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں، اس وقت سے آپ نے اپنی تمام آمدنی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک حصہ کتابوں کی خریداری علماء و طلباء وغیرہ کی خدمت میں خرچ ہوتا تھا تو دوسرا حصہ قیمتوں مسکینوں اور ناداروں کے لئے خرچ ہوتا تھا اور تیسرا حصہ اپنے اپنے اہل و عیال کی ضروریات کے لئے مقرر تھا۔

جب آپ کی زمینوں سے غلہ آتا تھا تو باقاعدہ نقارہ بجا یا جاتا تھا تاکہ تمام فقراء و مساکین کو اطلاع ہو جائے اور کوئی حق دار محروم نہ رہ جائے۔ لوگ نقارہ کی آواز سنکر دور دراز تک کے علاقوں سے آتے تھے اور مالا مال ہو کر جاتے تھے.....

فقیر راہ کو بنخشے گئے اسرار سلطان

بما مری نوا کی دولت پرویز ہے ساقی

آپ کے صاحبزادگان نے راقم الحروف سے فرمایا کہ روس سے جہاد کے بعد اب افغانستان میں دوبارہ ہماری جائیدادیں بحال ہو رہی ہیں تو ہم نے وہاں نصیحت کر دی ہے کہ ہمارے والد کے زمانہ میں ان جاگیروں سے جن جن لوگوں، مدارس یا دینی و فلاحی اداروں کی مدد کی جاتی تھی وہ سب دوبارہ جاری کر دی جائیں۔

مدرسہ ○ آپ نے چهار باغ صفا میں ایک دینی درس گاہ بھی قائم فرمائی تھی جس سے آج تک ہزارہا لوگ فیض یا ب ہو کے جا پکے ہیں ان کے تمام اخراجات آپ ہی اٹھایا کرتے تھے۔ اس مدرسہ کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں زیادہ تر ان نابینا

طالب عالموں کو داخلہ دیا جاتا تھا جن کو کوئی مدرسہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا۔

ہبیت حق ○ عبادات و ریاضات کے باعث آپ کے جلال اور ہبیت حق کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے روساء امرا و حکمران، خان، نواب، چودھری، وزراء اور بادشاہوں کو بھی آپ کے دربار میں لب کشائی کی ہمت نہیں ہوتی تھی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان ہی متکبرین کی اصلاح اور تربیت کے لئے بھیجا ہے۔
مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں.....

ہبیت حق است ایں از خلق نیست
ہبیت ایں صاحب دل ق نیست

جہاد آزادی ○ آج کل کے نام نہاد پیروں کی طرح آپ نے خانقاہوں کی چار دیواری میں صرف ذکر و فکر تک اپنے مریدوں کو محدود نہیں رکھا بلکہ بقول علامہ اقبال.....

نکل کر خانقاہوں سے رسم شیری او اکر

آپ نے افغانستان کی جنگ آزادی جو اس وقت جنگ استقلال کے نام سے مشہور تھی اس میں بھرپور طریقہ سے حصہ لیا اور اپنے تمام مریدین کو انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا۔ خود آپ کے چھانے بھی اس جہاد میں نفس نفیس شرکت کی آپ نے اس جہاد کے لئے اس وقت کی حکومت کو ایک لاکھ بیس ہزار روپے دئے۔ اور اس وقت کے فوج کے جرنیل محمد خاں اور نائب سالار ناظم دوست محمد کی بھرپور مدد کی۔

ہجرت ○ افغانستان کے سیاسی حالات کے باعث آپ ۱۹۳۰ء میں افغانستان سے ہجرت فرمایا کر حمین شریفین چلے گئے جہاں چند سال آپ نے قیام فرمایا اس سفر میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ آغا بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ یہاں سے آپ ہندوستان تشریف لائے اور یہاں بمبئی سورت نو ساری میں تقریباً ۱۳۰ سال تک مقیم

رہے اور اس خطہ کو اپنے فیوضات سے مستفیض فرمایا۔

پھر جب پاکستان بن گیا تو زعماً پاکستان بالخصوص لیاقت علی خان کی گزارش اور دعوت پر آپ ۱۹۴۸ء میں پاکستان تشریف لے آئے ابتداء میں آپ نے نو مینے کراچی میں قیام فرمایا اسی قیام کے دوران آپ کے چھوٹے صاحبزادے مولانا پیرفضل الرحمن کی ولادت ہوئی اس کے بعد پستقل میر کراچی میں تشریف لے آئے اور آخری ایام یہیں گذارے اور یہیں وصال فرمایا۔

والد کا ارشاد ○ ہندوپاک کے مختلف علاقوں میں آپ کا سفر اور مختلف عرصوں کے لئے آپ کے قیام کے باعث یہ پور خطہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے انوار و تجلیات سے روشن و منور ہو گیا۔ اور اس طرح آپ کے والد گرامی حضرت شاہ آغا ضیائے معصومؐ کی وہ پیش گوئی بھی پوری ہو گئی جو آپ نے فرمائی تھی کہ ”میں نے اپنے ایک صاحبزادے شاہ غلام قادر کے افغانستان سپرد کر دیا اور دوسرے صاحبزادے میاں جیو کے ہندوستان سپرد کر دیا۔“ آپ کے والد گرامی آپکو پیار سے میاں جیو کہا کرتے تھے۔

ہم عصر علماء و مفکرین ○ ہندوپاک کے نامور علماء محدثین اور مفکرین آپ کی علمی اور روحانی عظمتوں کے معرفت تھے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ تمام فرقوں کے زعماء اور ہر مسلم کے مقتدر رہنماء اور علماء آپ کی یکساں عزت کرتے تھے۔ ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

☆ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیق

☆ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی

☆ مولانا محمد یوسف بنوری (نیو ٹاؤن)

☆ مولانا احتشام الحق تھانوی

☆ حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری

☆ حضرت مولانا بدر عالم میر ثنی

☆ حضرت مولانا عبد الغفور مدنی

☆ مفتی محمد شفیع (دارالعلوم کوئنگی)

☆ مولانا محمد سلیمان ندوی (مصنف سیرۃ النبی)

مولانا بدر عالم کی نظر میں ○ دیوبندی مکتب فکر کے ایک مشور عالم مولانا بدر عالم میرٹھی کو بھی آپ سے بڑی ارادت اور عقیدت تھی وہ اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان کی ارادت کا اس سے اندازہ کیجئے کہ جب بھی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کی رضائے قلبی حاصل کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی تحفہ لے کر حاضر ہوتے تھے۔ ایک روز وہ آپ کی خدمت میں تھوڑے سے آم لے کر حاضر ہوئے لیکن جب حضرت کے آستانے پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں تو آموں کی پیشیاں رکھی ہوئی ہیں۔ یہ دیکھ کر ان کو اپنے چند آم حضرت کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے بڑی شرم محسوس ہوئی چنانچہ جب وہ حضرت کے پاس ملاقات کے لئے پہنچے، تو انہوں نے وہ تھوڑے سے آم دینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور آموں کی تھیلی اپنے پیچھے چھپا لیکن حضرت کو اللہ تعالیٰ نے وہ روحانی مقام عطا فرمایا تھا کہ آپ سے کوئی شے مخفی نہیں تھی آپ نے مولانا بدر عالم سے ملاقات کے بعد سب سے پہلا سوال یہی فرمایا کہ مولانا جو آم آپ ہمارے لئے لائے ہیں وہ کہاں ہیں آخر مولانا کو مجبوراً وہ آم پیش کرنا پڑے۔ آپ نے بڑی محبت سے ان کو قبول فرمایا وراس کی تعریف فرمائیں اور مکتبہ افزاں کی اور پھر ان کے لئے پر ٹکلف ضیافت کا اہتمام فرمایا کے ان کی دل جوئی اور دل بیکھی کا اہتمام فرمایا۔

مفتی محمد شفیع کی شہادت ○ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کے مقام اور مرتبہ کا اظہار اس واقعہ سے ہوتا ہے جو دارالعلوم کراچی کے باñی اور شیخ الحدیث اور دیوبندی مکتب فکر کے بہت بڑے عالم مولانا مفتی محمد شفیع آپ کے متعلق اپنی کتاب ”فضائل درود“ لکھتے ہیں کہ افغانستان سے ہجرت کر کے آئے ہوئے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روپ نے انور پر حاضر رہتا تھا تو بعض لوگ ایسے بھی آتے تھے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کرتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کو وعلیکم السلام کہہ کر جواب

عنایت فرمایا کرتے تھے اور اس جواب کو میں خود سنائیا تھا.....

پس بود جاہ و احترام مرا
یک علیک از تو صد سلام مرا

حضرت مجدد کی نگاہ کرم ○ آپ کے تمام امور پر آپ کی جد اعلیٰ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی خصوصی نگاہ رہتی تھی۔ آپ کے تمام معاملات ان کی مرضی اور مشاء کے مطابق طے پاتے تھے۔ حتیٰ کے کوئی نامناسب کام ہونے لگتا تو حضرت امام ربانی کی روحانیت آپ کی دست گیری فرماتی تھی اور آپ اس کام سے کنارہ کش ہو جاتے تھے چنانچہ ایک دفعہ اس قسم کا ایک واقعہ آپ کے ساتھ پیش آیا کہ قبائلی علاقہ سے دو بڑے عالم و فاضل بھائی آپ کی خدمت میں روحانی تربیت کے لئے آئے۔ آپ نے دونوں کی تربیت فرمائی اور دونوں کو بلند مقام پر فائز کر دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور!! ان میں سے بڑے بھائی کو خلافت بھی عطا فرمادیجئے آپ نے فرمایا اچھا کل دوں گا صبح جب آپ بیدار ہوئے تو اپنے خاص خلیفہ مولانا حبیب النبی صاحب سے فرمایا مولانا! رات کو عجب معاملہ پیش آیا۔ رات کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی زیارت ہوئی اور آپ نے مجھ سے فرمایا ”میاں جیو !! از خدا نمی ترسی۔ از ناقص ناقص پیدا می شود و از کامل کامل ...“ یعنی ”اے میاں جیو !! تم خدا سے نہیں ڈرتے یاد رکھ ناقص سے ناقص اور کامل سے کامل پیدا ہوتا ہے“

لہذا حضرت امام ربانیؒ کا یہ ارشاد سن کر میں نے بڑے کو خلافت دینے کا ارادہ ترک کر دیا ہے اب چھوٹے کو دوں گا حضرت امام ربانیؒ کے ارشاد کی رو سے وہ ہی اس کے لائق ہے۔

سیاست دانوں کی عقیدت ○ ہندو پاک کے نامور سیاسی زعماء قائد اعظم محمد علی جناح، جواہر لال نہرو، لیاقت علی خان، سردار عبدالرب نشر، خواجہ ناظم الدین، نواب صدیق علی خان آپ سے بڑی ارادت اور عقیدت رکھتے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے اور مختلف مواقع پر آپ سے دعائیں کرایا کرتے

تھے.....

دربار شہنشہی سے خوشن
مردان آستانہ خدا

پاکستان کا مژدہ ○ قائد اعظم اور جواہر لال نسرو پسلے انگریزوں کے خلاف مشترکہ جدوجہد کر رہے تھے لیکن جب قائد اعظم نے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ خطہ زمین کا نعروہ لگایا تو جواہر لال نسرو کو بڑا ناگوار گزرا اور وہ قائد اعظم سے ناراض ہو گیا اور ایک روز حضرت قبلہ پیر غلام محمد مجددی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ دعا کیجئے کہ قائد اعظم پاکستان کا مطالبہ چھوڑ دیں اور یہ راستہ چھوڑ دیں آپ نے فرمایا تم جس چیز کو چھوڑنے کے لئے مجھ سے سفارش کرانا چاہتے ہو اس کو اللہ تعالیٰ نے منظور کر لیا ہے یہ ملک ہر حال میں بن کر رہے گا۔ اب بھلا قائد اعظم سے میں اس کے خلاف کیسے کہہ سکتا ہوں۔ مفکر پاکستان نے سچ کہا ہے.....

زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیر تقدیر
خواب میں دیکھتا ہے عالم نو کی تصویر

قائد اعظم کی گپڑی ○ قائد اعظم نے اپنے خاص رفقاء موسیٰ قلعہ دار اور محمد علی ضیاء کے ذریعہ آپ کو یہ پیغام بھجوایا کہ میری رہبری اور رہنمائی فرمائیں کہ پاکستان کے حصول کے لئے جو میں جدوجہد کر رہا ہوں اس میں مجھے کامیابی حاصل ہوگی یا نہیں۔ آپ نے قائد اعظم کو کہلوایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہارے سر پر گپڑی گپڑ رہی تھی حضور سرور کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو درست فرمایا ہے لہذا مطمئن رہو انشاء اللہ پاکستان ضرور بنے گا اور اس کا سرا تمہارے سر ہی ہو گا.....

علم فقیہ و حکیم فقر مسح و کلیم
علم ہے جو یائے راہ فقر ہے دانائے راہ

پاکستان آمد ○ پاکستان بننے کے بعد جواہر لال نسرو نے آپ سے عرض کیا

کہ آپ یہیں قیام فرمائیں ہم آپ کی حفاظت میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے ادھر متعدد زعماً پاکستان بالخصوص نواب زادہ لیاقت علی خاں نے آپ کو پاکستان تشریف لانے اور یہاں قیام فرمانے کی خصوصی دعوتیں دیں آپ نے جواہر لال نسرو کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اور لیاقت علی خاں کی دعوت کو قبول فرماتے ہوئے پاکستان تشریف لے آئے۔ آپ کو لیاقت علی خاں سے بڑی محبت تھی اسی لئے جب ان کا قتل ہوا تو آپ کو بہت ملاں ہوا اور آپ بہت خفا ہوئے۔

پاکستان کی مدد ○ نہ صرف یہ کہ آپ خود پاکستان تشریف لے آئے بلکہ ہندوستان کے بڑے نامور سرمایہ داروں کو جو آپ سے ارادت و عقیدت رکھتے تھے ان کو بھی آپ نے پاکستان جانے اور وہاں کاروبار کرنے کا حکم دیا۔ ان سرمایہ دار خاندانوں میں خاص طور پر آدم جی باوانی، پاکولا والے سورت کی بڑے بڑے میمین خاندان شامل ہیں جو آپ کے حکم سے پاکستان آئے اور یہاں اپنے سرمایہ سے انہوں نے پاکستان کو بڑا مستحکم کیا۔

غلام محمد کی عقیدت ○ بڑے بڑے امراء روؤساء اور حکمران آپ سے ارادت و عقیدت رکھتے تھے ان ہی میں پاکستان کے گورنر گرنل غلام محمد بھی تھے جو آپ کے بڑے عقیدت مند تھے اور ان کی آپ سے عقیدت اس طرح شروع ہوئی کہ کرنل ضیاء اللہ جو غلام محمد کا معالج خاص تھا وہ ہی آپ کا بھی علاج کرتا تھا، ایک دفع آپ کے لئے کسی دوا کی ضرورت پیش آئی جو ملک میں نہیں ملتی تھی تو اس نے کہا کہ غلام محمد کی دواؤں کے ساتھ باہر سے آپ کی دوا بھی آجائے گی اس وقت آپ نے فرمایا.....

”غلام محمد برباد تھا اگر داتا کی اس پر نگاہ نہ ہوتی“

کرنل ضیاء اللہ نے آپ کے یہ الفاظ جب غلام محمد کو بتائے تو وہ تڑپ گیا اور آپ کی عظمت کا قائل ہو گیا۔ کہنے لگا جب میں پیدا ہوا تھا اس وقت میری ماں نے مجھے داتا کے دربار پر لا کر ڈال دیا تھا اب سوائے میرے ماں باپ کے اس واقعہ کا کسی کو پتہ نہیں تھا جس ذات کو میرا یہ راز بھی معلوم ہے وہ یقیناً خدا کا

مقرب بندہ ہے اس وقت سے وہ آپ کا معتقد ہو گیا۔
 علم کی حد سے پرے بندہ مومن کے لئے
 لذت شوق بھی ہے نعمت دیدار بھی ہے
 ایک دفعہ غلام محمد بیمار ہوا تو آپ سے کھلوایا کہ سخت بیمار ہوں انھوں نہیں
 سکتا آپ یہاں تشریف لا کر مجھ پر دم فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اس شرط پر آؤں گا کہ
 میرا نام وغیرہ اخبارات میں نہ آئے اور میرے آنے کی کوئی تشریف نہ ہو۔۔۔۔۔ اس نے
 یہ شرط منظور کیا اور آپ نے اس کو جا کر دم فرمایا اور اللہ نے اس کو صحت عطا
 فرمادی۔

اسلامی نظام کے لئے دعا ○ ایک روز گورنر جنگل غلام محمد نے آپ سے
 عرض کیا کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ یہ سن کر ناراض
 ہو گئے اور جلال میں فرمایا ”جس کو تم خود نہیں چاہتے اس کی دعا کے لئے کیوں کہتے
 ہو۔۔۔۔۔“

اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
 گفتار دلبرانہ کردار قاہرانہ

والد گرامی کی نگاہ ○ والد گرامی کے وصال کے بعد بھی انگلی روحانیت
 آپ کی ہمیشہ پاس داری فرماتی تھی اور ہر معاملہ میں آپ کی نگہداں رہتی تھی۔ چنانچہ
 گورنر جنگل غلام محمد کی دواؤں کے ساتھ جب آپ کی دوا باہر سے آئی تو آپ نے
 اس کو الماری میں رکھ دیا کہ صبح اس کو استعمال کروں گا، لیکن اس ہی رات حضرت
 شاہ ضیائے مصوصمؒ کی آپ کو زیارت ہوئی انہوں نے اس شیشی کا انگلی سے نشانہ بنایا کہ
 اس کو دور پھینک دیا اور فرمایا بیٹا۔۔۔!! اس دوا کو استعمال نہ کرنا صبح آپ اٹھے تو آپ
 نے اس دوا کو استعمال کرنے سے انکار فرمایا جب اس دوا کو واپس کرنے کے لئے
 الماری میں دیکھا تو اس کی شیشی چورہ چورہ ہوئی پڑی تھی۔

زندگی اس کے تصور میں کئی
 دور رہ کر بھی وہ ہی کام آیا

ای طرح جب آپ بہاول پور وہاں کی ایک مشور شخصیت کی دعوت پر
تشریف لائے تو اس نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور رخصت کرتے وقت پچاس
ایکڑ زین آپ کو بطور نذرانہ پیش کی اور عرض کیا کہ صبح غشی آپ کی خدمت میں
رجسٹر وغیرہ لے کر حاضر ہوگا اور یہ تمام زینیں آپ کے نام کرے گا۔ رات کو خواب
میں آپ کو اپنے والد حضرت شاہ فیاء موصومؒ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا بیٹا
....!! ان زمینوں کو مت لینا صبح آپ نے ان زمینوں کو قبول کرنے سے انکار
کر دیا اور خادم کو اپنی جیب سے پیسے دے کر نکٹ منگائے اور وہاں سے رخصت
ہو گئے.....

دست گیری میری تھائی میں تو نے ہی تو کی
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا

نبی کریمؐ کی نگاہ کرم ○ آپ پر بچپن سے ہی اپنے نبی حضور اکرم صلی
الله علیہ وسلم کی کتنی شفقت اور محبت کی نگاہ تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجئے کہ
آپ حین شریفین کے سفر میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ تھے، وہاں سے واپسی پر آپ
کا اپنے والد سے اصرار تھا کہ سورت کے راستہ ہو کر چلیں لیکن آپ کے والد گرامی
نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس کا حکم نہیں ہوا میں سورت کے راستے سے
ہوتا ہوا نہیں جا سکتا لہذا تم خواہ مخواہ اصرار نہ کرو، آپ نے فرمایا میں اس کی اجازت
لے لوں گا لیکن آپ کو چلنا اس ہی راستے سے ہوگا۔ اور یہ فرمائ کر آپ حضور سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روپہ انور پر حاضر ہوئے اور تین دن تک مسلسل آہ و
بکا اور گریہ وزاری کرتے رہے بالا آخر بار گاہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم میں
آپ کی گزارشات شرف قبولیت سے ہمکنار ہوئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں
نے حضرت فیاء موصومؒ کو خواب میں فرمایا کہ ہمارا بچہ ناراض ہو رہا ہے لہذا آپ
اس کی خواہش پوری کرتے ہوئے سورت کے ہی راستہ جائیں.....

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

اور اس خیر بشر کو خبر ہوتے ہی فریاد کرنے والے امتی کی اس ہی وقت فریاد رسی بھی ہو جاتی ہے.....

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
اور کیوں نہ غلام کی عرض و حاجت پوری ہو اس خیر نام کی شان تو یہ ہے

.....

جو چاہے ان سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر
زر نا خریدہ ایک کنیز ان کے گھر کی ہے
مانگیں گے مانگے جائیں گے منه مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ "لا" ہے نہ حاجت "اگر" کی ہے

کشفِ تام ○ آپ کے روحانی کشف کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنے والد گرامی کے ایک خلیفہ زادہ حضرت بماء الحق کو جو تیرہ آفریدی میں سے تھے ایک گرامی نامہ ارسال فرمایا جس میں ان کو سورت حاضر ہونے کے لئے ارشاد فرمایا وہ خلیفہ زادہ فرماتے ہیں کہ جوں ہی حضرت کا گرامی نامہ ملائجھے ایک عجیب سی خوشبو محسوس ہوئی میں حضرت کا حکم پا کر سورت کے سفر پر فوراً روانہ ہو گیا لیکن وہ خوشبو تمام سفر میں میرے ساتھ رہی میں راستہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار پر انوار پر حاضری دیتا ہوا جیسے ہی حضرت کے دولت خانہ پر پہنچا ابھی میں نے اپنے آنے کی اندر آپ کو اطلاع بھی نہیں کرائی تھی کہ آپ نے خود ہی اپنے کشف کے ذریعہ میری آمد پر مطلع ہو کے اندر سے خادم کو بھیجا کہ بماء الحق آیا ہے اسے اندر بھیج دو میں جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہی خوشبو جو سارے سفر میں میرے ساتھ رہی تھی حضرت کے لباس مبارک سے مکر رہی تھی حضرت نے میری خیریت معلوم کرنے کے بعد فرمایا تم حضرت خواجہ باقی باللہ کی چوکھت پر حاضری دے کر آرہے ہو۔ یہ خلیفہ زادہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت کے اس کشف کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس وقت مجھ پر یہ معمر کھلا کہ وہ حضرت کی توجہ تھی جو سارے سفر میں خوشبو بن کر میرے ہمراہ رہی

تھی۔ اور حضرت نے بھی میری حیرت اور پریشانی کو دیکھ کر اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”بہاء الحق....! دوران سفر میری توجہات تمہارے ہمراہ تھیں۔“

کشف قبور ○ کشف قبور کے بارے میں بھی حضرت کو خاص قوت مکاشفہ حاصل تھی، چنانچہ آپ کے مخلصین میں سے ایک مخلص یعقوب قلعہ دار صاحب کو ایک تابعی بزرگ کے مزار کے بارے میں ترد تھا کہ شر میں ایک نامعلوم مزار ہے وہ تابعی بزرگ کا ہے یا شر سے باہر جو ایک مزار ہے وہ ان کا ہے انہوں نے حضرت سے عرض کیا حضرت دونوں مزارات پر تشریف لے گئے اور ان پر کچھ دیر مراقبہ میں بیٹھے اور پھر فرمایا کہ شر سے باہر جو مزار ہے وہ تابع بزرگ کا ہے پھر آپ اس مزار پر کافی دیر تک مراقبہ میں بیٹھے رہے۔

آداب طریقت ○ طریقت کے آداب کا آپ کو کس قدر پاس تھا اس کا اظہار اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ ایک صاحب لاہور سے بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ تم پہلے سے ایک شیخ رکھتے ہو پھر میرے پاس کیا لینے کے لئے آئے ہو وہ صاحب تو نہ شریف کے بزرگ سے بیعت تھے آپ کی بات سکر بہت شرمندہ ہوئے پھر آپ نے ان سے فرمایا جاؤ اپنے شیخ سے جا کر فیض حاصل کرو۔ اس واقعہ سے آپ کے کشف تام کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مژده وصال ○ آپ نے اس عالم سے پرده فرمانے سے ایک ہفتہ قبل اپنے اہل خانہ کو اشارتاً ”اپنے وصال کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ مجھے والد صاحب کی یاد بہت ستارہ ہی ہے ارادہ کرتا ہوں چند روز میں حضرت والد صاحب کی زیارت کے لئے چلا جاؤ۔ لیکن آپ کے اہل خانہ آپ کے اس اشارہ کو نہ سمجھ سکے حتیٰ کہ جب وصال کو صرف تین دن رہ گئے تو آپ نے اپنے چھوٹے صاحزادے پیر آغا فضل الرحمن مجددی سے فرمایا کہ میں یہاں تین روز کا مہمان ہوں لوگ یہی سمجھے کہ آپ کا افغانستان جانے کی طرف اشارہ ہے لیکن آپ نے جو فرمایا اس کی صداقت عین تین روز کے بعد لوگوں پر اس وقت آشکار ہوئی جب یہ اللہ کا مقبول بندہ اس دنیا سے ہمیشہ

کے لئے رخصت ہو کر اللہ کا مسمان بن گیا ہی نہیں کہ آپ نے اپنے وصال کی بشارت چند روز پہلے سے دے دی تھی بلکہ وصال سے قبل ہی اپنے مرقد کے مقام پر پھر رکھ کر اپنے مزار کا تعین بھی فرمادیا تھا چنانچہ جس جگہ آپ نے پھر رکھا اس ہی جگہ آپ کی تدفین ہوئی اور وہیں آپ کا مزار مبارک بنایا گیا۔

وصال ○ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ مطابق اکتوبر ۱۹۵۲ء کو آپ نے اپنی جان اپنے جانان عزز کے سپرد کروی، کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا.....

زہنداری کہ جا را رائیگاں داد
فروع روئے جانا دید و جا داد
کراچی میں ماڈل کالونی میر میں آپ کو دفن کیا گیا جہاں آج بھی آپ کا مزار
منع انوار بنا ہوا ہے۔

عاشق کا جنازہ ○ آپ کا جس روز انتقال ہوا اسی شب ایک مشہور عالم مولانا بدر عالم صاحب جو اس زمانہ میں مدینہ منورہ کے اندر قیام پذیر تھے انسوں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک جنازہ خانہ کعبہ کی طرف لا یا جا رہا ہے اس کے ساتھ بہت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بھی ہیں اور وہ جنازہ بیت اللہ کے سامنے رکھ دیا گیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور آپ نے خود اس کی نماز جنازہ پڑھائی مولانا بدر عالم فوراً گھبرا کر اٹھے کہ یہ کون اللہ کا مقرب بندہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب گذر رہا ہے جس کی نماز جنازہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا رہے ہیں ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ان کو کراچی سے حضرت کے وصال کا ٹیلی گرام پہنچ گیا انہیں یقین ہو گیا کہ یہی وہ عاشق رسول تھا جس کا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا تھا.....

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

قطعہ تاریخ وصال ○ آپ کے وصال پر بہت سے شعراء نے قطعہ تاریخ وصال لکھے جن میں سے ایک قطعہ پیش خدمت ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

مرد صاحب دل الحاج شاہ غلام محمد مجددی

۱۹۶۵۲

نظرِ زماں غلام محمد مجددی
 راہِ شریعت اور طریقت کے آشنا
 حضرت مجدد آپ کے جد بزرگوار
 خالق نے جنکو رتبہ عالیٰ عطا کیا
 دارِ بقاء پنج گئے واصلِ حق ہوئے
 دارِ فنا سے خلد بربیں کا سفر کیا
 فضل و کرم ہو خاص مراتب بلند ہوں
 کرتے ہیں دل سے حلقہ گوش آپ کے دعا
 حاصل جوار رحمت پروردگار ہو
 محو لقاءِ خالق اکبر رہیں سدا
 جاری اسی طرح سے رہے فیض نقشبند
 پاتے رہیں مرادیں مریدان با صفا
 قربِ خدا و حبِ پیغمبر نصیب ہو
 اللہ سے خادموں کے لئے کیجئے دعا
 دل کو تھی فکر سال وصال آپ کا لکھوں
 پورا ہوا بفضلِ خدا دل کا مدعا
 ہاتھ نے دی صدا پئے سال ارتھاں
 قطبِ زماں غلام محمد لکھ اصطفی

۱ ۳ ۴ ۷ ۲

خلفاء ○ آپ کے جن خلفاء کے اسمائے گرامی معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں.....
 ۔ مولانا حبیب النبی صاحب (یحکی شریف صوبہ سرحد)

۲۔ مولانا ولی النبی صاحب (یہ کسی شریف صوبہ سرحد، شیخ الحدیث

جامعہ رضویہ فیصل آباد)

۳۔ مولانا مطیع النبی صاحب (یہ کسی شریف صوبہ سرحد)

۴۔ صاحبزادہ بہاؤ الحق صاحب (تیرہ قبائل)

۵۔ مفتی مظفر احمد صاحب (کراچی)

۶۔ مولانا مقبول احمد صاحب (سورت)

۷۔ مولانا حافظ علی صاحب (سورت)

۸۔ مولانا عبد السلام مجددی (افغانستان)

اولاً و امباو ○ آپ نے اپنے بعد سات صاحبزادے اور چار صاحب زادیاں
چھوڑیں صاحبزادگان کے ائمے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت غلام احمد مجددی عرف شاہ آغا جان (افغانستان)

۲۔ حضرت نور احمد مجددی عرف نور آغا جان (ملیر کراچی)

۳۔ حضرت عبد اللہ آغا مجددی (کراچی)

۴۔ حضرت فضل محمود مجددی (افغانستان)

۵۔ حضرت فضل ربی آغا مجددی (کراچی)

۶۔ حضرت فضل غفار مجددی (مدفن کراچی)

۷۔ حضرت فضل الرحمن مجددی (کراچی)

ان میں سے چھٹے صاحبزادے حضرت فضل غفار مجددی نے اپنے والد گرامی
کے وصال کے چند روز بعد کھولتے ہوئے گرم پانی سے جلس جانے کے باعث وفات
پائی۔ ایک صاحبزادی بھی وفات پاچکی ہیں جبکہ آپکے سب سے بڑے صاحبزادے
حضرت پیر غلام احمد مجددی عرف شاہ آغا صاحب اور تیرے صاحبزادے حضرت فضل
محمود مجددی افغانستان کی کیونٹ حکومت کے خلاف جہاد میں حصہ لینے کی پاداش میں
گرفتار کیے گئے تھے اور ان دونوں حضرات کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں چل سکا۔

حضرت پیر غلام محمد مجددی کے باقی صاحبزادگان یعنی حضرت نور احمد مجددی

حضرت فضل احمد مجددی المعروف بعد اللہ جان مجددی اور حضرت فضل ربی مجددی اور حضرت پیر فضل الرحمن مجددی اپنے والد گرامی کے مزار پر انوار سے متصل مکان میں سکونت پذیر ہیں سب برادران ماشاء اللہ نہایت خلیق، مخلص، منکسر المزاج، خوش اخلاق، ملنار اور نہایت متقد و پرہیز گار ہیں اور حقیقت میں اپنے والد گرامی کے اوصاف حمیدہ کا پر تو ہیں اور ان کی نمائندگی اور جائشینی کا صحیح معنوں میں حق ادا کر رہے ہیں اور اپنے آباو اجداد کے مشن کو زندہ رکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان حضرات کا سایہ دیر سلامت رکھے۔

حضرت شاہ آغا جان

آپ کا اسم گرامی غلام احمد تھا لیکن حضرت شاہ آقا جان کے لقب سے معروف و مشہور تھے۔ حضرت پیر غلام محمد مجددی کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے جو آپ کے بعد آپ کے جائشیں ہوئے۔

ولادت ○ آپ کی ولادت با سعادت اپنے آبائی علاقہ چهار باغ صفا (جلال آباد افغانستان) میں ہوئی۔ بچپن سے ہی آثار ولایت آپ کے چہرے سے عیاں تھے آپ کی ولادت سے قبل آپ کی آمد کی پیش گوئیاں کروی گئی تھیں۔

علم ظاہر ○ علوم ظاہری کی ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے زمانہ کے معروف عالم حضرت مولانا محمد اسماعیل کاموی سے چهار باغ صفا میں حاصل کی جبکہ ہندوستان کے معروف عالم دین مولانا محمد یاسین سے آپ نے علوم ظاہری کی تحریک فرمائی۔

علم باطن ○ اپنے والد گرامی سے بیعت ہوئے اور ان ہی کی زیر تربیت رہ کر علوم باطنی کی اور معرفت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے آپ کے والد نے آپ کو تمام سلاسل میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمادیا تھا۔

مقام و مرتبہ ○ علمی اور روحانی طور پر آپ کی ایسی ذات گرامی تھی جس پر نہ صرف اس آستانہ کے مریدین و مخلصین کو ناز تھا بلکہ حضرت امام ربانی مجدد

الف ثانی کی تمام اولاد امجاد کے لئے آپ باعث فخر تھے۔ آپ کی روحانی خدمات کو کبھی نہیں بھلا کیا جاسکتا۔

گرفتاری ○ افغانستان کی ملحد حکومت نے تزکی اور امین کے زمانہ اقتدار کے دوران آپ کو گرفتار کیا اور آپ کے برادر نسبتی کے تین صاحبزادے جناب حامد شاہ غاصی جناب ممتاز شاہ غاصی اور جناب نواز شاہ غاصی جو جناب ڈاکٹر محمد انور شاہ غاصی کے صاحبزادگان تھے ان کو بھی گرفتار کر لیا جو اس وقت آپ کے ہمراہ تھے، ان سب حضرات کے بارے میں ابھی تک کوئی یقینی خبر معلوم نہیں ہو سکی کہ کہاں ہیں۔

حضرت نور احمد مجددی

آپ حضرت پیر غلام محمد مجددیؒ کے دوسرے صاحبزادے ہیں اور اپنے آباؤ اجداد کی مندرجہ ذیل وہادیت کو آباد کئے ہوئے ہیں۔

ولادت ○ آپ کی ولادت افغانستان میں ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔

تعلیم ○ مدرسہ حسینیہ سورت میں آپ نے علی فارسی اور درس نظامیہ کی تعلیم پائی اور وہیں سے سند فراغت حاصل کی۔

بیعت ○ آپ پہلے اپنے والد گرامی حضرت شام غلام محمد مجددیؒ سے بیعت ہوئے پھر جب آپ کے بڑے بھائی حضرت شاہ آغا مند روشن وہادیت پر متمکن ہوئے تو آپ نے ان سے تجدید بیعت کی۔

ہجرت ○ ۱۹۳۸ء میں جب نواب زادہ لیاقت علی خان کی دعوت پر آپ کے والد گرامی پاکستان تشریف لائے تو آپ بھی ان کے ہمراہ پاکستان آگئے۔ کراچی میں ایک عرصہ قیام فرمایا۔ پھر سنہ ۱۹۶۲ء میں دوبارہ ظاہر شاہ کی دعوت پر افغانستان تشریف لے گئے۔ لیکن اس وقت آپ کا کراچی آنا جانا رہا۔ لیکن جب افغانستان پر کیونٹ انقلاب آیا اور آپ کے خاندان کے بہت سے افراد کو شہید اور بہت سوں کو گرفتار کر لیا گیا تو آپ کا خاندان مستقل طور پر کراچی میں مختلس ہو گیا۔ آپ نہایت

حیثم بربار انتہائی منکر الزراج اور بے حد متقی اور پہیز گار ہیں یہاں پر میر میں اپنے والد کے مزار شریف کے قرب میں اپنے آباؤ اجداد کی مند رشد و ہدایت کو اپنی روحانیت سے ضیاء بار کئے ہوئے ہیں۔ ہر سال اپنے والد گرامی کا عرس منعقد کرتے ہیں جس میں بڑی ایمان افروز روحانی اور نعمتوں کی محفل ہوتی ہے آپ کے چھوٹے بھائی حضرت پیر فضل الرحمن مجددی مریدین و متولیین سے خصوصی خطاب فرماتے ہیں اور آپ آخر میں خصوصی دعا فرماتے ہیں۔

اس بار عرس کے موقعہ پر مزار شریف پر چادریں چڑھانے کے بعد حضرت شاہ آغا ضیائے معصومؒ کے ایک خلیفہ کے صاحبزادے حضرت محمد مسعود جو اس وقت مدینہ شریف میں مسجد غمامہ کے امام اور خطیب بھی ہیں ان کی تلاوت اور آخر میں صلوٰۃ وسلام نے سماء باندھ دیا۔ دعا کے بعد لنگر تقسیم کیا گیا۔

اولاد ○ آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادہ غلام مصطفیٰ اور ایک صاحبزادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ رحمت تاویر سلامت رکھے اور آپ کی فیوض و برکات کو ہمیشہ اسی طرح جاری و ساری رکھے۔ اور آپ کے بچوں کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے (آمین)

حضرت عبد اللہ آغا مجددی

آپ حضرت پیر غلام محمد مجددیؒ کے تیرے صاحب زادے ہیں اپنے بھائیوں کے ہمراہ ماؤل کالونی میر میں رہائش پذیر ہیں اپنے آباؤ اجداد کے فیوضات سے مخلوق خدا کو فیض یاب کر رہے ہیں۔

ولادت ○ آپ کے والد گرامی کا جس زمانہ میں نوساری سورت میں قیام تھا اس وقت ۱۹۳۳ء میں وہاں آپ کی ولادت ہوئی۔

تعلیم ○ میڑک تک مروجہ تعلیم آپ نے کراچی میں حاصل کی اور اس کے بعد کالج کی تعلیم آپ نے افغانستان میں حاصل کی۔

آپ ماشاء اللہ بہت متشرع اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر قائم ہیں اور

درع و تقوے سے آراستہ ہیں۔

اولاد ○ آپ کے چار صاحبزادے ہیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں.....

۱- فیض احمد مجددی

۲- احمد مدثر مجددی

۳- نوید احمد مجددی

۴- امان اللہ مجددی

اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تاویر سلامت رکھے اور آپ کے صاحبزادگان کو علم
و سعیج اور عمر دراز عطا فرمائے (آمین)

حضرت فضل محمود مجددی

آپ حضرت شاہ غلام محمد مجددیؒ کے چوتھے صاحبزادے ہیں۔

مژده ولادت ○ آپ کی ولادت سے چند روز قبل آپ کے والد گرامی نے
آپ کی والدہ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے گھر میں ایک آفتاب
نکل رہا ہے چنانچہ خواب کی تعبیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ اس کے چند روز بعد آپ کی
ولادت با سعادت ہوئی اور آپ کی پیشانی آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔

ولادت ○ آپ کی ولادت بیہمورہ ضلع گجرات بڑودہ اسٹیٹ انڈیا میں ہوئی۔

تعلیم ○ ہندوستان سے ہجرت کر کے جب آپ کا خاندان پاکستان آیا اور
کراچی میں قیام کیا تو یہاں قیام کے دوران آپ نے ابتدائی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ
نویں جماعت تک علوم مروجہ کی تعلیم بھی حاصل کی۔ اس کے بعد جب آپ اپنے
وطن مالوف افغانستان تشریف لے گئے تو وہاں مدرسہ نجم المدارس جلال آباد میں آپ
نے اپنی دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور اس کے بعد دارالعلوم کابل سے آپ نے
علوم ظاہری میں تحصیل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

جہاد ○ آپ کے زمانہ تعلیم کے دوران افغانستان میں کیونٹوں کے خلاف

ایک مذہبی اور دینی تحریک چلی تھی جو زمین دوز اسلامی تحریک کے نام سے مشہور ہوئی تھی اس تحریک میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

ترہ کی کے دور حکومت میں حضرت ضیاء المشائخ (ابن حضرت نور المشائخ) اور تقریباً سو دیگر مجددی علماء و مشائخ کے ہمراہ آپ کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اور آج تک ان حضرات کے متعلق کسی کو کوئی یقینی اطلاع نہیں ملی۔

شادی و اولاد ○ افغانستان کے مشہور روحانی پیشووا حضرت نور المشائخ کے صاحبزادے حضرت ضیاء المشائخ کی صاحبزادی سے آپ کا عقد ہوا جس سے آپ کے ایک صاحبزادے خالد محمود ہیں جو ملیر کراچی میں زیر تعلیم ہیں۔

حضرت فضل ربی مجددی

آپ حضرت پیر غلام محمد مجددی کے پانچویں صاحبزادے ہیں اپنے بھائیوں کے ہمراہ ملیر میں ہی رہائش پذیر ہیں اور مخلوق خدا کے لئے فیض کا چشمہ جاری کئے ہوئے ہیں۔ آپ سے بڑے یعنی حضرت پیر غلام محمد مجددی کے چوتھے صاحبزادے حضرت فضل محمود مجددی اپنے بڑے بھائی حضرت شاہ آغا جان کی طرح افغانستان کی جنگ میں لاپتہ ہو گئے تھے۔

ولادت ○ حضرت فضل ربی مجددی کی نو ساری سورت (ہندوستان) میں ۷۱۹۳ء میں ولادت ہوئی۔

تعلیم ○ آپ نے میڑک تک تعلیم ملیر کراچی میں ہی حاصل کی اور افغانستان میں کالج کی تعلیم حاصل کی جس میں سائنس فزکس وغیرہ آپ کے مضمایں تھے۔ آپ بہت ہی نیک صالح متqi اور پرہیز گار ہیں۔

اولاد ○ آپ کے ایک صاحبزادے احمد سعیل مجددی ہیں جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو علم و عمل کی اعلیٰ منزلوں پر پہنچائے (آمین)

حضرت فضل الرحمن مجددی

آپ حضرت پیر غلام محمد مجددیؒ کے سب سے چھوٹے ساتویں صاحبزادے ہیں جو میر میں رہائش پذیر ہیں اور اپنے آبا اجداد کے انوار و تجلیات سے دلوں کی دنیا جگگائے ہوئے ہیں۔ آپ سے بڑے یعنی حضرت پیر غلام محمد مجددی کے چھٹے صاحبزادے حضرت فضل غفار مجددی کمسنی میں ہی وصال فرمائے تھے اور ان کا مزار کراچی میں ہی ہے۔

ولادت ○ حضرت پیر فضل الرحمن مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی ولادت حضرت پیر غلام محمد مجددی کے لاہور کے زمانہ قیام کے دوران ہوئی۔ آپ کا ن ولادت ۱۹۵۰ء ہے۔

تعلیم ○ آپ نے ابتدائی اسکول کی تعلیم ماؤں کالونی میر میں حاصل کی پھر افغانستان تشریف لے گئے اور وہاں یونیورسٹی تک اعلیٰ حاصل کی اس کے علاوہ وہاں کے بڑے بڑے علماء مثلاً مولانا نصر اللہ وغیرہ سے علیٰ کی تعلیم حاصل کی اور مولانا محمد حفیظ سے تصوف کی کتابیں پڑھیں۔

بیعت ○ اپنے بڑے بھائی اور اس آستانہ کے سجادہ نشین حضرت شاہ آغا جان سے شرف بیعت حاصل کیا اور ان ہی سے سلوک کی منزلیں طے کیں۔ آپ حسن صورت اور حسن سیرت دونوں میں یکتا ہیں مریدین و متولین کو بڑے بیخ انداز میں وعظ و نصیحت بھی فرماتے ہیں اور تصوف و معرفت میں ڈوبی ہوئی تقریر بھی فرماتے ہیں۔

مختلف دینی اور مذہبی محافل کو اپنے وجود سے شرف بخشتے ہیں۔ اپنے آبا اجداد کے محاسن و کمالات کی ایک لا جواب نشانی ہیں۔ اس فقیر پر خصوصی شفقت و محبت فرماتے ہیں۔ آپ کی محبت میں فقیر کو حضرت شاہ آغا ضیائے معصومؒ کا حضرت شاہ رکن الدینؒ کے ساتھ جو قلبی تعلق اور دلی محبت تھی اس کی جھلک نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ اور آستانے کو ہمیشہ آباد رکھے (آمین)

اولاد ○ آپ کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں صاحبزادوں کے

اہمے گرامی یہ ہیں.....

۱۔ شناء اللہ مجدوی، ۲۔ احمد بلاں مجدوی، ۳۔ محمد جنید مجدوی
اللہ تعالیٰ ان نصاجزادگان کو اپنے آباو اجداؤ کی امانتوں کا صحیح وارث و امین
بنائے..... آمین ثم آمین۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ تمت باخیر ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مصنف کی دیگر مطبوعات

-1 بزم جانال

-2 جدید طبی مسائل کا شرعی حل

-3 سندھ کے اولیائے نقشبند

-4 حق نبی

-5 رحمتہ للعالمین کی مقبول دعائیں



اللَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ مِثْلُهُ وَاللَّهُمَّ مَسْكُنُ
الْأَرْضِ أَوْلَيَاءُكَ اللَّهُ لَا إِلَهَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ يُعْبُدْ

